نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی ہے۔ کہ رات کو بارش نہ ہو تاکہ مسجد کے باہر دلجمعی سے نماز ادا کر سکیں۔ امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر تک رات کے وقت بارش نہ ہو گی۔ ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ ۲۹۔ ماہ رمضان تک رات کو بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات سے لیکر پھر بارش شروع ہو گئی +

کرامت۔ جس مسجد کی دیوار شکستہ ہو گئی۔ اور اس قدر ٹیڑھی ہو گئی کہ اب گری اب گری لوگوں کو یقین ہو گیا۔ کہ ابھی گر جائیگی۔ کوئی اس کے پاس بھی نہ آتا تھا۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا کہ جب تک ہم یہاں ہیں نہیں گریگی۔ آنجناب کے اصحاب اسی ٹیڑھی دیوار تلے نماز ادا کرتے۔ اور مراقبہ کرتے اور اوراد و ذکر و شغل میں مشغول ہوتے۔ وہ بدستور کھڑی رہی۔ جب آنحضرت رضؓ نے وہاں سے کوچ کیا۔ تو وہ بھی گر پڑی +

کرامت۔ لاہور میں ایک دفعہ آنحضرت رضؓ نے نماز عشاء ادا کرنے کے بعد ایک اچھی خاصی صحیح سلامت عمارت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج رات اس مکان کے پاس کوئی نہ آئے حالانکہ ظاہری علامت اس کے گرنے کی نظر نہ آتی تھی۔ لوگوں نے دل میں کہا کہ اس سے بڑے خستہ حال مکان اور بہت ہیں۔ اس میں کونسی کسر ہے۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ کہ وہ مکان یکایک زمین پر آ رہا۔ ایک لڑکی جو اس مکان میں سوئی ہوئی تھی۔ بفضل خدا صحیح و سلامت رہی۔ لیکن جو لوگ اس مکان کے قریب تھے۔ ان پر اینٹیں وغیرہ پڑے۔ آنحضرت رضؓ نے فرمایا۔ کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ آج رات کوئی شخص اس مکان کے قریب نہ آئے۔ بعد ازاں فرمایا کہ اس لڑکی کو لاؤ۔ وہ زندہ ہے۔ جب اسے مکان تلے سے نکالا تو بالکل صحیح سلامت تھی +

کرامت ایک حاکم نے غنیم پر چڑھائی کرنی چاہی۔ اس مطلب کے لئے اس نے ایک فقیر سے استخارہ کروایا۔ فقیر نے اسے فتح کی خوشخبری دی۔ چنانچہ وہ امیر اس فقیر کی خوشخبری کی وجہ سے اس مہم کیلئے آمادہ ہوا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ دشمن سے دوچار ہو۔ اس فقیر مرد نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ کہ میں نے فلاں حاکم کو فتح کی خوشخبری دی ہے۔ آنحضرت اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آنحضرت رضؓ نے اس کے جواب میں لکھا۔ کہ تمہاری کشف میں خطا ہوئی ہے۔ میری دانست میں معاملہ برعکس ہے۔ اسے جلدی سے اطلاع دو۔ کہ واپس آ جائے۔ درویش نے

اسی وقت آدمی اس امیر کی طرف روانہ کیا۔ کہ غنیم پر چڑھائی نہ کرے لیکن چونکہ امیر دور نکل گیا تھا۔ اس واسطے آدمی وہاں پہنچ نہیں سکتا تھا۔ دو چار روز بعد سننے میں آیا۔ کہ اس امیر کو شکست ہوئی۔ اور نہایت خستہ حالی سے واپس آیا۔ چنانچہ نشان و نقارہ تک سب لٹوا بیٹھا +

ذکر و بیان مکاشفات حضرت قیوم اوّل خستہ بنیتہ الرحمت

مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکاشفات مکتوبات کے دفتروں اور رسالوں میں مثل مکاشفات عینیہ وغیرہ بہت لکھے ہوئے ہیں۔ اس کتاب میں ان تمام مکاشفات کے درج کرنے کی گنجائش نہیں۔ البتہ چند ایک مکاشفات تیمناً و تبرکاً یہاں درج کئے جاتے ہیں +

مکاشفہ۔ ایک روز حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گرد و نواح میں بادشاہ کا ایک بڑا بھاری لشکر پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں بادشاہی بارگاہ منعقد ہے۔ الہام ہوا کہ یہ شوکت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری خانقاہ میں آئی ہے۔ اور اب قیامت تک یہیں رہیگی +

مکاشفہ۔ ایک روز آنجناب اپنے مملوکہ باغ کی سیر کو تشریف لے گئے تو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بارگاہ احدیت کی کبریائی اور احدیت کے سراپردے اس میں نصب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہو رہا ہے +

مکاشفہ۔ مکاشفات عینیہ میں لکھا ہے۔ کہ بلحاظ صفات حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔ بلکہ نفسی صفات سے مستغنی ہے۔ یعنی جو کچھ صفات سے ہو سکتا ہے ان صفات سے ذات مجرد انکی ترتیب کے لئے کافی ہے۔ مثلاً جو امور کہ حیات۔ قدرت علم اور ارادہ وغیرہ صفات سے وابستہ ہیں۔ اگر یہ صفات متحقق نہ بھی ہو سکیں۔ تو بھی صرف ذات ہی سے یہ کام ظہور میں آ سکتے ہیں۔ اس میں یہ لحاظ نہیں ہوگا کہ صفات موجود ہیں۔ یا علم میں موجود ہیں۔ نہ کہ خارج میں۔ کیونکہ یہ بات اہل سنت کے مخالف ہے

بلکہ یا وجود استغنا نے ذاتی صفات موجود ہیں۔ جو ذات پر بمنزلہ زائد کے ہیں۔ اُسے میں مثال سے واضح کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ پانی بالذات بلندی سے پستی کی طرف مائل ہوتا ہے اسی کو طبعی میلان کہتے ہیں۔ پس پانی کی ذات علم قدرت۔ حیات اور ارادہ کا کام دیتی ہے۔ اگر علم ہوتا۔ تو پستی کی طرف نہ آتا۔ الخ +

مکاشفہ۔ نیز مکاشفات عینیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ قابلیت اولے جسے حقیقت محمدی سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ قابلیت ذات ہے۔ جو کمالات شان کلام بلکہ قرآن مجید میں مفصل بیان ہوئے ہیں۔ یہ ان کا اجمال ہے۔ اور یہی قابلیت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قابلیت ہے۔ الخ +

مکاشفہ۔ مکاشفات عینیہ میں یہ بھی درج ہے۔ کہ قرآن شریف کا ہر حرف تمام کمالات کا جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ اور یہ کہ جو خاص فضیلت کسی لمبی سورت میں ہے۔ وہی چھوٹی سورت میں ہے۔ اس بارے میں چھوٹی بڑی ہونیکا کوئی لحاظ نہیں۔ البتہ ہر ایک سورت ہر ایک آیت بلکہ ہر ایک کلمہ میں ایک خاص فضیلت ہے جیسا کہ شیون الٰہی میں ہر ایک شان تمام شیون الٰہی کی جامع ہے لیکن مجمل طور پر۔ علاوہ ازیں ایک خاص خاصیت اور تاثیر مخصوص ہے۔ پس قابلیت اولے میں جو کہا ہے کہ اس مرتبہ میں ہر ایک شان تمام شیون کی جامع ہے۔ اس مرتبہ میں ظل کا اعتبار ہے نہیں تو تمام شیون دائرہ اصل میں داخل ہیں +

مکاشفہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ جب طریقہ قادری میں کشفی نظر کی جاتی ہے۔ تو جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد شاہ کمال قدس سرہ کا سا اور کوئی دکھائی نہیں دیتا +

مکاشفہ نیز فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن شاہ کمال کے پیر شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر نگاہ نہیں ٹھیرتی۔ کیونکہ اس میں سے نور کی شعاعیں بہت تیز نکلتی ہیں +

مکاشفہ۔ کشفی نظر میں ایسا معلوم ہوا۔ کہ تمام جہان کو بدعت نے ایک تاریک بھنور کی طرح گھیر لیا ہے۔ جس میں نسبت و ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے +

مکاشفہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے اکثر مکتوبات اور رسائل میں لکھا ہے

کہ خاص اور اصل نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تھی۔ جس کا پرتو تابعین پر پڑا۔ پھر وہ اصل نسبت غائب ہوگئی۔ اور ولایت ظلی کے کمالات غالب آئے۔ لیکن ہزار سال بعد ہی نسبت جو صحابہؓ کے وقت تھی۔ ظاہر ہوئی۔ یہ اشارہ اپنے اور اپنے خلفا کی طرف ہے باقی تمام اولیا ظلال میں تھے +

مکاشفہ نیز مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ سلوک کی شاہراہ پر واقع ہے۔ اور باقی سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ افضل اعلے۔ اولے۔ حق اور ذات حق کی طرف سب سے سابق ہے۔ اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص بھی اسی سلسلہ میں ہے۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے +

ذکر در بیان احوال عبادات و عادات شب و روز و ماہ و سال

و بیان شمائل و لباس و عقائد حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا عمل عادت و عبادت میں عین سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا +

چنانچہ خواجہ شہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ عمل اور کام کیا چیز ہے۔ جو کچھ ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ محض فضل و کرم ہے۔ اگر کوئی کام اس فضل و کرم کیلئے بہانہ ہے۔ تو وہ متابعت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ہم تو اپنے کام کا دارومدار اسی متابعت پر سمجھتے ہیں۔ اسی موقع پر فرمایا کہ میں استنجا کے اسی پر ملحوظ رکھتا ہوں۔ کہ چہرہ دھوتے وقت یہ ارادہ کرتا ہوں کہ پہلے دائیں رخسارے پر پانی پڑے +

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ معارف کے لکھنے میں مشغول تھے۔ بول کے واسطے جو جلدی سے اٹھے تو بیت الخلا میں داخل ہوتے جلدی سے باہر نکل آئے۔ لوگوں کو حیرت ہوئی۔ کہ کیوں اتنی جلدی چلے آئے۔ نکلتے ہی آنجناب نے پانی منگا کر انگوٹھے کو دھویا۔ اور پھر بیت الخلا میں گئے جب وہاں سے نکلے تو فرمایا۔ کہ جب میں بیت الخلا

میں داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ میرے انگوٹھے پر سیاہی کا داغ ہے۔ جو حرف قرآنی کی کتابت کا سامان ہے۔ اس واسطے مناسب نہ سمجھا کہ سیاہی سمیت وہاں بیٹھوں۔ گو بول کی اشد ضرورت تھی۔ لیکن ترک ادب کے مقابلہ میں آنجناب نے اُسے روک رکھا +

اسی طرح ایک روز جویت الخلا میں داخل ہوئے۔ تو غلطی سے پہلے دایاں پاؤں اندر رکھ دیا۔ اس روز احوال بند رہے +

ایک دفعہ مولانا صالح جیلانی علیہ الرحمۃ کو فرمایا کہ تھیلی میں سے چند ایک لونگ نکال لاؤ وہ چھ دانے نکال لائے۔ آنجناب نے جھڑک کر فرمایا۔ کہ دیکھو یہ بھی صوفی ہے اتنا نہیں اُس نے سنا کہ "اللہ وتر یحب الوتر" وتر کی رعایت مستحب ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دیدیں۔ تو بھی سمجھو کچھ نہیں دیا +

ایک روز اپنے تخت پر تکیہ لگائے تھے۔ کہ جھٹ پٹ نیچے اُترے اور فرمایا کہ مجھے تخت تلے ایک کاغذ دکھائی دیا ہے۔ معلوم نہیں اس میں کچھ لکھا ہے یا نہیں۔ پھر تو اتنی دیر بھی آپ نے تخت پر بیٹھنا جائز نہ سمجھا کہ کسی کو حکم دیں کہ تخت تلے سے کاغذ نکالے۔ گویا آنجناب نے ایسی صورت میں تخت پر بیٹھنا بے ادبی سمجھا +

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک حافظ جس کے تلے فرش تھا۔ قرآن شریف پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب آنجناب نے نگاہ کی تو دیکھا کہ جہاں پر خود تشریف رکھتے ہیں وہاں فرش زیادہ ہے۔ جھٹ اپنے تلے سے نکال دیا۔ تاکہ اس حافظ سے اونچے نہ بیٹھیں آنجناب حتی المقدور عزیمت کے مطابق کام کرتے تھے اور یاروں کو بھی حکم دے رکھا تھا۔ کہ کام عزیمت کے مطابق کیا کرو۔ اجازت کو دخل نہ دو +

نیز فرمایا۔ کہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت کی کھیتی حضور باطنی کے متعلق کاموں میں آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ نہایت توجہ سے مشغول ہوا کریں +

حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دن رات کے احوال کو معہ ورد و وظائف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ اور دوسرے خلفا نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے لیکن میں یہاں مجملاً بیان کرتا ہوں۔ وھو ھذا :-

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے خاص خادم کی زبانی جس کے متعلق آب وضو۔ مصلےٰ اور عبادت کے متعلقہ دیگر سامان کا بندوبست تھا۔ بیان

فرماتے ہیں۔ کہ اس خادم نے یوں بیان کیا۔ کہ مجھے یا تو اُس وقت فرصت ملتی ہے۔ جب آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ خواب قیلولہ فرماتے ہیں۔ یا رات کے دوسرے تہائی حصہ میں۔ ان دو قتوں میں مجھے اپنے کاموں کیلئے موقع ملتا ہے باقی وقت آنحضرت کی طاعات کی تیاری کے سبب مجھے فرصت نہیں ملتی۔ اور یہی حال آنحضرت رض کے اعمال کا بیان کیا +

حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کا عمل یہ تھا۔ کہ تہائی رات لیکر بیدار ہوتے یا کبھی آدھی رات کو۔ اس وقت ادعیہ مسنونہ پڑھتے۔ کمال احتیاط سے روبقبلہ ہو کر وضو کرتے لیکن اعضا دھوتے وقت شمال کی طرف رخ کر لیتے۔ مسواک ہر وضو کے وقت ضروری استعمال کرتے۔ ہر ایک عضو کو تین مرتبہ دھوتے۔ اور ہر دفعہ اس عضو کا پانی ہاتھ سے صاف کر دیتے۔ غسالہ کو نہ رہنے دیتے۔ عمل روایت صحیحہ پر کرتے تھے ہر عضو دھوتے وقت کلمہ شہادت معہ ان دعا کے پڑھتے جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں۔ اور وضو سے فارغ ہو کر آسمان کی طرف گوشۂ چشم سے دیکھتے۔ اور اس وقت کی دعائے ماثورہ پڑھتے۔ جو احادیث کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ سوم مرتبہ سورہ یٰسین پڑھتے۔ اور تہجد کے بعد مراقبہ کرتے۔ اور صبح سے دو تین گھڑی پہلے سنت کے مطابق سو لیتے۔ تاکہ "تھجد بین والنومین" دو نیندوں کے درمیان جاگنا، ہو۔ پھر صبح کو بیدار ہو کر فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ بطریق خفی "سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ" پڑھ کر مسجد میں آکر فرض ادا کرتے بعد ازاں اشراق تک اصحاب سمیت حلقہ بنا کر مراقبہ کرتے۔ اور روئے مبارک پر باریک کپڑا اوڑھ لیتے۔ جب سورج اچھا نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو سلام سے لمبی قرأت کے ساتھ ادا کرتے۔ بعد ازاں اس وقت کی تسبیحات اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر گھر تشریف لے جاتے۔ اور بال بچوں کی خبر گیری کرتے۔ اور معاش کے متعلقہ امور میں حکم احکام صادر فرماتے۔ بعد ازاں خلوت میں جا کر قرآن شریف کی تلاوت کرتے۔ اور تلاوت کے بعد طالبوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ اور انہیں ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتے۔ علوم و معارف اور اسرار خاصہ

کو بیان فرماتے۔ اور معارف کے سناتے وقت نسبت القاء اور نعمت عطا فرماتے کبھی یاروں میں سے ہر ایک کی استعداد اور حال کے مطابق کسی امر کے لئے ارشاد فرماتے اور جو حالات اس پر وارد ہوتے اس کی اطلاع بخشتے۔ اور تمام یاروں کو عالی ہمتی۔ سنت کی پیروی۔ دائمی ذکر حضور۔ مراقبہ اور حال کے چھپانے کی تاکید فرماتے۔ اور فرماتے کہ اگر کوئی ایسا فعل تم سے ہو جو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق ہو۔ تو ایسا فعل تمام دنیا و مافیہا چھوڑ کر بھی کر لو۔ اور ساری دنیا کے بدلے ہاتھ آئے۔ تو بھی غنیمت سمجھو۔ کہ تم نے ٹھیکریوں سے نفیس موتی خرید لئے۔ کلمہ طیب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بار بار پڑھنے کی ترغیب دلاتے۔ اور فرماتے کہ کاش ساری دنیا اس کلمہ کے مقابلہ میں ایسی ہی ہوتی جیسے قطرہ سمندر کے مقابلہ میں اس کلمہ میں ولایت و نبوت کے تمام کمالات پائے جاتے ہیں۔ اگر اس کلمہ کے ایک دفعہ کہنے سے تمام جہان بخش دیا جائے۔ اور بہشت میں داخل کیا جائے۔ تو بھی گنجائش ہے۔ اگر اس کلمہ کے کمالات کو تقسیم کیا جائے۔ تو تمام جہان ابدالآباد تک معمور اور سیراب ہو جائے اس کلمہ کی عظمت و برکت حاصل ہونے کہنے والے پر منحصر ہے۔ جتنا کہنے والا بڑا ہوگا اس کی برکتوں کا ظہور زیادہ ہوگا۔ اس سے زیادہ اور کوئی آرزو نہیں کہ کوئی شخص کسی کونے میں گھس کر یہ کلمہ کہے۔ آنجناب اپنے اصحاب کو فقہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے۔ کہ علمائے دین سے شرع متین کے احکام کی تحقیق کرو۔ جو اچھا ہو اس پر عمل کرو۔ کیونکہ عہد نبوت سے بہت دور ہو جانے کے سبب زمانہ میں ظلمت و بدعت کا غلبہ ہے۔ اس زمانہ میں سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سوا نجات نہیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ کی صحبت کا اکثر وقت خاموشی میں گذرتا۔ کبھی مسلمانوں کی غیبت و عیب جوئی کا ذکر تک نہیں ہوا۔ آنحضرت رضہ کی یاروں اور حاضرین مجلس پر ایسا رعب ہوتا۔ کہ کوئی بات تک نہ کر سکتا۔ آنجناب کی تمکین کی یہ کیفیت تھی۔ کہ باوجود اس قدر حالات عظیم وارد ہونے کے تلون مزاجی کے آثار جناب پر ظاہر نہ ہوتے تھے۔ کبھی کسی قسم کا جوش و خروش یا چیخنا۔ چلانا ظہور میں نہ آیا۔ حتی کہ آہ تک نہ بھری +

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جناب کے چہرہ مبارک پر کبھی آنسو بہتے

یا بعض اوقات معارف عالیہ بیان کرتے وقت آنکھوں اور رخساروں پر سرخی جھلکتی تھی اور لوگوں میں حرارت سی معلوم ہوتی۔ جب ان باتوں سے فارغ ہوتے۔ تو خلوت میں آٹھ رکعت نماز ضحیٰ ادا کر کے محل کے اندر تشریف لیجا کر اپنے فرزندوں میں بیٹھکر کھانا تناول فرماتے۔ اگر کوئی فرزند یا درویش موجود نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ اس کا حصہ رکھ چھوڑو طعام سے فارغ ہو کر اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھتے۔ آخری دنوں میں جب کہ آنجناب نے خلوت اختیار کی تھی۔ اور اکثر روزے سے ہوتے تھے خلوت خانہ ہی میں کھانا تناول فرماتے تھے۔ آنجناب جیسا کہ عام لوگ کہتے ہیں۔ طعام کے بعد سورۃ فاتحہ نہ پڑھتے تھے۔ کیونکہ صحیح احادیث میں ایسا کرنے کا کہیں ذکر نہیں آیا۔ ہر روز ایک دفعہ دوپہر سے پہلے کچھ تناول فرماتے اور وہ بھی بہت ہی تھوڑا۔ پھر بھی آنجناب فرماتے کہ کیا کروں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے تھوڑا کھانے کی عادت ڈالتا ہوں لیکن نہیں پڑتی۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ کیا ناہی ہے۔ جو عارف کو ملکیت سے بشریت میں لاتا ہے۔ تہجد کے وقت اس کی شامی صورت دیکھا کرو۔ آنحضرت نے دو چپاتیوں سے بھی کچھ کم تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور چپاتیاں بھی وہ جو سیر کی ساٹھ بنائی جاتی ہیں۔ آنجناب کو بھیڑ بکری اور دنبے کے گوشت سے زیادہ رغبت تھی چنانچہ اس کے کباب دسترخوان پر موجود ہوتے تھے۔ کھانا آپ بڑے خشوع و خضوع سے تناول فرماتے اور یاروں کو بھی ایسا کرنے کی تاکید کرتے۔ کھانا کھاتے وقت بائیں گھٹنے کو زمین پر ٹیک کر دایاں پاؤں اس پر رکھتے۔ یا کھڑا رکھتے۔ بعض دفعہ غیر مجلس میں دونو زانو اٹھا کر کھانا تناول فرماتے تھے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھوڑی دیر سو جاتے۔ آنجناب کی مسجد میں مؤذن پہلے وقت اذان دیتا۔ آنجناب اذان سنتے ہی فی الفور وضو کر کے چار رکعت نماز فی الزوال ادا کرتے۔ اور فرماتے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت سے رحلت تک نماز "فی الزوال" کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ شروع شروع میں اشراق، ضحیٰ اور فی الزوال ادا کرتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ بعد ادائے چار رکعت سنت اور بھی ادا کرتے۔ پھر نماز ظہر ادا کر کے حافظ سے ایک جزو یا اس سے کم قرآن شریف سنتے۔ قرآن شریف سننے کے بعد سبق پڑھاتے۔ اور پھر

عصر کی نماز اول وقت میں جب ہر شے کا سایہ اس کی اونچائی کے دو چند کے برابر ہوتا ادا کرتے۔ آنجناب نے عصر کی چار رکعت نماز سنت کو کبھی ترک نہ کیا عصر کے بعد سے لیکر غروب آفتاب تک اصحاب سے ملکر مراقبہ کرتے فجر اور عصر کے حلقوں میں مریدوں کے احوال پر توجہ فرماتے ✤

یہی وجہ ہے۔ کہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ میں یہ دستور آج تک چلا آتا ہے۔ کبھی کبھی حلقہ سکوت میں مراقبہ کرتے ہیں۔ لیکن حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کا مراقبہ موقوف کر دیا ہے۔ اس کی بجائے اشاد و بکثرت کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ میں حلقہ اور مراقبہ کے بغیر بھی مریدوں کو بہت توجہ دیتے ہیں۔ یعنی سالکوں کو اپنے پاس زانو بٹھا کر ہر ایک کو جدا جدا نسبت خاصہ کا القا کرتے ہیں اگر بادل وغیرہ نہ ہوتے تو نماز مغرب بھی اول وقت میں ادا کرتے۔ اور سنت اور فرض کے درمیان اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ سے زیادہ وقفہ نہ دیتے شام کی نماز سے فارغ ہو کر دس مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَاِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھتے اور اس وقت کی ماثورہ دعائیں بھی پڑھتے۔ بعد ازاں چھ رکعت اوابین ادا کرتے کبھی چار رکعت نماز اوابین ادا کیا کرتے تھے ✤

بعض نے جو حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ اوابین میں چھ رکعت ہیں۔ سو ہمیں دو رکعت سنت نماز شام بھی داخل ہیں۔ نماز اوابین میں سورہ **واقعہ** پڑھا کرتے تھے عشا کی نماز سفیدی غائب ہو جانے کے بعد کہ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ اس سے مراد شفق لیتے ہیں ادا کیا کرتے تھے۔ عشا کے بعد چار رکعت نماز قیام اللیل اس طرح ادا کرتے۔ کہ پہلی رکعت میں سورہ الم سجدہ دوسری میں سورہ ملک تبارک تیسری میں سورہ حٰمٓ دخان اور چوتھی میں سورہ قیامت اور کبھی کبھی قل یا ایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور چاروں قل پڑھا کرتے تھے لیکن عموماً سورہ الم سجدہ تبارک قیامت حٰمٓ دخان نماز قیام اللیل میں پڑھا کرتے تھے۔ اور وتر کے بعد بھی یہی پڑھا کرتے تھے صحابہ کو تاکید فرمایا کرتے تھے کہ رات کو یہی

پڑھا کرو۔ وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم دوسری میں قل یا ایھا الکافرون تیسری میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے۔ اور قنوت شافعی کو قنوت حنفی کے ساتھ ملا لیتے تھے۔ وتر کے بعد دو رکعت نماز بیٹھ کر ادا کرتے تھے۔ پہلی رکعت میں اذا زلزلت اور دوسری میں قل یا ایھا الکافرون پڑھتے تھے۔ لیکن آخری عمر میں یہ دو رکعت بہت کم ادا فرماتے تھے۔ کیونکہ بعض علما نے اس کی کراہیت کا فتوے دیا ہے۔ وتر کبھی تو رات کے پہلے حصہ میں ادا کرتے اور کبھی تہجد کے بعد اگر پہلی رات ادا کر لیتے تو پھر دوبارہ نہ پڑھتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جب نمازی سو جائے۔ تو اُسے نیت کرنی چاہیئے۔ کہ وتر کو رات کے آخری حصہ میں اُٹھ کر ادا کرونگا۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے اعمالنامے میں اس وقت تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ جب تک کہ وہ وتر ادا نہ کر لے +

نیز فرماتے تھے کہ لوگوں کو اجازت نہیں کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برخلاف وتر یا بعض سنتوں میں دیر۔ جلدی یا تبدیلی میں سے کام لیں۔ جو لوگ ساری رات جاگتے ہیں۔ وہ کوتہ اندیش ہیں۔ ہمارے خیال میں تو ہزار راتیں جاگنا جو بھر متابعت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر نہیں +

آنجناب رمضان کے آخری دس دنوں میں معتکف ہوا کرتے تھے۔ اور یاروں کو بلا کر فرماتے تھے۔ کہ سوائے متابعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کام کی نیت نہ کرو ہمارا قطع تعلق حقیقت ہی کیا رکھتا ہے +

آنجناب مبارکباد میں لکھتے ہیں کہ میں اللہ تعالےٰ کو اس واسطے پیار کرتا ہوں کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروردگار ہے" +

عشا اور وتر کے ادا کرنے کے بعد آنجناب جلدی بستر استراحت پر لیٹ جاتے سونے سے پہلے دعیہ آیات ماثورہ پڑھتے خصوصاً جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن۔ سوموار کی رات اور سوموار کے دن آخر میں یاروں کو جمع کر کے ہزار مرتبہ درود پڑھتے۔ بعد ازاں ایک گھڑی مراقبہ کر کے نہایت انکساری سے دعا کرتے تھے۔ کیونکہ ایسا کرنے کیلئے مامور تھے +

رسالہ صلوٰۃ ماثورہ جو ایک جزو سے زیادہ ہے یا وہ رسالہ اردو جس کو

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتب فرمایا ہے، پڑھا کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز کے وقت جامع مسجد میں اور دو نو عیدوں کے وقت عید گاہ میں حاضر ہوا کرتے۔ ظہر کو بھی بڑی احتیاط سے ادا کرتے تھے۔ عید الضحےٰ کے دن راہ میں بلند آواز سے تکبیریں کہتے۔ اور کبھی کبھی فتوے کے بموجب خفی طور پر بھی۔ ذالحجہ کے آخری عشرے کو روزے، شب بیداری، خلوت اور کثرت عبادت میں صرف کرتے تھے۔ اور اس عشرے میں نہ ناخن لوتے نہ سر کے بال منڈاتے۔ تاکہ حاجیوں سے ایک گونہ مشابہت ہو جائے۔ کیونکہ ایسا کرنا مستحب ہے۔ لیکن عرفہ کے روز اہل عرفات کی باقی رسوم نہیں ادا کرتے تھے۔ باقی عشرہ میں دن رات سورہ والفجر پڑھا کرتے۔

نماز کسوف و خسوف ادا کیا کرتے تھے۔ تراویح کی نماز سفر و حضر میں باجماعت ادا کرتے۔ ماہ رمضان میں تراویح کی نماز میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر تراویح کے درمیان مراقبہ کرتے اور درود اور دوسری ماثورہ دعائیں پڑھتے۔ ماہ رمضان میں علاوہ تراویح کے اور ہر مہینہ میں چار مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جب آنجناب قرآن شریف کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ تو جناب کی پیشانی مبارک سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ آنجناب پر اسرار قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔ آنجناب فرمایا کرتے تھے۔ کہ سبحان اللہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے کیا کیا راز قرآن شریف میں درج فرمائے ہیں۔ جن کا علم صرف اس کے کامل تابع قیوم ہی سے مخصوص ہے۔ بعض آیات کو یہاں تک لیجاتا ہے۔ جو وہم و فہم سے باہر ہیں۔ نماز کے وقت خوف و رجا کی آیات اس طرح ادا فرمایا کرتے تھے۔ کہ لوگوں کو ڈر اور امید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ تلاوت میں راگ کو دخل نہیں دیتے تھے۔ سفر کے وقت ڈولی میں بیٹھ کر اس پر کپڑا ڈال لیتے۔ اور پھر قرآن شریف پڑھتے جب سجدہ کی آیت پر پہنچتے۔ تو ڈولی سے اتر کر سجدہ کرتے۔ چہرے پر کپڑا اس لیے اوڑھتے تھے۔ کہ لوگوں کی عورتوں پر نگاہ نہ پڑے۔ جب اکیلے نماز ادا کرتے۔ تو رکوع و سجود کے وقت پانچ سات۔ نو یا گیارہ مرتبہ تسبیح پڑھتے۔ اور فرماتے کہ شرم آتی ہے کہ اکیلے نماز پڑھتے وقت تسبیح تین مرتبہ پڑھیں۔

نیز فرماتے تھے۔ کہ نماز میں تمام سنن و آداب کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور دل کی حضوری ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہی غائتیں ذکر کی ہیں۔ ذکر کا امر ہوا ہے لوگ نہتوں کی ہوس کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ کوئی ریاضت یا مجاہدہ آداب نماز کو ملحوظ رکھنے کی برابری نہیں کرسکتا۔ نماز میں فرض واجب سنت وغیرہ کو کما حقہ ملحوظ رکھنا بہت مشکل ہے اسی واسطے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے "اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ" تحقیق وہ البتہ بڑی ہے مگر اوپر عاجزی کرنے والوں کے ۔ پ ۱ ع ۵

نیز فرماتے تھے کہ میں نے بہت سے ریاضت کرنے والے اور متورع آدمیوں کو دیکھا ہے۔ جو اور ریاضتوں کے آداب تو بہت ملحوظ رکھتے ہیں لیکن نماز کے آداب بجالانے میں غفلت کرتے ہیں آنجناب نے مکتوبات میں اس بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اور دو رکعت نماز تحیۃ الوضو اور مسجد کو سنن کے رنگ میں روایت فرمایا ہے آنجناب سفر و حضر میں برابر اسے ادا کرتے رہے۔ فعل و عمل میں کمی بیشی نہ کرتے تھے احتیاط بہت فرمایا کرتے۔ تراویح کی نماز کے سوا کوئی نماز نافلہ باجماعت ادا کرنا داخل مکروہ اور لوگوں کو عاشورہ۔ شب برات۔ شب قدر وغیرہ میں باجماعت نماز نافلہ ادا کرنے سے منع فرمایا۔ اس بارے میں آنجناب نے ایک خاص مکتوب لکھا ہے۔ بعض بزرگوں نے جو نماز تہجد باجماعت ادا کی ہے۔ آپ اس سے بھی لوگوں کو منع فرماتے تھے۔ کسی کام کو شروع کرتے وقت نماز استخارہ ضرور ادا کرتے۔ کبھی دل کو حاضر پاتے۔ اور دعائے مسنون پر ہی اکتفا فرماتے لیکن ہر مہم میں استخارہ کو لازم قرار دیتے۔ کئی دفعہ چند ایک مہمات کیلئے ایک ہی استخارہ کافی سمجھتے۔ تشہد کے وقت سبابہ سے اشارہ نہ کرتے۔ جو امر حل و کراہت کے درمیان ہو۔ آپ اسے ترک کرتے ادائے فرض کے بعد دینی و دنیاوی مہم کیلئے فاتحہ جیسا کہ عموماً لوگ کرتے ہیں آپ نہ پڑھتے۔ صرف فجر اور عصر کی نمازوں کے بعد ایسا کرتے۔ ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نماز جنازہ بھی پڑھتے۔ مریض کی بیمار پرسی کرتے۔ اور مریض پر ماثورہ دعائیں پڑھتے تھے۔ رفع مرض کے لیئے توجہ کرتے۔ چنانچہ ہزارہا مریض جناب کی توجہ سے صحتیاب ہوئے۔ قبروں کی زیارت کیلئے جاتے۔ استغفار اور دعوات ماثورہ سے انکی مدد فرماتے۔ اور فوت شدہ آدمیوں کے احوال کی طرف متوجہ ہوتے شروع شروع

میں سب سے بڑے والد بزرگوار اور پیر کے مزار پر جاتے۔ تو قبر پر ہاتھ پھیرتے۔ آخر کر وہ سمجھ کر ترک کر دیا۔ قبروں کو چومنے سے منع فرماتے تھے۔ لیکن اہل قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز قرار دیتے تھے۔ دعوت قبول فرمایا کرتے لیکن ایسی مجلس میں تشریف نہ لیجاتے۔ جہاں پر کوئی خلاف شرع کام ہوتا۔ سوائے چند ایک مقامات کے ذکر جہر سے منع کرتے۔ مثلاً تشریق کی تکبیریں وغیرہ ان موقعوں پر ذکر جہر کو جائز سمجھتے تھے۔ جس شخص کی حالت شرع کے بال بھر بھی مخالف ہوتی۔ آپ اُسے قبول نہ کرتے۔ اور فرماتے کہ اب احوال شریعت کے تابع ہیں نہ کہ شریعت احوال کی تابع ہے۔ اور قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

نیز فرماتے تھے۔ کہ اوصوفے اور غیر مکمل درویشوں پر مجھے تعجب آتا ہے۔ کہ وہ اپنی کشف پر اعتبار کر کے شریعت سے مخالفت کرتے ہیں۔ اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے۔ تو اس شریعت کی پیروی کرتے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جو آنے والے ہیں وہ بھی اسی شریعت کے پیرو ہونگے! ان خالی ہاتھ بے سروپا لوگوں کی کیا مجال کہ علمائے ماتریدیہ اشعریہ کی مخالفت کریں یہ بزرگ اس نسبت کو نبوت کی نسبت اور اولیا کے نزدیک تھے۔ اور بشر کے خواص کو خواص ملک سے افضل کہتے اور نبوت کو ولایت سے افضل سمجھتے تھے۔ خواہ ولایت اسی نبی کی کیوں نہ ہوتی۔ صحو کو سکر پر ترجیح دیتے۔ اصحاب کے باہمی تنازع کو نیکی پر محمول کرتے۔ جو کہتے اجتہاد سے کہتے حرص و ہوا سے دور رہتے۔ اس بارے میں آنجناب نے کئی ایک مکتوب لکھے ہیں۔ نقشبندیہ طریق کو باقی تمام طریقوں سے افضل و اعلےٰ جانتے تھے۔ اس طریقہ کی بابت فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ بعینہٖ صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ دوسرے سلسلوں میں جو بات انتہا پر نصیب ہوتی ہے وہ اس طریقہ کی ابتدا ہی میں حاصل ہو جاتی ہے۔ اور یہ کہ اس طریقہ کی نسبت باقی تمام طریقوں سے افضل ہے۔

خواجہ علاؤالدین عطار، خواجہ محمد پارسا۔ اور خواجہ احرار قدس اللہ سرہم العزیز کی بعض نو پیدا کردہ باتوں کو پسند نہیں فرماتے تھے شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بہت ہی بزرگ خیال فرمایا کرتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ گو مجھے شیخ صاحب سے بہت محبت ہے لیکن آپ کے بعض کشفی علوم کو میں پسند نہیں کرتا کیونکہ اصل معاملہ اس کے

خلاف ہے لیکن چونکہ کشفی خطا ہے اس لئے ماخوذ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اجتہادی خطا قابل مواخذہ نہیں لیکن مقلد مخطی قابل مواخذہ ہے۔ کیونکہ ایک کا کشف دوسرے کیلئے حجت نہیں ہو سکتا۔ آنجناب بعض دینی کتابوں مثلاً صحیح بخاری مشکوٰۃ پڑھا دی۔ ہدایہ اور شرح مواقف و عوارف پڑھایا کرتے تھے۔ اور طلبہ کو تحصیل علم کی رغبت دلایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ تحصیل علم سلوک صوفیہ سے مقدم ہے لیکن ہمارے ضروری مسائل یعنی مسائل متعلقہ نماز روزہ وغیرہ اور سلوک باطنی کو فرض جانتے تھے جب آنجناب سفر کرتے۔ تو ان دنوں میں کرتے جن میں حدیث کے موجب کرنا جائز ہے۔ لیکن کسی خاص گھڑی کو روانہ ہونے سے پرہیز کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست جاتی رہی ہے سفر کے بارے میں جو ادعیہ ماثورہ ہیں پڑھا کرتے تھے۔ الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے تھے تھوڑی سی نعمت کا بہت سا شکر ادا کرتے تھے اور تھوڑے سے ادب کے بھی ترک ہو جانے سے بہت استغفار کرتے تھے۔ اگر بلا نازل ہوتی تو شکریہ ادا کرتے تھے۔ اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت ہے۔ انہیں اعمال کی یاروں کو بھی تاکید فرماتے۔ ریا اور خود پسندی کو پاس پھٹکنے دیتے۔ کیونکہ ریا اور خود پسندی اعمال کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے۔ جیسے آگ ایندھن کو ✤

نیز فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو مصیبت تم پر نازل ہو اسے باطنی ترقی کا ذریعہ خیال کیا کرو۔ دوسرے مؤرخوں نے آنجناب کے دن رات کے احوال مفصل لکھے ہیں۔ بلکہ ان حالات میں الگ رسالے ہیں لیکن اس کتاب میں ان احوال کی گنجائش نہیں۔ صرف تھوڑا سا حال بطور تبرک نقل کیا ہے ✤

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام رضے اللہ تعالےٰ عنہم کا طریقہ تھا۔ آنجناب کا لباس بھی صحابہ کرامؓ کا سا تھا۔ چنانچہ ایک بڑا عمامہ سر مبارک پر ہوتا۔ مسواک دستار کی کور میں شملہ دو نو کندھوں کے بیچ تک قمیص کے گریبان کا شگاف دو نو کندھوں سے اوپر تک بلکہ نصف پنڈلی تک کفش مبارک پاؤں میں۔ عصا ہاتھ میں۔ سجادہ کندھے پر۔ سجدے کا نشان پیشانی مبارک پر تھا۔ رخساروں پر نور چمکتا تھا۔ جو باطنی ورانیت پر دال تھا۔ آنحضرتؐ کا

قد خاصہ۔ بدن مبارک نازک۔ رنگ گندم گوں۔ آنکھیں بڑی بڑی سرخی مائل اور ناک اونچی تھی۔ پیشانی مبارک پر بھوں کے بیچ سے لیکر تمام سجدہ تک ایک سُرخ خط تھا۔ جو ستارہ کی طرح چمکتا تھا۔ جناب کی ریش مبارک میں سپیدی غالب تھی دست مبارک بڑے بڑے۔ انگلیاں باریک۔ پاؤں بہت ہی لطیف تھے۔ آنجناب کے بدن مبارک پر سوائے سر داڑھی اور سینے پر لو بھی تھوڑے، کے سوائے اور کہیں بال نہ تھے۔ نزاکت اس قدر تھی۔ کہ آنجناب کا کمر بند آج کسی نازک سے نازک اور لاغر سے لاغر کی کمر پر نہیں آتا۔ غرضیکہ لطافت و نزاکت بدرجہ غایت تھی۔ آنحضرت کی لباس و شمائل کو ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ نے حضرات القدس میں مفصل لکھ دیا ہے۔ اس میں سے دیکھ لینا چاہیئے ✤

ذکر و بیان خصائص حضرت قیوم اول غزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی

رضے اللہ تعالےٰ عنہ کہ امتیاز دارند از تمامی اولیاے اولین و آخرین

ایں امت

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے تمام خصائص کا بیان تو ناممکن ہے۔ البتہ چند ایک مشہور خصائص یہاں پر لکھے جاتے ہیں:۔

خاصہ۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ کو حق تعالےٰ نے مجدد الف ثانی بنایا ✤

خاصہ۔ آنجناب قیوم عالم ہوئے جو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے بعد کوئی نہیں ہوا تھا ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو خزینۃ الرحمت بنایا اور رحمت کا تمام کارخانہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل عنایت فرمایا ✤

خاصہ۔ آنحضرت کا بدن مبارک جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طینت کے بقیہ خمیر سے بنایا ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو محبوبیت ذاتی جو طینت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے۔ عنایت فرمائی جو اس سے پہلے کسی ولی کو عنایت

نہ ہوئی تھی ✤

خاصہ۔ آنجناب کو خلعت ابراہیمی حاصل ہوئی ✤

خاصہ۔ آنجناب ؓ نے ملاحت و صباحت کو ملایا۔ جو آج تک کسی نے نہ کیا ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو سابقین کے زمرہ میں داخل فرمایا۔ والسابقون السابقون اولئک المقربون ✤

خاصہ۔ باوجود ضمنیت کے اللہ تعالےٰ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آنجناب کو اصالت عطا فرمائی ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب پر متعلقات قرآنی کے اسرار منکشف فرمائے۔ جو کسی ولی اللہ کو نصیب نہ ہوئے تھے ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب سے بے واسطہ کلام کیا۔ جیسا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کیا ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو کئی ایک مناسبتیں مثلاً تجدید الف ثانی، قیومیت، محبوبیت ذاتی، اصالت، بطینت، خلت، خلافت، امامت، قطبیت اور فردیت وغیرہ عنایت فرمائیں ✤

خاصہ۔ اللہ تعالےٰ نے آنجناب کو حق الیقین سے مشرف فرمایا۔ نیز جسے اولیا نے حق الیقین کہا ہے۔ وہ علم الیقین کا انتہائی درجہ ہے ✤

آنجناب لکھتے ہیں کہ حق الیقین کی بابت کیا کہہ سکتا ہے۔ اور کیا سمجھ سکتا ہے۔ یہ معارف ولایت کے احاطہ سے خارج ہیں۔ صحابہ کرام کے سوا باقی بڑے سے بڑے اولیا بھی علمائے ظاہری کے رنگ میں ان معارف کے ادراک سے عاجز ہیں یہ علوم مشکوٰۃ نبوت سے مقتبس ہیں۔ جو تجدید کے بعد بطور تبعیت ظاہر ہوئے ہیں ✤ خاصہ۔ آنجناب نے اس قدر عجیب و غریب اور نادر و عالی علوم و معارف بیان فرمائے ہیں۔ جن کا آپ سے پہلے کسی ولی اللہ نے ذکر تک نہیں کیا ✤

خاصہ۔ حق تعالےٰ نے آنجناب کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات درجے عنایت فرمائے۔ یہ سات درجے سوائے صحابہ کرام ؓ کے اور کسی کو نصیب نہیں ہوئے۔ باقی اولیا اللہ کو صرف دو درجے حاصل ہوئے ✤

خاصہ - آنجناب کے علوم و معارف شریعت کے موافق ہیں۔ لیکن دوسرے اولیا کے مخالف شریعت ہیں +

خاصہ - آنجناب پر حق تعالیٰ نے اولیا - انبیا اور فرشتوں کی ولایات و درجات ظاہر کئے جو علے الترتیب ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا ہیں۔ باقی تمام اولیا سوائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ولایت صغریٰ میں ہیں +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر نبوت و رسالت کے کمالات جو ولایت کے کمالات سے بڑھکر ہیں۔ ظاہر کئے +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر کعبہ، قرآن شریف اور نماز کی حقیقت جو کمالات کا انتہائی درجہ ہے۔ ظاہر فرمائی +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے مریدوں کو تین ولایتوں (صغریٰ، کبریٰ، علیا) کمالات نبوت اور حقائق ثلاثہ (حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت نماز) سے مشرف فرمایا +

خاصہ - برابر آج تک آنجناب کے مریدان مذکورہ بالا کمالات حاصل کر رہے ہیں +

خاصہ - حق تعالیٰ نے آنجناب کے حق دنیا بمنزلہ آخرت کر رکھی تھی +

خاصہ - آنجناب کی ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم خاص ولایت ہے +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب کو مقام رضا سے جو کہ ولایت کا آخری مقام ہے، مشرف فرمایا +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے آنجناب پر سلوک اور معرفت ذات و صفات کے تمام طریقے منکشف فرمائے۔ اور اس راہ کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں سے آنجناب کا گذر نہ ہوا ہو +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے سیر انفسی آفاقی اور جذبہ و سلوک کے علاوہ ایک خاص طریقہ آنجناب پر ظاہر کیا۔ جسے آنجناب نے اپنے مکتوبات میں طریق اقتباس نبوت، سے تعبیر فرمایا +

خاصہ - آنجناب کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عنایت فرمایا +

خاصہ - اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اقرار کیا۔ کہ جو شخص قیامت تک

آنجناب کے طریقہ میں داخل ہوگا۔ وہ بخشا جائیگا ✤

خاصہ۔ آنجناب کا روضہ مبارک زمین جنت میں واقع ہے۔ اگر آنجناب کے روضہ کی تھوڑی سی مٹی کسی شخص کی قبر میں ڈالدیں تو وہ بھی بخشا جاتا ہے ✤

خاصہ۔ آنجناب کی زیارت کیلئے کعبہ معظمہ سرہند میں آیا۔ اور آنجناب کی خانقاہ میں قرار کیا۔ آنجناب کی خانقاہ کی زمین فی الواقع کعبہ کی زمین ہے خاصکر آنجناب کا بدن مبارک طینت پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خمیر کے بقیہ کا ہے ✤

خاصہ۔ اللہ تعالے نے حضرت یحیے علیہ السلام کو آنجناب کا داماد بنایا۔ جیساکہ پہلے بیان ہوچکا ہے ✤

خاصہ۔ حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام نے آنجناب سے ملاقات کی اور اپنی حقیقت و حیات آنجناب سے بیان کی ✤

خاصہ۔ تمام سالکوں کے مشارب اور ولایات آنجناب پر روشن و ظاہر ہوئے ✤

خاصہ۔ تمام انبیاء و فرشتوں کے حقائق اور اصحاب سلوک اور اولیاے امت کے سلوک کو آنجناب نے بیان فرمایا ✤

خاصہ۔ آنحضرت نے لکھا ہے کہ میں ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں ازل و ابد ایک ہی تھے۔ اور یہ کہ وہاں پر گذشتہ و حال اس طرح دکھائی دیتے تھے۔ گویا اب ہو رہے ہیں۔ اور جو حادثات آیندہ ہونے والے ہیں۔ وہ اس وقت موجود ہیں۔ ماضی اور استقبال دونو کو موجود پایا ✤

خاصہ۔ ایک مقام پر آنجناب لکھتے ہیں کہ قیامت تک جس قدر مرد زن و مرد بچے بوڑھے میرے سلسلہ میں ہونگے وہ اللہ تعالے نے مجھے دکھادیے۔ اگر میں چاہوں۔ تو اُن کے نام و مقام بتا سکتا ہوں ✤

خاصہ۔ اللہ تعالے نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کے طریقہ کو باقی طریقوں سے افضل بنایا۔ اور اس طریقے والے باقی طریقے والوں کی نسبت بہشت میں پہلے داخل ہونگے ✤

خاصہ۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اکثر نیک مردوں کا حشر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ہوگا ✤

خاصہ۔ شروع شروع میں حضرت علی المرتضےٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے آنجناب پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں تمہیں آسمانی علم سکھانے آیا ہوں۔

خاصہ۔ آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات و خصائص جو مذکور ہوئے ہیں۔ حق تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے سوائے تجدید کے باقی تمام آنجناب کے فرزند صلبی کو بمعہ قیومیت عنایت فرمائے۔ چنانچہ آنجناب کی اولاد میں تین قیوم ہوئے یعنی قیوم ثانی، قیوم ثالث رضی اللہ عنہ اور قیوم رابع رضی اللہ عنہ۔

خاصہ۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام بھی آنجناب کے سلسلہ میں ہونگے۔ اور آنحضرت ﷺ کے سب سے بڑے خلیفوں میں شمار ہونگے۔ چنانچہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ مہدئے موعود ہمارے عزیز الوجود نسبت پر مبعوث ہونگے۔

خاصہ۔ قیامت تک تمام خلقت کو فیض۔ رشد۔ ہدایت۔ ایمان۔ عمر۔ شفا۔ رزق۔ روزی غرضیکہ تمام دینی و دنیوی امور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طفیل و وسیلہ سے نصیب ہونگے۔

خاصہ۔ تمام اولیائے امت نے جن مخالف شرع امور مثلاً وحدت وجود۔ رقص اور سماع وغیرہ کو رواج دیا تھا۔ آنجناب نے سب کو منسوخ کر دیا یعنی کسی کو آنجناب کے وقت سے لیکر ان باتوں سے باطنی ترقی نصیب نہ ہوگی۔

خاصہ۔ آنجناب کے تصرف سے قطب ستارہ شق ہوا۔ اور اس سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نکلے۔ اور آنجناب کی تجدید الف اور دیگر کمالات کا لوگوں کو یقین دلایا۔

خاصہ۔ آنجناب امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری مجتہد تھے اور آنجناب نے اجتہادیہ مسائل اس قدر بیان فرمائے۔ جو آنجناب سے پہلے کسی مجتہد نے بیان نہ کئے تھے۔

خاصہ۔ تمام اہل مذہب مجتہدوں نے آنجناب سے مناظرہ کیا۔ اُن میں سے ہر ایک کا نور آنحضرت میں آگیا۔

خاصہ۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنجناب کے مبعوث ہونے کی خبر دی تھی۔ جیسا کہ ان احادیث سے ظاہر ہے جن کا بیان پہلے ہو چکا ہے۔

خلاصہ۔ دوسرے اولیائے امت نے بھی آنجناب کے وجود مسعود کی اطلاعیں دیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ✤

خلاصہ۔ آنجناب کے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کے مرید بنے۔ اور آنجناب سے فیض اخذ کیا ✤

خلاصہ۔ آنجناب کو دیکھنے سے پہلے آنجناب کا قطب الاقطاب ہونا معلوم ہو چکا تھا۔ اور آنجناب کو ایک شمع عظیم کی صورت میں آنجناب کی ولادت سے کئی سال پہلے دیکھ چکے تھے ✤

خلاصہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ آنجناب کی ملاقات سے پہلے معلوم کر چکے تھے کہ آنجناب تمام اولیائے امت کے سردار ہیں ✤

خلاصہ۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مخصوص دوست کو فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سرہند سے تشریف لائینگے۔ تو میں تمہارے بارے میں ان سے التماس کرونگا۔ وہ چھ روز میں تمہارا کام سنوار دینگے ✤

خلاصہ۔ آنجناب کے پیر نے اپنے تمام مریدوں اور خلیفوں کو آنجناب کے حوالے کیا۔ اور خود کھلم کھلا آکر آنجناب کے حلقہ میں شامل ہوئے ✤

خلاصہ۔ آنجناب کے مرشد نے آپ کی خدمت میں لکھا۔ کہ میں نے درگاہ ولایت میں نیازمندی عرض نہیں کی ✤

خلاصہ۔ آنجناب کے پیر و مرشد نے آنجناب کی خدمت میں لکھا کہ مجھے آنجناب کی خدمت میں درویشوں کی باتیں لکھنے سے شرم آتی ہے ✤

خلاصہ۔ نیز آنجناب کے پیر و مرشد نے آنجناب کی طرف لکھا۔ کہ ہمیں اپنی حد کو ملحوظ رکھنا اور فضول سے بچنا چاہیئے ✤

خلاصہ۔ آنحضرتؐ کے پیر و مرشد نے آپ کی طرف لکھا۔ "والارض من کاس الکرام نصیب" زمین کو بھی سخی کے پیالہ سے حصہ ملتا ہے ✤

خلاصہ۔ آنجناب کے پیر نے آنجناب کی طرف لکھا۔ "شیخ الاسلام کہتا تھا۔ اگرچہ میں خرقانی کا مرید ہوں لیکن اگر اس وقت خرقانی زندہ ہوتے تو باوجود پیر ہونے کے میرے مرید بن جاتے" مطلب یہ کہ وہی حال ہمارا اور تمہارا ہے ✤

خاصہ۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے پیر نے لوگوں کو فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد رضی اللہ عنہ ایسا آفتاب ہے کہ اُن کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں چنانچہ یہ قصہ مفصل بیان ہو چکا ہے ✤

خاصہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیر نے اپنے یاروں کو فرمایا۔ کہ مجھے حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طفیل معلوم ہوا۔ کہ توحید ایک تنگ کوچہ ہے۔ اور یہ کشادہ راہ اور ہے ✤

خاصہ۔ تمام سیر و سلوک آنحضرت کو صرف دو مہینے میں حاصل ہوا آنجناب کے خصائص اس قدر نہیں کہ انہیں کوئی شمار کر سکے۔ اس واسطے ایک اور لکھ کر القلیل یدل علی الکثیر پر عمل کرتا ہوں ✤

خاصہ۔ زمانے کے بڑے بڑے علما اور مشائخ نے آنجناب کے کمالات قیومیت اور تجدید الف وغیرہ کا لوگوں کو یقین دلایا۔ چنانچہ مولوی عبد الحکیم صاحب سیالکوٹی وغیرہ جید علما آنحضرت کی تجدید کے مقر ہوئے جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے ✤

ذکر در بیان وصایائے حضرت قیوم اوّل خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ خلق را و بشارت دادن جناب اولاد خود را کہ نسبت خاصۂ من قطبیت عالم تا قیامت در ایشان خواہد ماند و مہدی موعود در سلسلہ من مبعوث خواہد شد و بیان شروع مرض وفات آنحضرت رضی اللہ عنہ

ناپائدار زمانے کا مدار بے وفائی پر ہے۔ اور بے وفا کج رفتار آسمان کی وضع بے بقائی پر ہے ؎

گنج امان نیست دریں خاکداں — مغز وفا نیست دریں استخواں
آنچہ دریں مائدہ حرکتے ہست — کاسۂ آلودۂ دستے تہی ہست

تجدید الف کے تیئیسویں سال کے آخر میں عید الضحےٰ کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا میں نے پہلے ہی تمہیں اطلاع دے دی ہے۔ کہ میں عنقریب دنیا سے سفر کرنے والا ہوں

اور قضائے سبحانہ سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ میری عمر سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ترسٹھ سال ہوگی۔ اب تریسٹھواں سال ختم ہونے کو ہے۔ میں بہت جلدی تم لوگوں سے غائب ہو جاؤنگا اور اللہ تعالے کا دیدار حاصل کرونگا۔ خدا کے بندو! جو کچھ مجھے اللہ تعالے اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ملا وہ میں نے تم تک پہنچایا۔ یہ بھی تمہیں معلوم ہے کہ تجدید الف اور ملت محمدی ؐ کے رواج دینے میں میں نے کس قدر کوششیں کیں۔ کس قدر ظلم وستم سہے۔ بادشاہ کی قید منظور کی۔ بادشاہ کے لشکر میں رہنا اختیار کیا۔ اب میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور تمہیں اللہ تعالے کے سپرد کرتا ہوں۔ میری تمہاری ملاقات اب قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حساب کے وقت ہوگی۔ تم اس بات کے گواہ رہنا کہ مجھ سے اس بارے میں کوئی کمی نہیں رہی۔ کیونکہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے پوچھینگے کہ مجدد الف ثانی نے تم سے کیونکر زندگی بسر کی"۔ سب نے یکزباں ہو کر عرض کیا۔ "یا امام الاولیا! یا نائب اتم خاتم الانبیا!! واقعی آپنے شریعت کو رواج دینے اور مذہب کی تجدید میں بدرجہ غایت کوشش کی۔ اور اس کوشش کے دوران میں جو جو تکالیف ومصائب آپ کو پیش آئے اُن پر آپنے صبر کیا اور شکر الٰہی بجا لائے۔ ہمیں سیدھی راہ دکھلائی۔ تمام جہان کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی راہ دکھائی۔ شریعت وطریقت کو زینت بخشی۔ دین اسلام کو وہ تقویت دی۔ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت تھی۔ اللہ تعالے آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور انہیں الفاظ میں ہم قیامت کے دن جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں گواہی دینگے"۔

بعد ازاں آنجناب رضی اللہ عنہ نے حاضرین کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا "اللہ تعالے تمہیں کمالیت کا انتہائی درجہ عنایت فرمائے۔ دنیا میں تمہاری زندگی آسودگی سے گذرے۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ کہ قرآن شریف اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا۔ دین حق کے مجتہدوں کی فرمانبرداری کرنا۔ اس میں سرمو فرق نہ لانا کیونکہ ایسا کرنے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔ خلاف شرع مشائخ سے بچنا۔ جو فقر اور وحدت وجود کے قائل ہیں اور رقص وسماع کو کام میں لاتے ہیں۔ وہ جھوٹے مدعی ہیں۔ کیونکہ جو احوال سالک

پر ان امور سے وارد ہوئے۔ میں نے انہیں جناب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیش کیا! انہوں نے اس سے منع فرمایا۔ اس لئے میں نے لوگوں کو ایسا کرنے سے روکا۔ آئندہ یہ احوال کسی پر ظاہر نہ ہونگے۔ اس سے فائدہ تو تھوڑوں کو پہنچتا ہے لیکن نقصان بہتوں کا ہو جاتا ہے۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہنا عمل عزیمت پر کرنا۔ کرامت اور رخصت کو اعمال میں دخل نہ کرنا۔ ذکر شغل اور مراقبہ بکثرت کرنا۔ عبادت بہت ہی کیا کرنا۔ اپنا سارا وقت یاد الٰہی میں صرف کرنا۔ تاکہ باطنی احوال کشادہ ہو جائیں۔ اس وقت سے لیکر قیامت تک باطنی ترقی شریعت پر ثابت قدم رہنے اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرنے بغیر محال ہے اگر کوئی شخص شریعت کا مخالف ہو اور اس سے خارق عادات یا کرامات ظاہر ہوں تو انہیں کرامات نہ سمجھنا۔ وہ در اصل استدراج ہے۔ اور حقیقت میں ایسے شخص کو معرفت الٰہی کا مس تک نہیں۔ سراسر محروم ہے۔ بلکہ دین اسلام میں خلل ڈالنے کا موجب ہے۔ ایسی باتیں میں نے اپنے کلام میں بہت لکھی ہیں۔ اسی واسطے یہ باتیں میں نے مفصل لکھ دی ہیں۔ میں اپنا کلام تمہارے لئے چھوڑے جاتا ہوں اس پر عمل کرنا۔ تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو۔ اور علم باطنی سے تمہیں حصہ ملے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے ان تمام مریدوں کا حال مجھ پر منکشف فرمایا ہے۔ جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہونگے۔ اگر میں چاہوں تو ان میں سے تمام مردوں۔ عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کے نام و مقام تک بتا سکتا ہوں۔ امت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اکثر نیک لوگ مجھے اپنے سلسلے میں معلوم ہوئے۔ اگر حساب کیا جائے تو قیامت کے دن نیک آدمیوں میں سے نصف سے زیادہ ہمارے سلسلے میں ہونگے۔ اور قیامت تک علم وفضل ولایت معرفت۔ قطبیت اور فردیت وغیرہ ہمارے سلسلہ میں رہینگے۔ میرے فرزندوں کی عزت کرنا۔ اُن سے دعا توجہ کیلئے التماس کرنا۔ سختی اور مصیبت میں اُن سے مدد طلب کرنا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انہیں پوری پوری معرفت اور مکمل قرب عطا کر رکھا ہے۔ وہ تمام جہان سے شریف و کریم ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ ہماری نسبت خاصہ اور تمام جہان کی قطبیت قیامت تک ہمارے فرزندوں میں رہیگی۔ ہر زمانے میں وہ بلحاظ علم وفضل۔ ولایت۔ معرفت خدا اپنے زمانے میں سب سے افضل

ہونگے ۔

بعد ازاں حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ جو فرزند ہماری نسبت خاصہ اور قطبیت زمان کا عہدہ رکھینگے وہ تمہاری نسل سے ہونگے۔ پھر فرمایا کہ محمد معصوم تمہارے بیٹے میری طرح ہونگے خصوصاً میرے انتقال کے بعد اسی سال تمہارے ہاں ایک لڑکا ہوگا۔ جو کمالات اور بزرگی میں بعینہٖ مجھ جیسا ہوگا۔ واقعی حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے فرزند ایسے ہی ہوئے۔ خصوصاً حضرت حجت اللہ و مروج الشریعت رضے اللہ عنہما گویا وہ مجدد الف ثانی تھے اور یہ جو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اسی سال تمہارے ہاں لڑکا ہوگا۔ اس سے مراد حضرت حجۃ اللہ ہیں۔ جو اسی سال پیدا ہوئے ۔

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ کمالات جو اللہ تعالےٰ نے ہمیں عنایت فرمائے ہیں۔ چار قرن تک رہینگے۔ اور کچھ کچھ ان کا بقیہ دو قرن تک اور رہینگے۔ وہ کمالات بارہویں صدی ہجری کے اخیر تک ختم ہو جائینگے۔ ان کمالات سے مراد طمانیت۔ اصالت۔ قرآن شریف کے مقطعات کے حقائق اور قیومیت ہیں ۔

حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے وصال سے لیکر حضرت قیوم چہارم تک چار قرن گذرے۔ ان کمالات کا کچھ بقیہ دو قرن تک قیوم چہارم رضے اللہ عنہ کے بعض اصحاب میں رہیگا۔ پھر بالکل چھپ جائیگا۔ پھر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے فرزندوں اور تمام سلسلہ کی سختی اپنے پر جھیلی ہے یعنی جتنا عرصہ میں شاہی قید میں رہا۔ اس عرصہ میں اولاد اور سلسلہ کی ساری آئندہ سختی میں نے اپنے اوپر برداشت کر لی ہے۔ آئندہ تم پر کوئی سختی نہ ہوگی۔ یعنی سلوک کی سختی اس میں جوں جوں آنجناب سختی برداشت کرتے۔ توں توں باطنی کمالات میں ترقی ہوتی جاتی۔ اب بغیر تکلیف کے نہایت آسانی سے قرب الٰہی سے مشرف ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ بادشاہ یا حاکموں کی طرف سے بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچیگی۔ واقعی ایسا ہی ہوا چنانچہ شاہزادہ دارا شکوہ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کو تکلیف پہنچانے کیلئے بہتیری منصوبہ بازیاں کیں لیکن تمام بے سود۔ حضرت قیوم چہارم رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو مخالفوں نے ضرر پہنچانا چاہا۔ لیکن کچھ پیش نہ گئی۔ اس کا مفصل حال انشاء اللہ آئندہ

لکھا جائیگا +

بعد ازاں حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ نے لوگوں کو اطلاع دی۔ کہ تیرھویں صدی میں فتنے برپا ہونگے۔ اور جہان پُر آشوب ہو جائیگا۔ لیکن تم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیرو رہنا۔ شریعت اور طریقت پر پورے طور سے کاربند رہنا۔ اور جہانتک ہو سکے فساد کو مٹانا اور بدعت کو دور کرنا۔ انشاء اللہ تم بدعت کنندوں پر غالب آؤ گے۔ اور تمہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچیگی۔ حتے کہ دجال کو بھی ہماری خانقاہ میں آنے کی جرأت نہ ہوگی۔ فساد و بدعت کو مٹانے کی کوشش کرنا۔ اللہ تعالے نے اس سلسلہ کے بزرگوں کو جو ہمارے فرزند اور خلفا ہیں۔ رئیس عالم بنایا ہے۔ وہ خلقت کی طرف متوجہ ہیں۔ ہمارے اس سلسلہ کو اس قدر رواج ہوگا۔ کہ تمام جہان مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک ہمارے سلسلہ والوں سے بھر جائیگا۔ اگر ہزار مسلمان جمع ہونگے تو ان میں سے چھ سات سو ہمارے سلسلہ کے مرید ہونگے۔ باقی ہمارے معتقد ہونگے دوسرے سلسلے کمیاب ہونگے۔ عرصہ دراز کے بعد امام مھدی علیہ السلام پیدا ہونگے جو ہمارے طریقہ میں مرید ہونگے۔ یہ تمام کمالات پھر مہدی علیہ السلام پر منکشف ہونگے۔ وہ ہمارے نسبت خاصہ کو رواج دینگے۔ اور ہمارے کمالات کا یقین کرینگے۔ بلکہ اپنی امامت میں پہلی بات جو کرینگے۔ وہ ہمارے کمالات کی تصدیق ہوگی۔ ہمارے فرزندوں میں سے ایک شخص احمد نامی مہدی علیہ السلام کا وزیر اعظم ہوگا۔ میں کہاں تک اس سلسلہ کی تعریف کروں۔ کہ اس کے شروع میں میں وسط میں محمد معصوم اور اس کے فرزند اور اخیر پر امام مہدی ہیں +

ایک روایت ہے۔ کہ آنجناب نے یہ بھی فرمایا کہ مہدی موعود علیہ السلام حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کی بیٹی کی اولاد سے ہونگے۔ اور اس کے وزیر اعظم احمد نام آنحضرت رضے اللہ عنہ کی اولاد نرینہ سے ہونگے +

حضرت عروۃ الوثقے قیوم ثانی رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ وہ وزیر اعظم ہمارے اولاد سے ہوگا +

میرے (مصنف کتاب) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ حضرت عروۃ الوثقے رضے اللہ عنہ کی اولاد نرینہ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ کی اولاد مادینہ سے ہونگے +

حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ عزیز میری اور میرے بھائی مروج الشریعت کی اولاد سے ہوگا ✤

خواجہ محمد یٰسین اپنے والد بزرگوار کی بابت بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ قطبیت عالم کا منصب مہدی موعودؑ تک حضرت حجۃ اللہ اور مروج الشریعت رضی اللہ عنہما کی اولاد میں رہیگا۔ واللہ اعلم بالصواب ✤

اکثر مقامات پر حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے کمالات لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے۔ کہ اُس کے سچے گواہ حضرت مہدی اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام آنے والے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر و باطن میں ہمارے طریقہ کو رواج دینگے ✤

مذکورہ بالا وصیتوں کے بعد آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ یارو! اب مَیں تم سے وداع ہوتا ہوں۔ یہ سنکر لوگوں نے واویلا مچایا۔ اور آنحضرت خلوت میں تشریف لیگئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی وصیتیں تو بہت ہیں لیکن یہاں مجملاً نقل کی گئی ہیں ✤

جب آنحضرت رضے اللہ عنہ خلوت خانہ میں تشریف لے گئے۔ تو تھوڑی دیر دوپہر کو سوکر اُٹھے اور اپنے فرزندوں اور اہلبیت کو فرمایا کہ دو ماہ بعد جو موسم سرما آنے والا ہے۔ اُس میں مَیں نہیں سوؤنگا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ کیا آپ مکان بنوانا چاہتے ہیں۔ آنحضرتؒ نے فرمایا نہیں بلکہ مَیں اس جہان میں نہیں رہوں گا۔ ماہ ذوالحجہ کے وسط یعنی ماہ میزان کے شروع میں آنحضرت کو ضیق النفس کا عارضہ لاحق ہوا۔ چند روز اس مرض کا غلبہ رہا۔ انہیں ایام مرض میں ایک روز آنحضرتؒ نے فرمایا کہ آج حضرت غوث الاعظم تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ لوگ میرے اس شعر کے معنوں کی بابت حیران ہیں ؎

افلت شموالاولین و شمسنا
ابداً علےٰ افق العلےٰ لا تغرب

ترجمہ۔ گذشتہ لوگوں کے آفتاب غروب ہو گئے لیکن ہمارا آفتاب بلند افق پر

چمکتا رہیگا۔ کبھی غروب نہیں ہوگا +

اگر آپ اس کا حل لکھیں تو آپ کو اس مرض سے صحت ہو جائیگی لیکن چونکہ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کو لقاے پروردگار کا شوق بہت تھا۔ اس لئے بسبب کثرت شوق آپ آبدیدہ ہوئے۔ اور یہ دعا اللھم الرفیق الاعلیٰ، بار بار پڑھتے اور فرماتے۔ کہ اگر طبیب کہدے کہ تم لاعلاج ہو تو میں بہت سا روپیہ راہ خدا میں صرف کروں۔ مرض موت میں آنحضرت نے حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی رض کو وصیت فرمائی۔ کہ مذکورہ بالا شعر کا حل ضرور لکھنا۔ اور خود زبان مبارک سے اس کی تشریح کر دی۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے آنجناب کی اس وصیت کو آپ کی عزاداری کے دنوں میں پورا کیا۔ اور مکتوبات کی تیسری جلد میں داخل کر دیا۔ چنانچہ اس جلد کے اخیر میں بھی درج ہے۔ جو مکتوب شیخ نور محمد بہاری کے نام لکھا گیا ہے۔ اس جلد کے مکتوبات کی تعداد سورہ قرآنی کی تعداد کے موافق ایکسو چودہ ہیں۔ اس جلد کو خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیا۔ آنحضرت کو چند روز کے لئے صحت ظاہری نصیب ہوئی۔ تو فرمایا کہ مرض کی شدت کے دنوں میں وہ ترقی اور نعمت نصیب ہوئی۔ جو صحت میں بھی حاصل نہ ہوئی تھی۔ ان دنوں آنجناب خیرات و صدقے کرتے۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ رفع مصیبت کیلئے صدقہ دیتے ہیں؟ فرمایا شوق وصال سے۔ عاشورہ کے روز مذکورہ بالا وصیتیں پھر لوگوں کو فرمائیں۔ بارہویں محرم کو لوگوں کو فرمایا۔ کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ چالیس پچاس دن بعد میں اس جہان سے اُس جہان میں جانا ہوگا۔ اور مجھے میری قبر دکھائی گئی ہے۔ یہ خبر سنکر لوگ رونے لگے۔ ان دنوں خود حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ بھی بہت رویا کرتے تھے۔ سعید دہر و جلیل عصر حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو فرمایا کہ حضرت ذوالجلال کا شوق وصال غالب ہے۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کی زندگی کا اختیار آپ کو دے رکھا ہے۔ تو اور تھوڑا عرصہ اس جہان کی سیر کیوں نہیں کر لیتے۔ آنجناب نے فرمایا میں زندگی کی نسبت بحالت وفات تمہاری زیادہ مدد کر سکونگا۔ کیونکہ یہاں پر بشری تعلقات ہیں۔

جو مدد کو بعض وقت مانع ہوتے ہیں۔ لیکن مرنے کے بعد محض فراغت اور تجرد ہو جاتے
انہیں دنوں میں ایک روز آنجناب اپنے والد بزرگوار کے مزار کی زیارت کو گئے
دیر تک مراقبہ کئے بیٹھے رہے۔ بعد ازاں اٹھ کر فاتحہ پڑھا۔ اور قبرستان کے
حق میں دیر تک دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ حتی کہ حاضرین نے عرض کیا کہ
کاش ہم بھی اس وقت اہل قبور سے ہوتے۔ تاکہ یہ دعا ہمارے حق میں ہوتی۔
آنحضرت ان قبرستان والوں سے رخصت ہونے کے لئے گئے تھے۔ پھر
اپنے جد اکبر حضرت امام رفیع الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گئے اور دیر تک
مراقبہ کرنے کے بعد دعا و استغفار میں مشغول رہے۔ بعد ازاں پھر اپنے پہلے مقام
پر واپس تشریف لائے اور مقررہ دن کا انتظار کرنے لگے۔ بائیسویں صفر کو
آنجناب نے اصحاب کے مجمع میں فرمایا۔ کہ آج اس میعاد سے چالیس دن ختم ہو گئے
ہیں۔ دیکھئے ان سات آٹھ دنوں میں کیا پیش آئے۔ اپنے فرزند گرامی حضرت
عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ چند روز مجھے صحت ہوئی۔ ان میں جو جو کمالات
انسان کے لئے حاصل کرنے ممکن ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طفیل جناب
سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم عنایت فرمائے۔ فرزند یہ سنکر غمگین ہوئے۔
کیونکہ اس کلام میں ایک رمز تھی۔ جیسے آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کے نازل ہونے پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تاڑ گئے تھے۔ کہ اب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے وصال کے دن قریب آگئے ہیں۔ کیونکہ دین مکمل ہو چکا تھا۔ اسی طرح حضرت
قیوم اول رضی اللہ عنہ سے بھی وقوع میں آیا۔ جمعرات کے روز تئیسویں ماہ صفر کو
اپنے کپڑے خود دست مبارک سے تقسیم کئے۔ چونکہ آنجناب کے بدن مبارک
پر کوئی روئی دار کپڑا نہ تھا۔ اس لئے ہوا کی سردی کے سبب پھر بخار ہو گیا۔
اور صاحب فراش بنے۔ جس طرح جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایام مرض میں تھوڑے دن صحتیاب ہوئے اور بعد میں عود مرض سے آناً فاناً
آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ اسی طرح آنجناب سے ہوا۔ چنانچہ یہ سنت بھی
آنجناب سے ترک نہ ہوئی۔ انہیں دنوں میں تعین جُبی جو تعین علمی اور تعین وجودی سے بڑھکر

ہے بیان فرمائی۔ اور ہر روز انہیں معارف کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے کہ دن رات بخار ہونے لگا۔ آخر چھٹے روز آنجناب کا وصال ہو گیا۔

ذکر و بیان صعوبت مرض و انتقال حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرض عود کر آیا۔ تو آنجناب کو بہت تکلیف ہوئی۔ اور اس قدر حرارت ہوئی کہ کوئی شخص آنجناب کے بدن مبارک کو چھو نہیں سکتا تھا۔ ۲۳ صفر کو آنجناب دوبارہ بیمار ہوئے۔ اس سے پہلے آنجناب نے خادم کو فرمایا۔ کہ اتنے کے کوئلے لے آؤ۔ ایک گھڑی بعد فرمایا۔ کہ جتنے کے میں نے کہے ہیں۔ اس سے آدھے کوئلے لانا۔ پھر فرمایا کہ فرشتۂ غیبی نے آواز دی ہے کہ اس قدر کوئلے جلانے کی فرصت کہاں۔ پھر فرمایا کہ اچھا اسی قدر لاؤ۔ کسی درکار آجائینگے۔ جب لایا تو آنجناب نے مقررہ مقدار رکھ کر باقی اپنے فرزندوں کے استعمال کیلئے بھیج دیئے۔ جس قدر آنجناب نے الگ کر کے رکھے۔ وہ روز انتقال تک کافی ہوئے۔ جمعہ کے روز باوجود بدرجہ غایت کمزوری کے نماز کیلئے جامع مسجد میں تشریف لائے۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کو فرمایا۔ کہ یہ ہمارا آخری جمعہ ہے۔ اس کے بعد مجھے جمعے کا دن نصیب نہیں ہوگا۔ یہ فرما کر مذکورہ بالا وصیتیں دوبارہ فرمائیں۔ بلکہ پہلے سے بھی زیادہ۔ اور تاکید فرمایا کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ضرور بالضرور خیال رکھنا۔ اس کی بابت سخت باز پرس ہوگی۔ اور فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہونی چاہیئے۔ کوئی شخص میرے ستر کو نہ دیکھے۔ میرے غسل کے وقت میرے فرزندوں اور دو بڑے خلفا کے اور کوئی میرے پاس نہ ہو۔ میری قبر کسی گمنام مقام پر بنانا۔ فرزندوں نے عرض کیا کہ آنجناب نے پہلے فرمایا تھا کہ جو بڑے بھائی کیلئے روضہ بنایا گیا ہے۔ وہاں بنانا۔ نیز فرمایا تھا کہ اس زمین میں مرقد ہوگا۔ اور مقام دفن بھی آنجناب نے مقرر کر دیا تھا۔ فرمایا واقعی ایسا ہی تھا۔ لیکن اب مجھے شوق ہے۔ جب دیکھا کہ فرزندوں کو ایسا کرنے میں تامل ہے۔ تو فرمایا مجھے میرے والد بزرگوار کے قریب دفن کرنا یا شہر کے باہر باغ میں میری قبر بنانا۔ لیکن

قبر کچی ہو۔ تاکہ تھوڑے عرصے میں اس کا نام و نشان تک مٹ جائے ✤

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ برکات الاحمدیہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آنحضرت رضے اللہ عنہ الوہیت کی بے نشانی کے مظہر اتم تھے ✤

پھر خواجہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت رضے اللہ کا وصال ہوگیا ہے۔ اور میں روتا چلاتا ادھر اُدھر پھر رہا ہوں۔ کبھی اَیْنَ اَحَدْ کبھی اَیْنَ اللّٰہ پکارتا ہوں۔ اتنے میں کسی نے مجھے کہا کہ یہ رہی بڑی مسجد میں ان کی قبر جب میں مسجد میں آیا۔ تو دیکھا کہ قبر کا نشان تو ہے۔ لیکن زمین کے برابر۔ اسی طرح کا خواب میر شیخ عادف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی دیکھا ✤

انہیں دنوں ایک اور شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا درخت ہے جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ گویا تمام جہان پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یکبارگی وہ درخت زمین پر گر پڑا۔ اور تمام خلقت چلا اٹھی۔ میں یہ خواب دیکھ کر بہت ڈرا۔ اس کے چند روز بعد آنجناب کا وصال ہوگیا۔ یہ خواب اس آیۃ کریمہ کے موافق ہے۔ "کشجرۃ طیبۃ اَصلھا ثابت و فرعھا فی السّماء" پاکیزہ درخت کی طرح جس کی جڑ زمین میں اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ چونکہ آنحضرت رضے اللہ عنہ شریعت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درخت تھے۔ اس واسطے یہ خواب آنجناب کے وصال کے دنوں میں دکھائی دیا ✤

جب آنحضرت رضے اللہ عنہ نے دیکھا کہ دو تین جگہ جو ہم نے قبر کے لئے مقرر کی ہیں۔ فرزندان گرامی کو ان میں تامل ہے تو فرمایا "اچھا جہاں تمہاری مرضی ہو دفن کر دینا"۔ ان وصیتوں کے بعد لوگ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ اور آنجناب آخری مرتبہ لوگوں سے وداع ہو کر خلوتخانہ میں تشریف لائے۔ آنجنابؒ کی یہ آخری وصیت تھی۔ اس کے بعد خلق اللہ کو آنجناب کا دیدار بحالت حیات نصیب نہ ہوا۔ کیونکہ خلوت میں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ صرف فرزند اور دو تین مخصوص خادم جا سکتے تھے۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے اہلبیت کو بلا کر فرمایا۔ کہ میرا کفن اپنے مہر کے روپیہ سے بنانا۔ صرف اتنا فرما کر رخصت کر دیا۔ اس کے بعد عورتوں کو رخصت

کر دیا۔ اس شدت مرض اور ضعف میں بھی بہت سے معارف و حقائق اور علوم اپنے گرامی فرزندوں کو بتائے +

ایک روز جب معارف کے ظہور کمال کا بیان فرمایا۔ تو سعید عصر خلیل دہر حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالے عنہ نے عرض کیا۔ کہ آنجناب اس قدر کمزور و لاغر ہو گئے ہیں۔ کسی اور وقت پر ان معارف کا بیان ملتوی فرمائیں۔ فرمایا۔ بیٹا! کہاں کا وقت اور کس کی فرصت۔ اب تو تھوڑی دیر بعد گفتگو کی طاقت بھی نہیں رہے گی۔ وصال سے دو تین دن پیشتر غشی زیادہ ہو گئی حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ نے پوچھا۔ کہ یہ غشی ضعف کی وجہ سے ہے۔ یا معارف میں مستغرق ہونے کے سبب۔ کیونکہ بعض معاملات عظیم درپیش ہیں۔ امید ہے کہ کما حقہ منکشف و مشہود ہو جائینگے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے مجمل طور پر اپنے بڑے فرزندوں کو ان سے مطلع فرمایا۔ چنانچہ اس میں سے بہت تھوڑا سا حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عروۃ الوثقے رضے اللہ تعالے عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے ترآسویں مکتوب میں جو حضرت مروج الشریعت رضے اللہ عنہ کے نام لکھا ہے درج فرمایا ہے +

جس صبح آنجناب کا وصال ہونا تھا۔ اس سے پہلی رات میں بڑے بھائی حضرت محمد سعید رضے اللہ عنہ حاضر خدمت تھے۔ آنحضرت نے کمال ضعف کی حالت میں فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ میں نے آنجناب کو اپنی گود میں بٹھایا۔ آنجناب کا بوجھ مجھ پر تھا۔ امید ہے کہ مجھے اسرار سے مستفیض فرمایا جائیگا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ وصال لایزال کے داعی نے مجھے آواز دی ہے۔ کہ بادشاہ تمہیں بلا رہا ہے میرے بلند پرواز مرغ ہمت نے آستان قدس کا رخ کیا۔ جب ایک خاص مقام تک پہنچ چکا۔ تو بارگاہ عالی سے آواز آئی۔ کہ بادشاہ گھر میں نہیں۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ مقام کعبہ ربانی کی حقیقت کا مقام ہے۔ اس سے اوپر گیا۔ حتی کہ ان صفات و حقیقت کے مقام تک پہنچا۔ جو وجود سے موجود ہیں۔ یہ مقام صور علمیہ صفات سے پرے ہے جو بمنزلہ تعین علمی کافی ہے۔ اس کے پرے صفات کی صورتیں ہیں۔ جو بمنزلہ تعین جُمی ہیں۔ اس مقام سے بھی اوپر میں ذاتی صفات شیونات اور اعتبارات کے اصول تک جا پہنچا۔ پھر اس سے اوپر ذات بحت تک پہنچا۔ جو نسبت اور اعتبارات

سے معراہے۔ اس مقام میں تم دونو بھائی میرے ساتھ تھے۔ آنحضرتؐ نے میرے بڑے بھائی کو فرمایا کہ تم یہاں پر میرے امام بننے کے سبب میرے ساتھ تھے کیونکہ ایام مرض میں آنحضرتؐ کی امامت وہی کرتے تھے یعنی اپنی ضمنیت سے حضرت خازن الرحمتؓ کو اس مقام پر لیگئے اور مجھے فرمایا۔ کہ یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کرو اور امامت کرو۔ میں آنجناب کے حکم کے مطابق یاروں سمیت مسجد میں نماز ادا کر کے باقی وقت آنجناب کی خدمت میں حاضر رہتا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تم اس مقام پر بطریق اصالت پہنچے ہو۔ بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں اس درجہ کمال اور مرتبہ متعال پر قرآن شریف کے وسیلے پہنچا ہوں۔ مجھے قرآن شریف کا ہر ایک حرف سمندر معلوم ہوتا ہے۔ جو کعبہ مقصود سے ملا ہوا ہے۔ اسی خوشخبری کی وجہ سے حضرت خازن الرحمت کو حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کے مساوی سمجھا جاتا ہے لیکن ضمنیت اور اصالت کے فرق کو بیان نہیں کیا جاتا۔ یہ نہیں جانتے کہ طفیل اور اصل میں بڑا فرق ہے۔ گو آنحضرت پر ضعف غالب آگیا تھا۔ لیکن عبادت و وظائف کے اوقات میں سرمو فرق نہ آیا۔ بدستور ذکر شغل۔ مراقبہ۔ دن رات کے اوراد نماز باجماعت ادا کرتے رہے۔ اور شریعت اور طریقت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ منگل کے روز ۲۸۔ صفر کو جو آنجناب کا روز وصال تھا آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ نے ان خادموں کو جو راتوں آنجناب کی خدمت کرتے رہے۔ فرمایا کہ تم نے بہت محنت کی۔ صرف آج کی رات اور محنت ہے۔ کل تمہاری خلاصی ہو جائیگی۔ اس رات آنجناب بار بار یہ ہندی مصرعہ پڑھتے تھے ع

اَج ملاوا کہ سوہنی سکھی سب جگ دیوں وا

ترجمہ (اے محرم! آج روز وصال ہے میں اس خوشی میں سارا جہان قربان کرتا ہوں) اسی رات آنجناب نے وہ تمام دعائیں پڑھیں۔ جن کا ذکر صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے رات کے آخری تیسرے حصہ میں اٹھ کر وضو کیا۔ تہجد کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی۔ اور فرمایا کہ یہ ہماری آخری نماز تہجد ہے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ کہ طلوع آفتاب کے بعد آنجناب کا وصال ہو گیا۔ رات کا چوتھا حصہ ابھی باقی تھا۔ بلکہ فجر تک آنجناب یہی فرماتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور حسب عادت مراقبہ کیا

بعد ازاں نماز اشراق بڑی دلجمعی سے ادا کی۔ اور اس وقت کی ادعیہ ماثورہ پڑھیں۔
بعد ازاں فرمایا۔ کہ بول کے واسطے تھال لاؤ۔ خادم نے تھال حاضر کیا لیکن اس میں ایک بیت نہ تھی۔ آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ تھال میں بیت نہیں احتمال ہے کہ پیشاب کے قطرے لباس پر گریں۔ اس وقت بھی آنجناب رضی اللہ عنہ نے بڑی احتیاط سے کام لیا جب تھال میں بیت ڈالکر حاضر کیا۔ تو آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب اتنی فرصت نہیں کہ بول کروں اور تازہ وضو کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس تھال کو لے جاؤ۔ اور مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب آنجناب بستر پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لیٹے۔ یعنی سر شمال کی طرف رخ مبارک قبلہ کی طرف اور داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے تلے تھا۔ اس حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا۔ کہ سانس جلدی آرہا ہے۔ تو پوچھا کہ مزاج مبارک۔ فرمایا۔ اچھا ہے۔ دو رکعت نماز جو ہم نے پڑھی وہ کافی ہے۔ یہ آخری الفاظ تھے۔ جو آنجناب رضی اللہ عنہ نے فرمائے۔ اس کے بعد پھر کسی سے بات نہیں کی۔ صرف ذکر الٰہی میں مشغول رہے۔ انبیا کی آخری بات بھی نماز کے بارے میں ہوئی تھی۔ ایک لمحہ بعد حضرت قیوم اول خزینۃ الرحمت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ اللہ کہتے ہوئے وصال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

فغاں از عالم بالا بر آمد — خروش از عرصۂ غبرا بر آمد
غبار از ساحتِ آفاق برخاست — پیام قبۂ خضرا بر آمد
بسے دمہائے آتش بار از غم — بجائے موج از دریا بر آمد
دراں وقتے مجدد شد ز عالم — غریو از شرب و بطحا بر آمد

آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کی تاریخیں مختلف لوگوں نے کہی ہیں۔ چنانچہ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۝

یا ایھا الانام لقد سافر الامام — من کل اھل دافت عرفۃ القبول
قطب الذی تفوض دیا لسمائہ — حال التی خیر فی شانھا العقول
ما الموت کان بدر کمال قد انطلق — من مشرق الظھور الی مغرب الافول
لما اصاب ارشاد رسول تحفۃ — اکتب لعالم وحلت و امرت الرسول

مولنا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث بطور تاریخ کہی الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب "۔

میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ نے آنجناب کی عمر کے مطابق تریسٹھ تاریخیں کہی ہیں۔ جن میں سے چند ایک فقرے یہ ہیں۔ جان شریعت، شہباز طریقت، معرفت ظل محمد، خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اس تاریخ کے مضمون کو نظم میں یوں بیان کیا ہے ؎

آں قطب کہ ہم عاشق و معشوق است — بر جوہر اسرار نبی صندوق است
آں سایہ کہ از احمد مرسل بہفت — ظاہر شدہ کیں احمد فاروق است

لوگوں نے کوئی پانسو کے قریب آنجناب کی تاریخ وصال کہی ہیں۔ جن میں سے اکثر ملا بدرالدین نے حضرات القدس میں لکھی ہیں ؎

فریاد ز گردش زمانہ — بیداد ز دست جور ایام
قطب ارشاد شیخ احمدؒ — بخلق بود فیض او عام
در ماہ صفر بہ بست و ہشتم — بگذشت ز دہر بے سرانجام
از رفتن او نبی دلاں رفت — یک بار قرار و صبر و آرام
او قلعہ دیں برج ایمان او — او بود بدہر مرد و دام
شد روز وصال عاشقاں شب — شد صبح امید طالبان شام
تاریخ وصال او بر آمد — افسوس فتادہ برج اسلام

آنجناب رضی اللہ عنہ کے بہت سے مرثیے بھی لکھے گئے ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا باعث طوالت ہے۔ آنجناب کا وصال منگل کے دن ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو اشراق کے بعد ہوا۔ ایک روایت کے مطابق ۲۹۔ صفر ۱۰۳۴ھ ہجری کو ہوا۔ اسی دن چاند کی انتیسویں تاریخ تھی۔ ماہ ربیع الاول کی پہلی تھی۔ شمسی حساب کے مطابق جدی کی دسویں تھی۔ اور اہل شام کے حساب کے مطابق دسویں یرما۔ آنجناب اپنی عمر کے سالوں کے مطابق تریسٹھ دن بیمار رہے۔ اور اس حدیث کا مضمون آنجناب پر صادق آیا۔ کہ "یوم کفارت سنۃ" ایک دن کا تپ سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ جس روز آنجناب کا وصال ہوا۔ ان دن اطراف آسمان نہایت سرخ تھیں۔ علمائے اکابر

اِس سُرخی کو دوستانِ خدا کی قبر پر آسمان کے رونے سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ شرح السنہ میں لکھا ہے۔ بلغنی ان السماوٰت والارض یبکیان علی المومن وبکاء السماء حمرت اطرافھا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ مومن کی موت پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ آسمان کا رونا اُس کی اطراف کا سُرخ ہو جانا ہے ؛

ذکر و بیان کیفیت غسل و تجہیز و تکفین و دفن حضرت خزینۃ الرحمۃ قیوم اوّل مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ و بیان وقعاتے کہ بعد از انتحال آنحضرت رو دادہ اند:۔

جب حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کو تختۂ غسل پر لایا گیا۔ تو تمام حاضرین نے دیکھا کہ آنحضرت اس طرح دست بستہ ہیں۔ جس طرح نماز کے وقت باندھا کرتے ہیں یعنی دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ آنجناب کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہما نے آنجناب کے دست مبارک سیدھے کر دئے تھے۔ غسل کے وقت آنجناب مسکرا رہے تھے۔ دفن کرتے وقت تک مسکراتے تھے۔ آنحضرت کے غسل کے وقت لوگ آنجناب کی وصیت کو بھول گئے اور حسب ذیل شعر خوش الحانی سے پڑھنے لگے ؎

یاد داری کہ وقت آمدنت ہمہ خنداں بدند و تو گریاں
ہمچناں زی کہ وقتِ رفتنِ تو ہمہ گریاں بوند و تو خنداں

آنجناب کے دست مبارک کھولکر سیدھے کئے۔ اور بائیں کروٹ لٹایا۔ اور دائیں جانب کو غسل کیا۔ جب دائیں جانب لٹایا تاکہ بائیں جانب کو غسل دیں۔ تو پھر لوگوں نے دیکھا کہ دست مبارک خود بخود متحرک ہو کر پہلے کی طرح بندھ گئے ہیں۔ دایاں ہاتھ بائیں پر حسب دستور تھا۔ حالانکہ آنجناب کو دائیں پہلو لٹایا گیا تھا۔ لازمی تھا کہ دایاں ہاتھ بائیں پر نہ ٹھیرتا۔ پھر لوگوں نے کھولے تین مرتبہ ایسا کیا گیا۔ جب تیسری مرتبہ جدا کرنا چاہا۔ تو بہتیری کوشش کی لیکن نہ کر سکے۔ حالانکہ آنجناب کے دست مبارک نہایت لطیف اور پھول کی پتی سے بھی نازک تھے۔ لیکن اس مضبوطی سے بندھ گئے کہ پھر لوگ انہیں نہ کھول سکے۔ جب معلوم کیا کہ اس میں کوئی بھید ہے۔ تو حضرت عروۃ الوثقےٰ

رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ آنجناب کی مرضی ہاتھ کھولنے کی نہیں کفن پہناتے اور دفن کرتے وقت آنجناب کے دست مبارک بدستور بندھے ہوئے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کے مضمون کو سچ کر دکھلایا۔ کہ "کما تعیشون تموتون" جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں اسی حالت میں مرتے ہیں +

حضرت قیوم ثانی اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہما "جو اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ تھے" کے علاوہ اور بھی علمائے وقت موجود تھے۔ تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ لفافہ قمیص اور تہ بند قمیض مفتی کی روایت کے مطابق کندھوں پر سے چاک کی ہوئی تھی۔ عمامہ نہیں پہنایا گیا۔ کیونکہ علما کا اتفاق رائے ہے۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضے اللہ عنہ کو نہیں دیا گیا۔ حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ نے نماز جنازہ کی امامت کی۔ کیونکہ یہی آنجناب کے منتخب کردہ امام تھے۔ نماز کے بعد دعا کیلئے توقف کیا۔ کہ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اقتضا نہیں کرتی۔ علاوہ ازیں معتبر کتابوں میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جنازہ کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ پھر آنحضرت کو اس روضہ میں (جس کی زمین کی نسبت آنحضرت نے جنتی زمین ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ جیسا کہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے) حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف آنجناب کو دفن کیا گیا۔ دراصل یہ قبہ خواجہ محمد صادق کیلئے بنوایا گیا تھا اس قبہ کے مرکز بلکہ ذرا مغرب کی طرف آنجناب کے بڑے فرزند کی قبر بنائی گئی۔ حضرت آنحضرت کا جنازہ اندر لیگئے تو حضرت خواجہ محمد صادق کی قبر قریباً ایک ہاتھ اور راہ دب مشرق کو سرک گئی۔ آنحضرت کے وصال کے بعد حضرت خازن الرحمۃ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت کو وصال کے بعد جو نعمتیں اللہ تعالےٰ نے عنایت فرمائیں وہ بیان فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ قبلہ عالم! کسی کو مقام شکر سے حصہ ملا ہے۔ فرمایا ہاں ملا ہے۔ چنانچہ مجھے شاکروں میں سے شمار کیا گیا ہے پھر میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں جو فرمان ہے "وقلیل من عبادی الشکور" میرے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں۔ اسی سے تو ظاہر ہوتا ہے وہ لوگ صرف انبیا ہی ہیں۔ یا صحابہ کرام رضے اللہ عنہم میں سے حضرت ابوبکر رضے اللہ عنہ۔ آنحضرت نے فرمایا واقعی ایسا ہی ہے لیکن مجھے اپنے فضل و کرم سے ان لوگوں میں شامل کر لیا ہے +

حضرت قیوم ثانی امام معصوم زمانی عودۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بعد خواب میں آنحضرت رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کہ منکر اور نکیر کے سوالوں سے معاملہ کیونکر ہوا۔ فرمایا پہلے اللہ تعالےٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ کہ اگر اجازت ہو تو یہ دو فرشتے تمہاری قبر میں آئیں میں نے عرض کیا۔ کہ الٰہی یہ دو فرشتے بھی تیری ہی بارگاہ میں ہیں۔ میرے پاس نہ آئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان دو فرشتوں کو میرے پاس نہ بھیجا۔ پھر میں نے عذاب قبر کی بابت پوچھا۔ تو فرمایا کہ مجھے تو نہیں ہوا ✤

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حجرہ مبارک میں سوتا۔ اور تہجد کیلئے اٹھتا۔ تو دیکھتا کہ آنحضرت رضی اللہ عنہ روضہ مبارک کے صحن میں ٹہل رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ کے خوف سے میں لوگوں میں اس بات کا اظہار نہ کرتا تھا۔ ایک رات آنحضرت رضی اللہ عنہ خود دروازے سے اندر آئے اور میرے پاس بیٹھکر مجھ سے بغلگیر ہوئے اور اس قدر رویا کہ میرا بدن کانپ اٹھا۔ پھر آنجناب نظر سے غائب ہو گئے ✤

شیخ پیر محمد رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے منظور نظر تھے فرماتے ہیں۔ کہ ظہر کی نماز میں جب کہ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ امام تھے تو میں نے ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے پاس کھڑے ہیں۔ چونکہ صف پر میرے اور آنحضرت کے درمیان فاصلہ تھا آنجناب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ نماز کے اخیر تک میں آنجناب کو دیکھتا رہا۔ چنانچہ آنجناب نے دستار مبارک درست کی پائے مبارک پر مسح کیا میں دیر تک تو حیران رہا۔ اور غور سے دیکھتا رہا۔ کہ شاید وہم و خیال ہی ہو لیکن شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں آنجناب کو دیکھا کرتا تھا۔ بعینہٖ اسی طرح دیکھ رہا تھا۔ جب میں نے نماز سے فارغ ہو کر بائیں طرف سلام کیا۔ تو آنحضرت کو نہ دیکھا ✤

خراسان کے کسی شہر میں آنجناب کا ایک مخلص رہتا تھا۔ ابھی آنجناب کے وصال کی خبر وہاں نہ پہنچی تھی۔ کہ اس مخلص شخص کا بیٹا بیمار ہو گیا۔ اس درویش مرد نے بیٹے کو کہا کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی صورت حاضر کرے التجا کرو۔ جب اس نے آنجناب کی صورت حاضر کی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ آنحضرت تشریف فرما ہو کر فرماتے ہیں۔ کہ ہم

اللہ تعالےٰ کے دربار میں پہنچ چکے ہیں۔ اور اس وقت بہشت بریں میں ہیں۔ پہلے دایاں پاؤں بہشت میں رکھا بعد ازاں سر اندر کیا۔ اور پھر بایاں پاؤں اٹھا کر اندر رکھا۔ تو لقاے پروردگار سے مشرف ہوئے۔ اس نے عرض کیا۔ کہ مجھے بھی بہشت میں لیجاؤ۔ اور دیدار الٰہی سے مشرف کراؤ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ابھی تیرا اور ہمارے فرزندوں کا وہ وقت نہیں آیا۔ جب وہ مریض بیدار ہوا۔ تو بالکل تندرست تھا۔ اس کے دس روز بعد آنجناب کے وصال کی خبر وہاں پہنچی ✤

ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ آنجنابؒ کے وصال کے بعد آنجناب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ خواجہ حسام الدینؒ کی طرف خط لکھ رہے ہیں۔ جس کا عنوان یہ ہے۔ "ناخوہ بخود رنگاہبان اینجہانیم ما ازیں جہاں گذشتیم و دراں جہاں نشستیم۔ انا للہ و انا الیہ راجعون"✤

شیخ ادہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مزار فائض الانوار پر دو سال تک رہا۔ بعد ازاں آنجناب نے ظاہر ہو کر مجھے خصوصیت عنایت فرمائی۔ اور جو میرا مقصود تھا۔ پورا ہوا۔ جس قسم کا باطنی افادہ بحالت زندگی آنجناب سے ہوا کرتا تھا۔ ویسا ہی آنجناب کے مزار سے ہوا۔ واقعی میں (مصنف کتابؒ) نے بھی اس معاملہ کو معلوم کیا ہے۔ جب آنحضرتؒ کے مزار پر جا کر متوجہ ہوتا۔ تو ایسا ہی افادہ ہوتا جیسے کسی کامل شیخ کی صحبت سے ہوتا ہے۔ یہ بات حضرت عمدۃ الموثقین نے اپنے مکتوبات میں جا بجا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے روضہ منورہ کی تعریف میں مفصل لکھی ہے ✤

آنحضرت رضے اللہ عنہ کے وصال کے تیسرے دن تمام خلفا اور مرید حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں از سر نو مرید ہوئے۔ تین سال کے عرصہ میں آنحضرت کے تمام خلفا مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال تک سارے کے سارے اپنے مقامات سے چلکر حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں آئے۔ اور از سر نو بیعت کی۔ اور آنجناب کی فرمانبرداری کا غاشیہ کندھوں پر رکھا ✤

جب بادشاہ ہند (جہانگیر) کو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے وصال کی اطلاع ملی تو بہت گھبرایا۔ کیونکہ اسے یقیناً معلوم تھا۔ کہ میرے مال و جان اور سلطنت کی خیریت حضرت

قیوم اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل تھی۔ اس کے ہوش و حواس میں پورا پورا خلل آ گیا کچھ پہلے ہی اس کی عقل خراب سی تھی۔ تسپر آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر نے رہی سہی بھی بگاڑ دی۔ مصرع ؎

یکے بود مجنوں دگر خود دمے

آنجناب کے فاتحہ کے لئے سرہند آیا۔ آنحضرت کے مزار مبارک پر فاتحہ کہنے کے بعد زار زار رویا۔ اور رسم تعزیت بجالایا۔ پھر پوچھا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قائم مقام اور خلیفہ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اُس نے کہا آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حال پر بہت مہربان تھے۔ مجھے مرید کیا۔ کئی سال میرے ساتھ رہے۔ مجھے توجہات کثیرہ عنایت فرمائیں۔ اپنی نعمت خاصہ سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اور اپنے تمام خلفا سے مجھے بلحاظ عنایت ممتاز فرمایا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ اپنے تمام امرا و وزرا کو کہا کہ آؤ میرے مرید بنو۔ میری بیعت کرو تمام اس کے مرید ہوئے۔ پھر اس نے حکم دیا۔ کہ اپنی اپنی مہروں میں "مرید سلطان جہانگیر" لکھا کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اب جہاں کہیں جہانگیر کے عہد کی لشکری مہر ہے۔ اس میں "فلاں مرید سلطان جہانگیر" کھدا ہوا ہے۔ حضرت قیوم اوّل کے خلفا کو معلوم تھا۔ کہ بادشاہ کو جنون ہو گیا ہے۔ اس واسطے انہوں نے کچھ نہ کہا۔ آنحضرت کے خلفا جنہیں ہندوستان میں قبولیت عامہ نصیب تھی۔ ان میں سے اکثر کو بادشاہ نے بلا کر اپنے لشکر میں رکھا۔ اور کہا کہ خلیفہ ولیعہد میں ہوں۔ میرے پاس ہو۔ میر محمد نعمان کو دکن سے بلوا اپنے پایہ تخت اکبر آباد میں رکھا۔ لیکن آنحضرت کے ہر ایک خلفا کی بڑی عزت و حرمت رکھتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ میرے پیر کے خلیفہ ہیں۔ آنحضرت کی عمر ترسٹھ ۶۳ سال اور مدت قیومیت تئیس سال تھی +

ذکر در بیان اولاد و احفاد حضرت خزینۃ الرحمۃ مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد بلا واسطہ تعداد میں نو ہے

سات بیٹے اور دو بیٹیاں بیٹوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ حضرت خواجہ محمد صادق حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت۔ حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد یحییٰ۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ حضرت خواجہ محمد فرخ اور حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان میں سے چار صاحب اولاد ہیں باقی تین یعنی خواجہ محمد عیسیٰ، خواجہ محمد فرخ، حضرت خواجہ محمد اشرف رضی اللہ عنہم حالت طفولیت میں اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے +

آنجناب کی بیٹیاں دو تھیں ایک حضرت خدیجہ بانو رضی اللہ عنہا دوسری ام کلثوم رضی اللہ عنہا۔ حضرت خدیجہؓ کی اولاد اب تک ہے۔ لیکن ام کلثوم رضی حالت طفولیت ہی میں اس جہان سے رحلت فرما گئیں +

میرا (مصنفؒ) دل چاہتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد جو اس وقت سے لیکر اب تک ہو گذری ہے یا موجود ہے) حالات بیان کروں۔ لیکن چونکہ میں لڑکپن ہی میں شہر سرہند سے چلا آیا تھا۔ اس واسطے مجھے آنحضرت کی اولاد کی اس قدر واقفیت نہیں۔ بعد ازاں ایک دفعہ جو سرہند جانے کا اتفاق ہوا۔ تو صرف دس پندرہ روز رہا۔ پھر شاہجہان آباد چلا آیا۔ سو جو کچھ حالات اس کتاب میں آنحضرت کی اولاد کے درج کئے جاتے ہیں۔ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند حضرت محمد اشرف کے دو پوتے شیخ محمد عید اللہ معصوم کی زبانی جو بہت عالم۔ عامل اور سالک ہیں۔ معلوم ہوئے ہیں۔ انہوں نے آنجناب کی اولاد کے نام معہ مختصر حالات لکھ کر مجھے عنایت فرمائے۔ جو بجنسہ بلا کم و کاست یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ "والعہدۃ علی الراوی" +

حضرت اکابر اولیا خواجہ محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ کے فرزند اکبر ہیں سنہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن ہی میں سعادت کے آثار اور ولایت کے انوار آنجناب کی پیشانی مبارک سے نمایاں تھے۔ آپکے جد بزرگوار نے لڑکپن ہی سے آپ کو اپنے دامن تربیت میں رکھا۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ تمہارا بیٹا ہم سے مختلف چیزوں کی بابت عجیب و غریب سوال پوچھتا ہے۔ جن کے جوابات مشکل سے دئے جاتے

ہیں۔ رجب ۱۰۰۰ھ ہجری کو حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ تو حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کو اپنے ساتھ لائے فکر کا طریقہ حضرت خواجہ صاحب سے اخذ کیا۔ اسی آٹھ سال کی عمر میں فنا و بقا سے مشرف ہوئے۔ بعد ازاں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں کمالات نبوت تک تربیت حاصل کی اور حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے مخصوصہ حالات عظیمہ سے مشرف ہوئے۔ علم ظاہری کو بھی انتہائی درجے تک تحصیل کیا۔ مولویت کا فاتحہ پڑھا۔ ان دنوں بہ سبب مستی اور غلبہ جذبہ کے سر پاؤں سے ننگے۔ جدھر جی چاہتا نکل جاتے اور سبق یاد کرتے رہے ایک دن عین بارش میں ننگے سر اور پریشان کھڑے تھے۔ کہ حضرت خواجہ ادھر سے گذرے۔ تو فرمایا۔ کہ ہمارے مجذوب کو دیکھو۔ ایک درویش سلوک ختم کر کے شیخ کامل سے خلافت لیکر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات بیان کئے۔ حضرت خواجہؒ نے خواجہ محمد صادقؒ کو بلا کر احوال پوچھے۔ تو حضرت مخدوم زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتائے۔ جو بعینہٖ ایک اسّی سالہ شیخ کے تھے۔ حضرت خواجہ تخفیف جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے +

حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ نے جو خط حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا ہے اس میں لکھتے ہیں۔ کہ محمد صادق کو ظاہری و باطنی برخورداری نصیب ہوگی۔ اس کے ظاہری احوال قابل تعریف ہیں۔ انہیں پر اپنا حضور ہے اور غیبت و استغراق کا اندیشہ نہیں انشاء اللہ سکر سے صحو کی حالت میں آئیگا +

حضرت خواجہ محمد صادق لڑکپن ہی سے کشف قلوب اور کشف قبور میں نہایت عالی نظر تھے۔ چنانچہ آنجناب انہیں بلا کر مقدمات کونیہ (ہونے والی باتوں) کی نسبت پوچھا کرتے۔ تو وہ اسی وقت اپنے کشف کے ذریعہ جواب دے دیتے۔ اور جب مقبروں پر لیجا کر مردوں کے حالات پوچھتے۔ تو صاف صاف بتا دیتے۔ اکثر امراء آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوتے ہیں۔ کہتے تھے کہ جب ہم اس جوان کو دیکھتے ہیں۔ تو دنیا کی محبت ہمارے دل سے بالکل اٹھ جاتی ہے +

ایک روز ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ فلاں فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے آپ انہیں تنبیہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں بھی اس جھگڑے میں

آؤں۔ اور انہیں تنبیہ کروں۔ تو پھر مجھ میں اور اُن میں کیا فرق رہا۔ اور اس طرح اس کو آداکیا۔ کہ حاضرین پر تحت طاری ہو گئی +

ظاہری علم میں قوت تحفظ اور قوت مدرکہ یہاں تک زبردست تھی۔ کہ ایک دفعہ شیراز کا ایک عالم ہندوستان آیا۔ جو کہ علم معقول میں بے نظیر تھا۔ آپ نے اپنے طبع زاد چند دقائق علوم اس سے بیان کئے۔ وہ سنکر کہنے لگا۔ کہ جب تک میں نے اس جوان کو نہیں دیکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ ہندوستان میں کسی عالم کو عقلی علوم کے دقیق مسائل سمجھنے کیلئے قوت مدرکہ ہے ہی نہیں +

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات کی پہلی جلد میں حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف لکھی ہے :-

چنانچہ مکتوب ۲۷ میں لکھتے ہیں۔ کہ میرا فرزند میرے معارف کا مجموعہ ہے اور مقامات جذبہ وسلوک کا نسخہ ہے۔ میرا فرزند محرم اسرار اور خطا و غلطی سے محفوظ ہے +

مکتوب ۲۴۴ میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ مقام میرے فرزند کو عنایت ہوا ہے اور انکی ولایت میں داخل کیا ہے۔ میں اس ولایت میں فقیروں کی طرح بیٹھا ہوں یعنی سرہند کی قطبیت خواجہ محمد صادقؒ کی تھی +

مکتوب ۳۱۱ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے مولوی کی ولایت سے جو استفادہ کیا ہے وہ اسی ولایت کے جمال کے وسیلے سے ہوا ہے۔ اور جو استفادہ میرے فرزند نے کیا ہے۔ وہ اس ولایت کے تفصیل سے کیا ہے۔ میری ولایت جیسے مولوی کی ولایت سے فائدہ پہنچا ہے۔ وہ مومن بندے کی ولایت کے مشابہ ہے۔ اور میرے فرزند کی ولایت فرعونی سحر کی ولایت کی طرح ہے +

نیز حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ نے خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ایک شخص کو لکھا۔ کہ میرے بڑے فرزند رضے اللہ عنہ نے اپنے دو بھائیوں محمد فرخ، اور عیسےٰ سمیت آخرت کا سفر اختیار کیا۔ میرا مرحوم فرزند حق جل وعلا کی آیت اور رب العٰلمین کی رحمت تھا۔ چوبیس سال کی عمر میں اُس نے وہ کچھ حاصل کیا۔ جو کسی کو کم نصیب ہوا۔ علوم عقلی و نقلی کی تدریس میں موت کا درجہ حاصل کیا۔ کہ اس کے شاگرد بیضاوی اور شرح مواقف کی سی کتابیں بآسانی پڑھا

سکتے ہیں۔ آپ کے شہود کشف کی حکایات اور قصے محتاج بیان نہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں ایسے مغلوب الحال تھے۔ کہ ہمارے خواجہ صاحب ان کے حال کا علاج بازار کے شکوک کھانے کھلا کر کیا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو محبت مجھے محمد صادق سے ہے۔ اور کسی سے نہیں۔ موسوی علیہ السلام ولایت کو آخری درجہ تک حاصل کیا۔ اور اس ولایت کے عجائبات وغرائبات بیان فرمایا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ منکسر المزاج اور خشوع وخضوع کی حالت میں رہتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہر ایک ولی اللہ نے اللہ تعالےٰ سے کچھ نہ کچھ مانگا ہے۔ میں نے عاجزی کی خواہش کی ہے۔

آپ کے چچا صاحب شیخ محمد مسعود تجارت کے واسطے خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ بھی اُن کے ساتھ اپنے جد بزرگوار کے مزار تک وداع کرنے کیلئے گئے۔ مزار مبارک پر ایک گھڑی مراقبہ کرنے کے بعد فرمایا کہ میرے دادا جان چچا صاحب کو اس سفر سے منع فرماتے ہیں۔ چونکہ اس وقت آپ کم سن تھے اس واسطے محض ایک بچہ سمجھ کر آپ کی بات کا کچھ خیال نہ کیا۔ آخر شیخ مسعود اسی سفر میں راہیٔ ملک عدم ہوئے۔ جب سرہند میں مرض طاعون کا روز ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ وبا کوئی تر لقمہ چاہتی ہے۔ جب تک میں نہ جاؤنگا۔ یہ فرو نہ ہوگی۔ آپ کو بخار ہو گیا اور سوموار کے روز ۹۔ ربیع الاول کو آپ کا وصال ہو گیا۔ بعض رشتہ داروں نے کہا کہ جد بزرگوار کے مزار میں دفن کرنا چاہیے۔ لیکن حضرت قیوم اول نے آپ کو مسجد کے قریب ایک مقام پر دفن کروایا۔ چنانچہ اس سرزمین کی کیفیت تجدید الف کی چوتھی سال کے حالات میں لکھی گئی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد جسے بخار ہوتا۔ وہی خواب میں دیکھتا۔ کہ حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ آکر مریض کو موکلوں کے ہاتھ سے نجات دلواتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جب ہم نے اس بلا کو اٹھا لیا ہے تو پھر تم خلقت کو کیوں اس میں پیستے ہو۔ بعض نے خواب میں دیکھا کہ جو شخص حضرت اکابر اولیا خواجہ محمد صادق کا اسم شریف لکھ کر گلے میں باندھیگا۔ وہ مرض طاعون سے بچ جائیگا۔ اکثر آدمیوں نے ایسا کیا اور شفا پائی۔ وبا کیلئے حضرت محمد صادق کا اسم شریف نہایت مجرب ہے۔

ایک دفعہ حضرت قیوم رضی اللہ عنہ کے عہد میں وبا کا روز ہوا۔

آنحضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک لکھ کر مریض کو دیتے۔ تو گلے میں باندھتے ہی مرض زائل ہو جاتا۔ حضرت قیوم اول ہر جمعہ کی نماز کے بعد اندر زنانہ کے روضہ مبارک کو دیکھنے جایا کرتے۔ اور مدت تک مراقبہ کیا کرتے تھے۔ کبھی صبح کو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر مع اصحاب حلقہ مراقبہ کرتے۔ اور خواجہ صاحب کے بعض اخروی بلند معاملات بیان فرمایا کرتے۔ اور جو لا انتہا ترقیات آنحضرت کی توجہ عالی سے حاصل ہوئیں۔ اور عنایت الٰہی وارد ہوئیں۔ اُن پر ظاہر کرتے۔ ایک روز فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ محمد صادق ہر لحظہ خاص انوار اور آثار عجیبہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ساعت بساعت بڑھ رہا ہے۔ اور عجیب و غریب اسرار جو رحمت الٰہی کے متعلق تھے۔ بڑی شگفتگی سے بیان کرتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ عرائض آنحضرت کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آنحضرت نے حکم دیا۔ کہ ان کی عرضیوں کو ہمارے مکتوبات میں داخل کر دو۔ چنانچہ مکتوبات کی پہلی جلد کے اخیر پر ان کی تین عرضیاں مندرج ہیں ✤

آپ کی اولاد میں صرف ایک فرزند نرینہ ہے۔ یعنی شیخ محمد ولد خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ (شیخ محمد) بچپن ہی سے مجذوب اور مغلوب الاحوال تھے۔ غلبہ جذبہ کی وجہ یہ تھی۔ کہ ایک روز شاہ کمال (جن کو حضرت قیوم اول نے صاحب جذبہ قوی لکھا ہے) کے پوتے شاہ سکندر علیہ الرحمۃ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آکر التماس کی۔ کہ اپنا ایک فرزند مجھے عنایت فرمائیں۔ اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اسے لے لو۔ شاہ سکندر نے ایک ہی نگاہ سے اپنا جذبہ قوی اس پر ڈالا اور فرمایا کہ اس کا نام شاہ رکھو۔ اس روز سے شیخ محمد یحییٰ کو شاہ جیو کہنے لگے۔ بعد ازاں ایک دفعہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاہ سکندر والا جذبہ شاہ جیو سے شیخ محمد پر منتقل کر دیا۔ جس کے سبب شیخ محمد ہمیشہ گوشہ تنہائی میں رہنے لگے۔ اور اہل و عیال سے رغبت آپ کی بہت کم ہو گئی۔ بلکہ بالکل نہ رہی۔ یہانتک کہ خود کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ چنانچہ آپ کی والدہ کبھی کبھی کھانا لیجا کر خود اُن کے منہ میں لقمے دیتیں۔ شیخ محمد یحییٰ کے چار فرزند ہوئے لیکن یہ حضرت

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا کمال تصرف تھا۔ کہ شیخ محمد یحییٰ کے ہاں اولاد ہوتی ورنہ صاحب اولاد ہونے کے کوئی سامان نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی منشا یہ تھی کہ خواجہ محمد صادق کی اولاد جہان میں رہے۔ سو اب تک ان کی اولاد موجود ہے +

شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ۔ آپ شیخ محمد کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ سلوک باطنی کو اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ محمد ابراہیم کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں :۔

محمد اسحاق۔ آپ شیخ محمد ابراہیمؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ بڑے پرہیزگار اور نیک مرد تھے۔ اپنے مشائخ کے طریقہ کے پورے پابند تھے۔ محمد اسحاقؒ کے دو بیٹے تھے۔ محمد معاذؒ، اور محمد فاروقؒ دونو بھائی شائستگی اور خجستگی میں اپنے زمانے میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ محمد معاذ کی ایک لڑکی صالح بیگم تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے پوتے شیخ محمد عبداللہ معصوم سے منسوب تھی۔ محمد فاروقؒ لاولد گئے +

شمس الدین علیہ الرحمۃ آپ شیخ محمد ابراہیمؒ کے دوسرے بیٹے تھے اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے +

محمد زکریا۔ آپ محمد ابراہیمؒ کے تیسرے بیٹے تھے۔ نہایت ہی عبادت و ریاضت کرنے والے تھے دنیا سے لاولد گئے +

زینت النساء۔ آپ شیخ محمد ابراہیم علیہ الرحمۃ کی بیٹی ہیں۔ آپ حضرت شیخ سیف الدین خاتمی کے فرزند شیخ محمد اعظم کی منسوبہ تھیں +

شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ محمدؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ ورع و تقوے سے آراستہ تھے۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف تھے۔ آپ نے آنجناب کے فرزندوں سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور حضرت حجت اللہؒ کی خدمت سے بھی اس طریقہ کی بشارات حاصل کیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا تھا یعنی شیخ بہاؤ الدین عرف شیخ کلاں۔ جسے علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔ نہایت ذکی الطبع اور دانا تھا۔ چنانچہ عقلی اور نقلی علوم کا کوئی دقیق مسئلہ فروگذاشت نہ کرتا تھا شیخ بہاؤ الدین کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں +

محمد شجاعؒ آپ بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ ایک پکے متقی اور صالح مرد تھے۔ آپنے سلوک باطنی شیخ محمد زکی سعیدیؒ سے حاصل کیا۔ اور پورے طور پر حضرات احمدیہ کے طریقہ پر کاربند تھے +

محمد ابو بکرؒ۔ آپ شیخ بہاؤ الدین کے دوسرے فرزند اور صلاحیت اور پرہیزگاری میں موصوف تھے۔ آپ نے بھی سلوک باطنی شیخ زکی سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے +

محمد ظہیر آپ شیخ بہاؤ الدین کے تیسرے فرزند تھے۔ نہایت متقی اور صالح مرد تھے۔ آپ نے بھی باطنی سلوک شیخ محمد زکی سے حاصل کیا۔ اپنے ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔ اب اس وقت حضرت خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کی اولاد نرینہ میں سے صرف تینوں عزیز موجود ہیں +

شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ کی دو بیٹیاں تھیں۔ عین النساء و زین النساء جن میں سے عین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے خلیفہ محمد نعمان کے پوتے میر صالح کے بیٹے سے منسوب ہیں۔ اور زین النساء حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے دوہتے شیخ عبد اللطیف کے بیٹے سے منسوب ہیں +

شیخ محمد زاہد شیخ محمدؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ورع و تقوٰے سے موصوف تھے باطنی سلوک اپنے مشائخ سے حاصل کیا تھا۔ اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر کاربند تھے محمد زاہد کی ایک لڑکی تھی۔ جو شیخ ابراہیمؒ کے بیٹے شمس الدین سے منسوب تھی۔ شمس الدین کے بیٹے کے ہاں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوئیں۔ لڑکا تو کفار کے غلبہ میں شہید ہو گیا اور بیٹیوں میں سے ایک شاہدرہ کے قاضی زادہ سے جو کہ قدیم سے اس خاندان کے رشتہ دار چلے آتے ہیں۔ منسوب ہے۔ اس لڑکی سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک میر احمد، دوسرے میر الحمد، دوسری لڑکی حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے محمد روشنؒ سے منسوب تھی۔ شیخ محمد کی صرف ایک لڑکی دابعہ نام ہے۔ شیخ محمد عبید اللہ نے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی اسی قدر اولاد کے حالات مجھے بتائے۔ جو میں نے یہاں درج کر دیئے ہیں +

ذکر بیان احوال سعید عصر خلیل دہر خازن الرحمت حضرت

خواجہ محمد سعید رضے اللہ تعالے عنہ

آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے دوسرے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ ماہ شعبان ۱۰۰۵ھ ہجری کو پیدا ہوئے ؎

بخوانم کہ اکنوں مدح آں شاہ را — کہ چشمش ندیدہ جز اللہ را

سعید از ازل آمدہ نام او — سعادت بود اولیں کام او

تفحص نمودم دریں ہ ورق — بفرماں نہ بردہ کسے زو سبق

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے فرزند محمد سعید کو بچپن میں ایک مرض لاحق ہوا۔ جب اس سے پوچھا گیا۔ کہ کیا چاہتے ہو۔ تو کہا۔ میں حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں۔ جب یہ بات حضرت خواجہ نے سُنی۔ تو فرمایا محمد سعید بڑا رند ہے۔ اُس نے غائبانہ ہی ہم سے نسبت لے لی ہے۔ حضرت سعید عصر محمد سعید نے ظاہری اور باطنی علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجہ حاصل کئے۔ دس سال کی عمر میں دونو علموں کی تحصیل سے فارغ ہو چکے +

حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میرے فرزند محمد سعید بڑے پکے عالم ہیں حضرت خازن الرحمت کا علم ظاہری اس درجے کا تھا۔ کہ اگر آپ کو مجتہد وقت کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس زمانے کے بڑے بڑے علما مثلاً مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی۔ ملا سعد اللہ وزیر سلطان ہند وغیرہ اُن کے شاگرد کی طرح تھے۔ ایک روز ملا سعد اللہ نے بادشاہ کے روبرو ایک لاینحل مسئلہ آپ سے پوچھا۔ آپ نے فی الفور اس مسئلے کا ایسا جواب دیا کہ ملا سعد اللہ حیران رہ گیا۔ سرہند کے مفتی ابوالخیر نے جو اپنے زمانے کے علما کا سردار تھا اپنے خبث باطنی کی وجہ سے آپ کو زک دینی چاہی لیکن نہ دے سکا چھ مہینے کی غور و فکر کے بعد چند لاینحل مسائل سوچے جنکی نسبت وہ کہہ چکا تھا۔ کہ اگر ابو حنیفہ بھی قبر سے نکل آئیں۔ تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں جب آپ سے اس نے یہ مسائل برسر عام پوچھے۔ تو آپ نے فی الفور ان مسائل کا جواب دیا۔ لوگوں نے مفتی صاحب سے پوچھا۔ کیوں صاحب آپ تو فرماتے تھے کہ اگر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی قبر سے نکل آئیں۔ تو ان مسائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اب کہئے؟ کہا کہ محمد سعید نے کچھ اس طرح رفع شکوک کیا۔ کہ میں حواس باختہ ہو گیا +

حضرت قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ ابوالخیر آدھی رات کے وقت عین بارش میں دونو بھائیوں خازن الرحمۃ اور عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا۔ جو ان دونو بھائیوں نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کی دعوت کے بارے میں لکھا تھا۔ کہنے لگا کہ اس میں ایک یہ بات بیجا ہے۔ حضرت خازن الرحمۃ نے فرمایا۔ کہ یہ رقعہ ہم نے نہیں لکھا اس کے لکھنے والے اور ہیں۔ جنہوں نے ہمارے حکم سے لکھا ہے۔ لاؤ دیکھوں کونسی بات بیجا ہے جب اس نے حضرت خازن الرحمۃ کو رقعہ دیا۔ تو اگر بیجا بھی تھا۔ تو اپنے تصرف سے بجا کر دیا۔ اور فرمایا کہ بجا ہے۔ تم کس طرح بیجا کہتے ہو۔ جب اس نے دیکھا تو واقعی بجا تھا۔ شرمندہ ہو کر کہنے لگا۔ کہ مجھ سے غلطی ہوئی حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدھی رات کو عین بارش میں کیوں تکلیف اٹھائی کل لوگوں میں پرچہ عام ہمیں کر دینی تھی۔ کہا مجھے رات کیونکر کل پڑتی میرے مصنف والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ حضرت قیوم ثانی فرماتے تھے کہ ابوالخیر علمائے سورت سے تھے ✤

خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شروع احوال میں ایک رات لاہور میں ایک بڑی مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں اس وقت کے اکثر علماء و مشائخ تھے۔ اتفاق سے حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ سجدہ تحیت اور سجدہ عبادت کے گفتگو شروع ہوئی۔ اور اور علمی دقائق کا تذکرہ ہوا۔ یہ دونو بھائی ایک طرف تھے۔ اور باقی تمام حاضرین مجلس ایک طرف۔ ان دونو بھائیوں نے ہر علم سے اپنے مدعا کو ثابت کر دکھایا۔ تمام حاضرین مجلس آپ کی قوت علمی کو دیکھکر حیران رہ گئے۔ بعض نے جو واقف نہ تھے۔ پوچھا کہ یہ دو نو صاحب کون ہیں؟ جب انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ تو کہنے لگے واقعی اس صدف ولایت سے ایسے ہدایت کے موتی کیونکر پیدا نہ ہوں ✤

حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ علم ظاہری میں بڑی اعلیٰ پائے کی کتابیں لکھی ہیں۔ مثلاً تعلیقات مشکوٰۃ۔ جن میں ان حدیثوں کی تقویت اور ترجیح معتبر کتابوں کے احوال اور دلائل سے رجح فرمائی ہیں۔ جن پر حنفی مذہب کا دار و مدار ہے۔ علاوہ ازیں ایک رسالہ تشہد نماز میں رفع سبابہ کے منع کے بارے میں لکھا ہے۔ یہ بھی حنفی مذہب کے مطابق ہے۔ ایک جلد مکتوبات کی تحریر فرمائی ہے جس میں بڑے بلند

حقائق اور ذات صفات کی تحقیق و تدقیق لکھی ہے۔ جو عرضیاں آپ نے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اپنے باطنی احوال کے بارے میں لکھی ہیں ان میں سے ایک فقرہ یہ ہے "حضرت سلامت در شاہ باد و مشغول بود روح را از بدن جدا دیدن ظاہرش کہ ایں مقام حیرت است"۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حق میں لکھا ہے کہ محمد سعید نے جو اپنے احوال لکھے ہیں۔ بدرجہ غایت اصیل و شریف ہیں۔ یاروں میں سے کسی پر یہ احوال اس خصوصیت سے ظاہر نہیں ہوئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ ولایت سے بھی مشرف ہوگا۔ اس کی ولایت ابراہیمی تھی۔ ولایت خاصہ یعنی ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوگا چنانچہ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی توجہ سے ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے۔

نیز حضرت محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر ایک قطب کے دو امام ہوتے ہیں۔ سو تم دونو بھائی میرے امام ہو۔

نیز فرمایا کہ محمد سعید نے تواضع کر کے دایاں دوسرے کو دے دیا اور بائیں طرف رجوع کیا قطب دائیں طرف ہوتا ہے۔ یعنی دائیں طرف حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کو دی۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے دو شخصوں کو ولایت احمدی تک پہنچایا۔ نیز لکھا ہے کہ دو شخصوں کو دائرہ غضب سے نکالا۔ اور دو شخصوں سے مراد عروۃ الوثقیٰ اور خازن الرحمت ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خلعت خلت عنایت کی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ یہ سفر محض محمد سعید کی خاطر ہے۔ چنانچہ اسی سفر میں آنحضرت رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد سعید کو خلعت خلت کی بشارت دی۔ اور رحمت کی کنجی بھی عنایت فرمائی۔ جو شخص جنت میں داخل ہوگا۔ وہ اُن کی مُہر سے داخل ہوگا اسی واسطے آپ کو خازن الرحمت کا خطاب دیا گیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی ضمنیت میں نبوت ولایت کے تمام کمالات اور حقائق ثلاثہ وغیرہ کی سیر کرائی۔ اور ان کمالات میں مستقل کر دیا۔ چنانچہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ اپنے فخر میں کہتے ہیں۔ "الیوم نسبتی کتیبۃ المجددیۃ" جب آپ اپنے بھائی سمیت حج کیلئے تشریف

لیگئے۔ تو حج کی رسومات ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے پہلے مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک سے آواز آئی "العجل العجل انا الیک مشتاق" جلدی کرو جلدی کرو میں تمہارا مشتاق ہوں۔ آپ جلدی جلدی نماز ادا کر کے جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آٹھ مرتبہ ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ مکہ شریف میں آپ اس قدر ضعیف ہو گئے۔ کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے کعبہ معظمہ میں آپ کی شفا کیلئے دعا کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے تو کیا دیکھتا ہوں کہ میری موافقت کرتے ہوئے۔ تمام مخلوق دست بدعا ہوئی۔ تمام ممکنات دعا کرنے لگے۔ حتے کہ عرش کرسی۔ لوح وقلم یہانتک کہ الٰہی اسما وصفات بشکستہ زاری اور عاجزی کرنے لگے۔ قبولیت دعا کا اثر ظاہر ہوا۔ اور انہیں کامل شفا نصیب ہوئی۔ آپ کے فرزند رشید شیخ عبدالاحد نے "لطائف مدینہ" میں ان کی شفات کا مفصل ذکر کیا ہے جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں حضرت خازن الرحمۃ پر کشوف ہوئے +

میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ حضرت خازن الرحمت کا ایک ہندو مخلص مر گیا۔ آپ اس پر نہایت مہربان تھے۔ جب اس کے احوال کی طرف توجہ کی۔ تو دیکھا کہ عذاب دوزخ میں مبتلا ہے۔ بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ اسے بخش دے۔ الہام ہوا کہ وہ بے دین تھا۔ اسے کیونکر بخشا جائے۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں پھر منت وسماجت کی۔ تو حکم الٰہی ہوا۔ کہ اس کو کافروں کے گروہ سے نکال کر رافضیوں کے جرگہ میں داخل کر دو۔ میرے (مصنف) والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ وہ ہندو پوشیدہ طور پر ضرور مسلمان ہو گا +

کرامت ۔ مؤلف کتاب کے والد بزرگوار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ بادشاہی لشکر میں ایک فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں جا گھستا۔ آتے جاتے اسے کوئی آدمی نہ دیکھتا گھر کے مالک کو جرأت نہ ہوتی۔ کہ اسے کچھ کہے۔ لشکر میں حضرت خازن الرحمت کا ایک مخلص بھی تھا۔ اس کے گھر میں بھی وہ فقیر گھس گیا۔ وہ مخلص اسے گھس گیا وہ فقیر اس مخلص کو گرا کر اس کی چھاتی پر ہو بیٹھا۔ اس نے جب یہ ہو کر حضرت خازن الرحمت رض

کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ نے ظاہر ہو کر فقیر کو جھڑک کر گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے مخلص کو اس کے نیچے سے ہٹا دی +

کرامت حضرت خلیفۃ اللہ قیوم چہارم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رح کے ایک دولتمند نوجوان مخلص نے ایک روز آپ سے عرض کیا کہ اب میں باغ کی سیر کو جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہیں تمہیں باغ کی سیر کرا دیتے ہیں۔ اس کا چہرہ اپنی آستین سے چھپایا۔ اور فرمایا دیکھ۔ اس آستین میں اس نے باغ دیکھا۔ جو بہشتی باغ کی طرح تھا۔ ایسا باغ اس نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ دیر تک اس باغ کی سیر کرتا رہا۔ بلکہ دوپہر سے لیکر شام تک وہاں رہا۔ بعد ازاں اس کے چہرے پر سے آستین اٹھائی تو ابھی صرف ایک گھڑی گذری تھی +

کرامت حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز حضرت خازن الرحمت کی مجلس میں اصحاب کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثنا میں ابوسفیان کا بھی تذکرہ ہوا۔ تو آنجناب رح کے فرزند شاہ لطیف اللہ کے دل میں ابوسفیان کے مرتبہ کو سنکر کراہت پیدا ہوئی۔ بلکہ کچھ کہنا بھی چاہا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت خازن الرحمت نے فرمایا۔ بابا ابوسفیان کے حق میں کچھ نہ کہنا۔ پہلے کچھ معاملہ ٹھیک تھا لیکن بعد میں درست ہو گیا +

حضرت خلیفۃ اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خازن الرحمت رح صبح سے شام تک شاگردوں کو سبق پڑھایا کرتے تھے۔ ہر روز ایک ناخنہ آپ کے درس کے مقابل درخت کی شاخ پر بیٹھی رہتی۔ ایک روز حضرت خازن الرحمت رح نے فرمایا کیا کروں یہ جانور ہے۔ اگر انسان ہوتا۔ تو اس کی استعداد اس قسم کی تھی۔ کہ اپنے وقت کے بڑے اولیا سے ہوتی +

ذکر و بیان وفات حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس خاندان کے فدائی سلطان عالمگیر نے بڑی منت و سماجت سے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد میں بلایا۔ آنجناب بھی اس کے اخلاص کو مدنظر رکھکر تشریف لے گئے۔ ابھی شاہجہان آباد ہی میں تھے۔ کہ بیماری

شروع ہوئی۔ اور دن بدن ترقی پر تھی۔ بہتیرا علاج معالجہ کیا لیکن کچھ افاقہ نہ ہوا جب مرض کی شدت زیادہ ہوگئی۔ تو متعلقین اور حقین بہت گھبرائے طرح طرح کے علاج کئے۔ دعائیں کیں۔ آنجناب نے فرمایا کہ دو تین گھڑی کے شور و فغاں کیلئے مجھے اس قدر کیوں تکلیف دیتے ہو۔ جب معلوم کیا۔ کہ ایام وصال نزدیک ہیں تو بادشاہ سے رخصت لیکر سرہند کی طرف روانہ ہوئے۔ جب شاہجہان آباد سے چھتیس میل کے فاصلہ پر سنبھالکھ میں پہنچے۔ تو داعی اجل کو لبیک کہکر اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کی تاریخ وفات ۲۷۔ جمادی الثانی ۱۰۷۱ھ ہجری ہے تجہیز و تکفین کرکے پالکی میں ڈال کر سرہند لائے +

شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ اثنائے راہ میں ایک رات میں نعش مبارک کی پاسبانی کر رہا تھا۔ اور ہر گھڑی بسبب بیقراری آنجناب کے روئے مبارک کو دیکھتا تھا۔ ایک دفعہ جو چہرہ مبارک پر سے چادر کا کونا اٹھایا۔ تو کیا دیکھتا ہوں آپ نہیں خالی چادر ہی چادر ہے۔ پالکی میں ادھر اُدھر ہاتھ مارا۔ لیکن وہاں سوائے کفن کے اور کچھ نہ تھا۔ میں نے آنجناب کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ تو مجھے یقین ہے کہ آنجناب کا بدن مبارک بھی بہشت میں گیا ہوگا۔ لیکن اس بارے میں ہم بہت شرمندہ ہونگے۔ ایک گھڑی بعد جب پھر چادر کا کونا اٹھایا۔ تو دیکھا کہ آپ بدستور پالکی کے اندر موجود ہیں +

جب حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالے عنہ نے آپ کی رحلت کی خبر سنی تو سخت غمگین ہوئے۔ اور حکم دیا کہ خازن الرحمت کو بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ قبہ مبارک میں اور قبر کی گنجائش نہیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے تاکیداً فرمایا کہ نہیں ضرور قبہ میں دفن کرنا چاہیئے لوگوں نے حسب الارشاد کدال زمین پر مارا۔ تو قبہ کی دیوار چاروں طرف پھٹ گئی۔ اور فرش غائب ہوگیا۔ جب حضرت خازن الرحمت کو لحد میں رکھا گیا تو آپ نے آنکھیں کھولکر حضرت عروۃ الوثقے رضے کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ دیر تک دونو بھائی ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ آخر حضرت عروۃ الوثقے رضے اللہ عنہ نے اشارہ کیا۔ کہ آنکھیں بند کرلو۔ بھائی نے آنکھیں بند کرلیں اور دفن کئے گئے۔

آج کل اس قبہ کی چھت بارش کے پانی کے سبب ننگی ہوگئی۔ جب دوبارہ درست کرنے لگے۔ تو دیکھا کہ آنجناب کا کفن تک میلا نہیں ہوا اور بدن مبارک بدستور قائم ہے اور قبر سے اس قسم کی خوشبو نکلی جس سے سارا شہر معطر ہو گیا۔ حضرت خازن الرحمت کے کمالات اور کرامات حیطہ تحریر سے زیادہ ہیں۔ میں نے تبرکاً صرف چند ایک کا ذکر مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر کیا ہے۔ آنجناب کا سن شریف پینسٹھ سال تھا آپ کی بلا واسطہ اولاد تعداد میں تیرہ ہے جن میں سے آٹھ لڑکے اور پانچ لڑکیاں ہیں۔ فرزندوں کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

شاہ عبداللہ، شاہ لطف اللہ، مولوی فرخ شاہ، شیخ سعد الدین، شیخ عبدالاحد، شیخ خلیل اللہ، شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

لڑکیوں کے نام یہ ہیں۔ صالحہ، فاطمہ، شاکرہ، شرف النسا فخر النسا زینب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

شاہ عبداللہ شاہ سعیدیؒ:۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ایام زندگی ہی میں پیدا ہوئے۔ جب آنحضرت رضے اللہ عنہ اجمیر میں تھے۔ تو آپ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے چچا بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت عروۃ الوثقا رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی بڑی بیٹی آپ سے منسوب تھیں۔ شاہ عبداللہ نے چوری چوری ایک اور عورت سے نکاح کر لیا جب آپ کی منسوبہ نے سنا۔ تو سخت غمگین ہوئی۔ اور تمام عورتوں نے ملکر حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی خدمت میں شکایت کی۔ آنجناب کی زبان مبارک سے بے اختیار نکل گیا۔ کہ مر جائیگی۔ عورتوں نے عرض کیا۔ کہ مرنے سے محفوظ رہے صرف اسے تکلیف پہنچے۔ تین روز بعد فوت ہوگئی۔ مرتے وقت کہا کہ مجھے میرے چچا نے ایسا زخم لگایا ہے۔ جس سے جانبر ہونا دشوار ہے۔ شاہ عبداللہ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں +

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شاہ عبداللہ علیہ الرحمۃ کے فرزند ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت عروۃ الوثقا رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا۔ آپ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے۔ شاہ عبداللہ کی دو بیٹیاں ایک ذاکرہ اور دوسری

جانی رحمۃ تھیں۔ جن میں سے جانی رحمۃ خواجہ محمد صادق رحمۃ کے پوتے خواجہ ابراہیم علیہ الرحمۃ کی منسوبہ تھیں۔ اور ذاکرہ کی کوئی اولاد نہ تھی شیخ عبدالحق کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی +

شیخ احمدی رحمۃ۔ آپ شیخ عبدالحق کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ اپنے مشائخ سے باطنی استفادہ کیا۔ شیخ عبدالحق کی بیٹی صلاح النسا کی شادی حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے پوتے شیخ اہل اللہ سے ہوئی۔ شیخ احمدیؒ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی +

سراج الدینؒ۔ آپ شیخ احمدیؒ کے فرزند۔ شیخ محمد زکی کے مرید ہیں نہایت صالح مرد تھے۔ شیخ احمدی کی بیٹی سراج النسا شیخ محمد پارسا کے پوتے شیخ حمید کی منسوبہ تھیں۔ سراج الدینؒ کا صرف ایک بیٹا تھا +

شاہ لطف اللہ رحمۃ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانے کے صالح اور عارف تھے۔ باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کی دوسری بیٹی آپ کی منسوبہ تھیں۔ جب حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ اور حضرت عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کیلئے گئے۔ شاہ لطف اللہ کا انتقال ہوگیا۔ آپ دنیا سے لاولد گئے +

مولوی معنوی فرخ شاہ سعیدی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ حضرت حجت اللہ رحمۃ قیوم ثالث رحمۃ۔ حضرت مروج الشریعت رحمۃ اور مولوی فرخشاہ رحمۃ ہم سبق تھے۔ مولوی صاحب اپنے وقت کے بڑے جید عالم تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اکثر اولاد مولوی صاحب کی شاگرد رہے۔ مولوی صاحب نے علوم ظاہری کی اکثر کتابوں پر شرحیں اور حاشیئے لکھے۔ مخالفوں نے جو اعتراف حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے کلام مبارک پر کئے ہیں۔ اُن کے جواب میں کشف الغطا نام ایک کتاب لکھی ہے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار اور چچا سے حاصل کیا اور خلافت سے مشرف ہوئے +

میرے (مصنف رحمۃ) والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ ایک روز جب میں مولوی صاحب

کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ اس وقت سوئے ہوئے تھے۔ لیکن زبان بدستور ذکر الٰہی میں متحرک تھی۔ میں حیران رہ گیا۔ کہ یہ کس قسم کی نیند ہے۔ میں نے آپ کے جگانے کی تدبیریں کیں۔ کھانسا چھینکا۔ لیکن معلوم ہوا کہ واقعی آپ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجے کے متقی اور اپنے آباو اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا آپ کا شعار تھا۔ ۴ شوال ۱۱۱۸ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رض کے روضہ منورہ میں قبہ مبارک سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد شریف پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار لڑکے اور تین لڑکیاں +

علی رضا۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے بڑے بیٹے اور حضرت عروۃ الوثقےٰ رح کے مرید ہیں۔ ایک روز آنجناب اپنے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے۔ علی رضا بھی وہیں تھے۔ جب انہیں توجہ دی۔ تو مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کو فرمایا۔ کہ اس لڑکے میں شورش عظیم اور ابتلائے فجیع ظاہر ہوتی ہے۔ واقعی آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے وصال کے بعد علی رضا بڑی مصیبت میں گرفتار ہوا۔ چنانچہ ایک فقیر سے اس نے دعوت یسیقی سیکھی۔ جس سے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے۔ اور جو اشغال اس طریقہ کے خلاف تھے۔ کرنے شروع کئے۔ سماع و نغمہ کی مجلس منعقد کرتا۔ اور نماز تراویح میں ہر ترویح کے بعد مجلس بدعت و سماع و نغمہ قائم کرتا۔ رقص کرتا۔ اور بے ریش خوبصورت بچوں۔ عورتوں۔ اور گائینوں کے راگ و ناچ سنتا اور دیکھتا۔ اس کے باقی افعال و اقوال بھی شریعت اور طریقت کے خلاف تھے۔ بلکہ وہ دین اسلام کے برخلاف ہو گیا۔ مشائخ سرہند اس کے یہ اطوار دیکھ کر سخت بیزار ہوئے۔ اور اسے عذاب دینا چاہا۔ لیکن وہ یہ بات معلوم کر کے بھاگ گیا۔ بلکہ ہندوستان سے نکلکر جزیروں میں پھرنے لگا۔ اور وہاں کے عجیب و غریب علوم سیکھے۔ اور سخت سخت ریاضت و مشقت اٹھائی۔ علم تکسر۔ تسخیر۔ کیمیا۔ سیمیا ریما وغیرہ حاصل کر کے اکثر جنوں کو اپنے قابو میں کر لیا +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جو سختیاں اور مصیبتیں

اُس نے ان علوم کے حاصل کرنے میں اٹھائیں۔ وہ سب مجھ سے بیان کیں۔ اُن میں سے ایک یہ بتائی۔ کہ میں چالیس روز ٹکٹکی لگائے سورج کی طرف دیکھتا رہا۔ اور آنکھ تک نہ جھپکی۔ لیکن تمام حضرات احمدیہ علی رضا کے ایسے دشمن ہو گئے۔ کہ اس کی تکفیر کا فتوے دیا۔ اور جو ان کے سامنے اس کا نام بھی لیتا۔ اس سے بھی بیزار ہو جاتے۔ مولوی صاحب نے اسے عاق کر دیا۔ وہ بھی بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ چنانچہ ایک دفعہ اپنے باپ کو خط لکھا۔ جس میں یہ آیت درج کی۔ یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا اے باپ! شیطان کی پرستش نہ کر۔ کیونکہ شیطان رحمان کا نافرمانبردار تھا۔ آخر اکثر فقرا نے اُسے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے طریقہ کی مخالفت دین ایمان میں خلل کا باعث ہے۔ جو جن اس کی تابع تھی انہوں نے بھی کہا کہ ہم قیوم وقت کے حکم میں ہیں۔ ہم اس کے حکم کے بغیر کسی کے فرمانبردار نہیں ہوتے۔ اُس نے پوچھا کہ قیوم وقت کون ہے؟ انہوں نے کہا حجت اللہ قیوم ثالث ہیں۔ اور کئی ایک مقامات سے بھی اُسے معلوم ہوا۔ کہ دین و دنیا کے کام حضرت سرہند کی اطاعت بغیر سرانجام نہیں ہونگے +

علی رضا کے بھائی شیخ ضیاء اللہ کا بیان ہے۔ کہ میرے بھائی نے مجھ سے کہا۔ کہ جہاں کہیں جاتا ہوں وہیں حضرت حجت اللہ رضے اللہ عنہ کا نور دیکھتا ہوں حتےٰ کہ سارے جہان میں کوئی جگہ حجت اللہ کے نور سے خالی نظر نہیں آتی۔ اس واسطے مجبور ہو کر حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں عرضی لکھی کہ میری تقصیرات کو معاف فرمایا جائے۔ آنجناب نے از راہ کرم اسکی تقصیریں معاف فرمائیں۔ لیکن دوسرے مشائخ نے اس سے ہرگز صلح نہ کی۔ بلکہ بدستور قدیمی عداوت پر رہے اس نے سرہند آکر بہتیرے عذر کئے۔ لیکن کسی نے بھی قبول نہ کئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی تمام اولاد نے متفق ہو کر اس سے قطع تعلق کر لیا حتےٰ کہ برادری سے خارج کر دیا۔ کوئی رشتہ ناطہ وغیرہ اس سے نہ رکھا۔ وہ سرہند سے نکلکر گجرات میں آبسا۔ اور وہیں مر گیا۔ اب اس کی اولاد گجرات میں ہے لیکن اب بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد اُسے کافر ہی سمجھتی ہے +

حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب سرہند میں علی رضا

کو تمام لوگوں نے طعن کی۔ اور تمام حضرات احمدیہ نے اس سے قطع تعلق کر لیا تو میرے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنے سابقہ افعال سے توبہ کرتا ہوں۔ آپ کے جد قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے میری توبہ قبول فرمائی ہے۔ آپ گواہ رہیں۔ کہ میں سابقہ افعال سے تائب ہوں۔ اور جو کچھ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا ہے اسے میں قبول کرتا ہوں۔ بعد ازاں جب تک جیتا رہا۔ نیازمندانہ عرضیاں دعا و توجہ کی التماس کیلئے آنحضرت کی خدمت میں بھیجتا رہا۔ اور طریقہ مجددیہ احمدیہ پر کاربند رہا۔ اس کی وفات کے بعد اس کے فرزند بھی باپ کی طرح آنحضرت کی خدمت میں نیازمندانہ عرضیاں بھیجتے رہے۔ خاصکر محمد شاہ نے تو کئی مرتبہ چاہا۔ کہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر از سر نو بیعت کرے۔ لیکن بہ سبب بعض رکاوٹوں کے حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ غائبانہ مرید رہا +

رضا علی کے بیٹے پانچ ہیں۔ محمد شاہ۔ وجہ اللہ۔ محمدی۔ بدر عالم وغیرہ اور تین لڑکیاں فرسہ وغیرہ ہیں +

مولوی محمد ارشد علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے دوسرے خلف ارشد ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے قدم بقدم تھے۔ علم ظاہری کو بدرجہ کمال حاصل کیا چنانچہ تمام کتب متداولہ درس یاد تھیں۔ کتاب دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ علوم غریبہ سے بہرہ مند تھے۔ مثلاً علم طبعی۔ علم ریاضی۔ علم حکمت ہیئت۔ ہندسہ۔ حساب۔ طبابت۔ رمل۔ نجوم وغیرہ اکثر احمدیہ قبائل نے آپ سے ظاہری علم سیکھا۔ اس وقت ہندوستان میں کوئی عالم ظاہری علوم میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس زمانہ کے اکثر علما آپ کو اپنے آپ سے افضل و برتر سمجھتے۔ اور آپ کا لوہا مانتے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل کر کے خلافت لی۔ اور اپنے آبا و اجداد کے طریقے پر پورے پورے کاربند تھے۔ آپکے چار لڑکے اور ایک لڑکی تھی +

محمد اشد علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی محمد ارشدؒ کے بڑے بیٹے موزون قابل اور خوش طبع جوان تھے۔ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا آپ کا شیفتہ بنجاتا۔ محمد مرشد رحمۃ اللہ علیہ آپ مولوی محمد ارشدؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔

آپ نے ظاہری علوم اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں انتہائی درجے تک حاصل کئے۔ باطنی سلوک بھی اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور احمدیہ طریقہ پر پورے پورے کاربند رہے۔ آپ صالح اور متقی تھے۔ محمد ارشاد آپ مولوی محمد ارشد کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ایک وجیہ نوجوان صالح اور قابل آدمی تھے۔ لیکن افسوس کہ جوانی ہی میں آپکا انتقال ہوگیا۔ محمد رشید آپ مولوی محمد ارشد کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ نے علم ظاہری اپنے والد بزرگوار سے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ آپ اعلےٰ درجہ کے قابل اور زکی الطبع تھے۔ چاروں بیٹے اپنے والد ہی کے مرید ہیں۔ مولوی محمد ارشد کی بیٹی تیرہ سال کی عمر میں فوت ہوگئی ✤

شیخ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ مولوی فرخ شاہ علیہ الرحمۃ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار کے مرید اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ سلوک باطنی اپنے بھائی مولوی محمد ارشد سے حاصل کیا۔ دن رات خانقاہ میں رہے۔ خانقاہ کا تمام انتظام آپ کے متعلق تھا۔ طریقہ احمدیہ کے سخت پابند تھے۔ ورع تقویٰ صلاحیت۔ شریعت اور طریقت پر ثابت قدمی آپکا شعار تھا۔ آپکے دس بیٹے تھے لیکن اس وقت صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے ✤

عطاء الٰہی۔ آپ شیخ محمد ضیاء اللہ کے بیٹے ابھی چھوٹے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی عمر دراز کرے۔ شیخ ضیاء اللہ کی لڑکی بھی ابھی چھوٹی ہے ✤

محمد سعید۔ آپ مولوی فرخ شاہ کے چوتھے بیٹے جوانی میں لاولد فوت ہوگئے۔ مولوی فرخ شاہ کی تین بیٹیاں ہیں۔ مکرمت النسا جو حضرت شیخ یحییٰ کے پوتے شیخ محمد رضا کی منسوبہ ہیں۔ دوسری فاضلہ جو مولوی صاحب کے بھتیجے شیخ عبدالحق کی منکوحہ ہیں۔ تیسری مسیقہ جن کی شادی شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ ضیاء الدین سے ہوئی ✤

شیخ سعد الدین سعیدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمت کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کی خدمت سے اور بعد ازاں حضرت مروج الشریعت رضے اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ اور حضرت قیوم الثلث حجۃ اللہ رضے اللہ عنہ کی خدمت سے بھی استفادہ کیا۔ آپ طریقہ علیہ احمدیہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ صلاحیت اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ حضرت

قیوم رابعؒ کے نانا تھے۔ آپ کے ہاں ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں +

شیخ محمد قطبؒ۔ آپ شیخ سعد الدین علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں۔ پہلے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمت سے سلوک باطنی حاصل کیا۔ آپ اعلےٰ درجے کے صالح اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی +

محمد غوثؒ۔ آپ شیخ محمد قطبؒ کے فرزند حضرت قیوم ثالث کے مرید۔ صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کے دو لڑکے تھے۔ محمد عظیمؒ اور جمال اللہؒ جو دونوں ہی مجذوب الحال تھے۔ محمد غوث کی لڑکیاں تین ہیں۔ ایک عزیز الحق سے منسوب ہے دوسری محمد مرشد سے اور تیسری سید محمود سے۔ شیخ قطبؒ کی لڑکی حضرت قیوم ثانیؒ کے پوتے شیخ محمد سے منسوب ہے۔ شیخ سعد الدین کی لڑکیاں دو ہیں۔ ایک شمس النساء جو اپنے زمانے میں سب سے صالح اور عابدہ ہیں۔ اگر رابعہؒ اور رضیۃ الوقت ہوتیں۔ تو آپ کی غلامی کرتیں۔ واقعی آپ شمس النساء عالم تھیں۔ ایک اور شرف جو آپ کو حاصل ہوا۔ وہ یہ تھا۔ کہ حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالےٰ عنہ آپ کے بطن سے ہوئے۔ آپ حضرت قیوم رابع کے والد بزرگوار حضرت ابو العلیؒ سے منسوب تھیں۔ دوسری سید النساء جو حضرت شیخ سیف الدین کے فرزند شیخ محمد حسین کی منسوبہ تھیں +

شیخ عبد الاحد مشتہر بہ شاہ گل سعدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آپ پہلے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا اور خلافت پائی۔ ایک دفعہ شیخ عبد الاحد علیہ الرحمۃ نے اپنے قصور کی دید کے بارے میں ایک عرضی حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں بھیجی۔ کہ میں اپنے آپ کو خاصوں میں سے نہیں جانتا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جواب میں لکھا۔ کہ میں تو آپ کو خاصوں میں سے جانتا ہوں۔ اور آپ کے قرب کو پہلے سے زیادہ خیال کرتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات کے بعد حضرت قیوم ثالث حجت اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت سے باطنی استفادہ کیا۔ حضرت قیوم ثالثؒ

آپ کے حال پر ایسے مہربان تھے۔ کہ کسی اور پر نہ تھے۔ شیخ بھی مریدی، تواضع اور کسر نفسی سے اس طرح کام لیا کرتے۔ کہ باوجود چچازاد بھائی ہونے کے حضرت حجت اللہ رض کی خدمت بجالاتے۔ چنانچہ آپ کی رکاب کو پکڑ کر پاپیادہ چلتے۔ اور بعض وقت آنحضرتؒ کا عصا اور نعلین مبارک اُٹھاتے۔ حضرت قیوم ثانی اور حضرت قیوم ثالث نے اس طریقہ کی تمام بشارات مثلاً ولایت ثلاثہ۔ کمالات نبوت۔ اور حقائق ثلاثہ وغیرہ شیخ صاحب کو عنایت فرمائی۔ اور سرہند کی قطبیت کا منصب بھی شیخ صاحب کو عنایت فرمایا۔ آپ کی بعض اولاد اس بات سے انکار کرتی ہے۔ کہ شیخ صاحب نے قیوم ثالث سے استفادہ کیا۔ ایک شخص نے کہا کہ شیخ صاحب کا آداب بجالانا اور تواضع کرنا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آپ حضرت قیوم ثالث کے مرید تھے +

میرے (مصنفؒ) والد بزرگوار اور دادا جان کو شیخ عبدالاحد سے بہت اخلاص اور خصوصیت حاصل تھی۔ اور یہ دونو صاحب شیخ صاحبؒ کے محرم اسرار تھے بارہا فرمایا کرتے تھے کہ شیخ عبدالاحد نے بہت کچھ باطنی استفادہ حضرت حجت اللہ رض سے کیا ہے۔ جیسا کہ شیخ صاحب کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے ؎

در گل از رنگِ تو یک گونہ اثر یافتہ ایم — بلبل از بوئے تو جوشند خبر یافتہ ایم
سر پا سوختہ یک داغ دل افروختہ ایم — آبرو ریختہ چوں شمع گہر یافتہ ایم
نالہ ہا میکند از شوقِ تو فریاد ہنوز — یار شیریں دہنا طرفہ اثر یافتہ ایم
دل بہر نفس نہ بندیم برنگِ وحدت — نقشبندے ہست کز و فیض نظر یافتہ ایم

میرے مصنفؒ کے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ عبدالاحدؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت محمد نقشبند قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے برابر جانتا ہوں۔ شیخ صاحب حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کے فرزندوں میں سے ہیں۔ آپ کی کشف و کرامات بے شمار ہیں +

ایک روز ایک منکر آپ کی سواری کے ساتھ تھا۔ اتنے میں ہندوؤں کا ایک گروہ سوانگ بھرے جارہا تھا۔ اس منکر نے آپ سے پوچھا۔ کہ اس کا کیا نام ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بابا! جب اس نے اس مجمع کا رُخ کیا۔ کہ اُن سے جاکر نام پوچھے

تو شیخ صاحب نے اُسے اپس بلا کر فرمایا۔ کہ اس کا نام بابا نہیں رامانہیں رامانہ ہے۔ جب وہ اس مجمع میں گیا۔ اور نام پوچھا۔ تو پہلے انہوں نے کہا اس کا نام بابا ہے جب تھوڑی دور نکل آیا۔ تو پھر بلا کر کہا کہ نہیں اسے رامانہ کہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ منکر آپ کا معتقد بن گیا شیخ صاحب نے ظاہری علم بھی انتہائی درجہ تک حاصل کیا۔ اور شعر بھی عمدہ کہتے تھے۔ آپ کا تخلص وحدت تھا۔ آپ کا ایک دیوان اور مثنوی چار چمن مشہور و معروف ہیں۔ ان کے علاوہ آپ کی اور بھی بہت سی تصانیف ہیں۔ مثلاً شواہد التجدید، لطائف مدینہ، اور جنود اللہ وغیرہ۔ آپ اپنے زمانے کے سب سے بڑے صالح۔ عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ علیہ احمدیہ کے بڑے سخت کاربند تھے آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار کئے جاتے تھے۔ جس سال کافر سرہند پر حملہ آور ہوئے ہیں۔ آپ نے اُن کی آمد کی اطلاع دو تین مہینے پیشتر دے دی تھی۔ آپ لوگوں کو اطلاع دینے کے بعد شاہجہان آباد چلے آئے۔ اور وہیں رہنے سہنے لگے۔ آخر جمعہ کے روز ۲۷۔ ذی الحجہ ۱۱۲۶ھ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ جب حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شیخ صاحب کی وفات کی اطلاع ہوئی۔ تو فرمایا "گل بجنت رسید" پھول بہشت میں پہنچ گیا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ ادا کی۔ اور آپ کی نعش کو سرہند بھیجدیا۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ کی خانقاہ میں حوض کے اوپر صفہ متبرک کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقد پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں +

شیخ ابو حنیف رح۔ آپ شیخ عبدالاحد کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ پہلے حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ اپنے وقت کے صالح اور متقی تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بلی کے دربے میں ایک طوطا ڈال دیا۔ طوطا بلی کے سر پر ٹھونگے مارتا تھا اور بلی اُسے کچھ نہ کہتی تھی۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی +

شیخ محمد زکی رح۔ آپ شیخ ابو حنیف رح کے بڑے بیٹے عالم، عامل، صالح۔ متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت حجت اللہ رح کے مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک

اپنے دادا جان اور والد بزرگوار کی خدمت میں رہکر حاصل کیا۔ آج کل ان نیکبختوں کے خاندان میں شیخ محمد زکی سے جیسا اور کوئی نہیں۔ اعتبار سے بے پرواہ شریعت کے پورے پورے پابند اور طریقت احمدیہ کے پکے کاربند تھے۔ آپ سرہند شریف کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ قوم سعیدیہ کے بعض لوگ آپکے مرید ہیں۔ اور شہر کے کچھ اور لوگ بھی آپکے مرید ہیں۔ آپ صبح شام حلقہ کرتے ہیں۔ اور دن رات ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ غرضیکہ آپ بہت عزیز الوجود ہیں آپکا صرف ایک ہی لڑکا ہے یعنی محمد بے مثل مشہور بہ بھیکے۔ بھیکے ہندی زبان میں دریوزہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ پہلے شیخ محمد زکی کے ہاں اولاد نہ ہوتی تھی اس واسطے جب یہ فرزند ہوا۔ تو اسے بھیکے کہنے لگے۔ یعنی خدا سے مانگا ہوا۔ آپ صالح اور قابل جوان تھے۔ آپ کی طبیعت رسا ہونے کے باعث دادا کی طرح فارسی شعر کے مناسب تھی۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شاہ محمد پارسا کی دختر سے منسوب تھے۔ آپکے ہاں ایک چھوٹا لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام احمد۔ اور لڑکیوں کے نام احمدیہ، سعیدیہ ہیں +

محمد میر۔ آپ شیخ ابو حنیف کے دوسرے فرزند ہیں دنیا سے لاولد گئے شیخ ابو حنیف کی دختر ستارہ خانم ہے۔ جو حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شیخ نوالا کی منسوبہ ہیں +

شیخ محمد تقی۔ آپ شیخ عبدالاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت حجت اللہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثالث نے شیخ محمد تقی کو قطبیت ہند کی خوشخبری دی آپ طریقہ احمدیہ نیز شریعت وطریقت کے بڑے پابند ہیں۔ شعر بھی اچھا کہتے ہیں۔ ایک دفعہ شیخ عبدالاحد بادشاہ کے پاس گئے۔ جو سنہری لباس جس میں جواہر اور یاقوت ٹکے ہوئے تھے پہنے بیٹھا تھا جب اس نے شیخ صاحب کو دیکھا تو سمجھا گیا۔ اور کہنے لگا کہ میں اس بلا کو پہنے ہوئے ہوں۔ معلوم نہیں قیامت میں میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائے شیخ محمد تقی نے فی البدیہہ کہدیا ؎

ملوث کے کند اسباب دنیا اہل عرفانرا
کجا آلودہ سازد آب دامان قرآں را

بادشاہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ خلف رشید ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالے کی دختر نیک اختر سے منسوب ہیں۔ شیخ محمد تقی کے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ محمد ظہرؒ۔ آپ شیخ محمد تقیؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ اعلے درجے کے قابل ہیں۔ آپ کی قابلیت دیکھ کر بادشاہ نے آپ کو اپنا امیر بنایا۔ محمد اظہر کے بیٹے بھی ہیں۔ جو باپ کی طرح بادشاہ کے ہاں صاحب منصب ہیں۔ محمد اظہر کی بیٹیاں عائشہ، فاطمہ وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک شاہ محمد پارسا کے بیٹے فیض سے منسوب ہے۔ محمد ظہور اللہؒ۔ آپ شیخ محمد تقیؒ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ مجذوب الاحوال اور بے اولاد ہیں۔ شیخ محمد تقی کی چار بیٹیوں میں سے خدیجہ بیگمؒ حضرت شیخ محمد یحییٰ کے پوتے شاہ احمدؒ کی منسوبہ ہیں۔ اور لاڈلی بیگم حضرت مروج الشریعتؒ کے پوتے شیخ الاسلام کی منکوحہ ہیں۔ اور تیسری پیاری بیگمؒ کی شادی شاہ محمد پارسا سے ہوئی۔ اور چوتھی اویا بیگم کا ازدواج شیخ محمد یعقوبؒ کے پوتے میر الہیؒ سے ہوا۔

شیخ محمد جوادؒ۔ آپ شیخ عبد الاحد کے تیسرے فرزند ہیں۔ بہت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ تعالے عنہ کے مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی۔

محمد انوارؒ۔ آپ شیخ محمد جواد کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ نہایت قابل مرد تھے۔ آپ کے تین بیٹے تھے۔ یعنی نور الابصارؒ۔ نور الاخبارؒ۔ اور غلام احمدؒ۔

شیخ نور الحقؒ۔ آپ شیخ عبد الاحدؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور قابل مرد تھے۔ آپ کی قابلیت اور ظاہری علم اس درجے کا تھا۔ کہ بادشاہ نے آپ کو لشکر کا اعلے قاضی بنا دیا۔ شیخ نور الحق کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔

ضیاء الحقؒ۔ آپ شیخ نور الحقؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے۔ آپ کا صرف ایک بیٹا جمال الحق ہے۔ جو نہایت صالح مرد ہے۔

عزیز الحقؒ۔ آپ شیخ نور الحقؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح متقی۔ اور پرہیزگار ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا معز الحق نام ہے۔

سعید الحقؒ آپ شیخ نور الحقؒ کے تیسرے اور لاولد فرزند ہیں۔

ثناء الحقؒ آپ شیخ نور الحقؒ کے چوتھے اور لاولد فرزند ہیں۔

جمیل الحق۔ آپ شیخ نور الحق کے پانچویں فرزند ہیں۔ عطاء الحق۔ آپ شیخ نور الحق کے چھٹے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور مسکین ہیں +

شیخ نور الحق کی ایک لڑکی شیخ نور الاحد کے بیٹے شیخ برہان سے منسوب ہوئی ہے۔ شیخ عبد الاحد کی ایک بیٹی صدیقہ شیخ محمد یحییٰ کے بیٹے شیخ فقیر اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری عطر خانم جو عابدہ وقت ہے اور کوئی نماز جماعت بغیر ادا نہیں کرتی شیخ محمد یعقوب کے بیٹے شیخ عصمت اللہ سے منسوب ہے۔ تیسری آفتاب خانم کی شادی سید اہل اللہ سے ہوئی ہے۔ اکثر لوگوں نے شیخ صاحب علیہ الرحمۃ سے خلافت حاصل کی ہے +

شیخ محمد عابدؒ۔ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ آپ نہایت عزیز الوجود ہیں۔ اکثر لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا +

سید جیونؒ۔ آپ شیخ عبد الاحدؒ کے خلیفہ ہیں۔ انبالہ میں آپ کے مرید بکثرت ہیں +

حاجی محمد امینؒ۔ آپ بھی شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں لاہور میں بہت لوگ آپ کے مرید ہیں +

شاہ گلشن۔ آپ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ شعر بہت عمدہ کہتے ہیں۔ چنانچہ اکثر شعرا آپ کے ہی شاگرد ہیں۔ باطنی حالات بھی آپ کے اعلیٰ تھے +

شیخ مرادؒ۔ آپ بھی شیخ عبد الاحد کے خلیفہ ہیں۔ ان کے علاوہ شیخ عبد الاحد کے خلیفہ بیشمار ہیں۔ جن کا یہاں درج کرنا موجب طوالت کلام ہے +

شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ۔ آپ حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ پہلے حضرت عروۃ الوثقےٰ قیوم ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اور سلوک باطنی بھی آنحضرت ہی کی خدمت میں رہکر حاصل کیا۔ باقی جو کچھ رہگیا۔ وہ حضرت حجت اللہ قیوم ثالث رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ و حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ نے آپ کے حق میں بہت بہت خوشخبریاں دیں +

چنانچہ ایک روز حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نومسلم بوڑھا کھڑا کہہ رہا ہے۔ کہ میں شیخ خلیل اللہ سعیدی قدس سرہٗ کا نفس ہوں

اب میں مسلمان ہوگیا ہوں۔ نیز آنحضرت رضی اللہ عنہ نے خوشخبری دی کہ شیخ خلیل اللہ اوتاد عالم ہیں۔ شیخ صاحب علم۔ حلم۔ ورع اور تقوے سے بدرجہ کمال آراستہ تھے شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے ۱۱۳۱ھ ہجری میں اس دنیا فانی سے سفر کیا اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ میں قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ حتے کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ اور آپ کی قبر میں صرف ایک دیوار کا فرق ہے۔ دیوار قبر کے اندر باہر واقع ہیں +

میرے مصنف، والد بزرگوار فرماتے تھے۔ کہ جو تین قبریں قبہ کے اندر ہیں بزرگی میں اُن سے چوتھے درجہ پر یہی قبر ہے۔ آپ کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے +

محمد نور القدس۔ آپ شیخ خلیل اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالے عنہ کے مرید تھے۔ اور سلوک باطنی بھی آنجناب ہی کی خدمت سے حاصل کیا۔ اور کچھ اپنے والد بزرگوار سے +

مجھے (مصنف) سے کہا کرتے تھے۔ کہ مجھے حضرت محبت اللہ رضی اللہ تعالے عنہ نے حقائق ثلاثہ کی خوشخبری دی ہے۔ آپ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چھ بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ چھ بیٹے حسب ذیل ہیں۔ جو اپنے جد بزرگوار شیخ خلیل اللہ کے مرید تھے۔ نور العلی۔ شاہ میر۔ شیخ میر۔ میر مجتبے۔ غلام مصطفےٰ اور میر مرتضےٰ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین +

محمد مراد اللہ۔ آپ شیخ خلیل اللہ کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ نہایت قابل اور صالح تھے۔ آپ کا ایک بیٹا۔ اور دو بیٹیاں تھیں +

یداللہ۔ آپ محمد مراد اللہ کے فرزند صالح ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔ محمد محبوب۔ یداللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے ہیں۔ لڑکیوں میں سے ایک خاتون خانم مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمد سے منسوب ہے۔ دوسری صباحی محمد نور القدس شیخ خلیل اللہ کے بیٹے نور العلی کی منسوبہ ہے۔ تیسری فیض النساء شیخ محمد تقی کے بیٹے میر نجیب کی منسوبہ ہے۔ شیخ خلیل اللہ کے مرید اور خلیفے بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک اخوند شاہ مراد ہے۔ جو پٹھانوں کا شیخ ہے +

شیخ محمد یعقوب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ

کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ اور اپنے بھائی شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی +

شیخ محمد عصمت اللہ۔ آپ شیخ محمد یعقوب کے بیٹے ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی اپنے چچا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے صالح اور متقی تھے۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کے چار بیٹے اور ایک بیٹی ہے +

شاہ صنعت۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ سلوک باطنی اپنے نانا شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا۔ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ آپ دنیا سے لاولد گئے +

سلطان مشائخ۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے دوسرے فرزند ہیں شیخ عبدالاحد کے مرید ہوئے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +

شاہ ولی اللہ۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے نانا کے مرید تھے۔ نہایت صالح پرہیزگار تھے۔ اور ساتھ ہی لاولد بھی تھے +

میر الٰہی۔ آپ شیخ عصمت اللہ کے چوتھے بیٹے ہیں۔ شیخ عبدالاحد کے مرید تھے۔ اعلیٰ درجے کے متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان چاروں بزرگوں نے اپنی والدہ سے بھی باطنی استفادہ کیا۔ میر الٰہی کا صرف ایک بیٹا غلام امام ہے۔ اس کی والدہ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر فخندہ اختر ہیں۔ شیخ عصمت اللہ کی دختر جاناں بیگم سید اہل اللہ کے بیٹے میر حسن سے منسوب ہے۔ شیخ محمد یعقوب کی بیٹی جمیلہ نام حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ محمد سالم کی منسوبہ ہیں +

شیخ محمد تقی سعیدی۔ آپ حضرت خازن الرحمۃ رضی اللہ عنہ کے آٹھویں فرزند ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ میں قوت بدنی بدرجہ غایت تھی۔ چنانچہ اس وقت کا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ

نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی شاہزوری کی یہ کیفیت تھی۔ کہ ایک درخت کا اور درخت تھا جس کی شاخیں ہاتھی کے پاؤں سے بھی موٹی تھیں۔ آپنے دونوں شاخوں کو پکڑ کر دو ٹکڑے کر دیا۔ اسی طرح آپ کی قوت کے متعلق اور بہت کہانیاں ہیں۔ آپ کے ایک لڑکا اور سات لڑکیاں تھیں +

میر نجیب اللہؒ۔ آپ شیخ محمد تقی کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہوئے۔ اپنے زمانے کے نہایت قابل آدمیوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ ہمت و شجاعت میں بے نظیر تھے۔ آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی

سلام اللہؒ۔ آپ میر نجیب اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کی صرف ایک ہی لڑکی تھی +

محمد احسن اللہؒ۔ آپ شیخ میر نجیب اللہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کو آپکے نانا خلیل اللہؒ نے متبنّٰے بنا لیا تھا جس کے آثار ظاہر ہیں۔ چنانچہ بچپن سے لیکر اب تک آپ سے سوائے پرہیزگاری کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں۔ آپ حضرت مروج الشریعت کے پوتے شیخ نور الصمد کی بیٹی سے منسوب تھے۔ جس سے دو بیٹے ہوئے +

عرفان اللہ و ثناء اللہ۔ آپ محمد احسن اللہؒ کے فرزند ہیں۔ ابھی بچے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی عمر دراز کرے +

میر نجیب اللہؒ کی لڑکیوں میں سے ایک فائق نام شیخ میر کی منسوبہ ہے دوسری درویش نام حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے محمد مبین اللہ کی منسوبہ ہے۔ شیخ محمد تقی کی لڑکیاں یہ ہیں۔ ایک شاہ بیگم جو مولوی محمد ارشد کی زوجہ ہے۔ دوسری حسن علی المشہور بہ شاہ چراغ یا شاہ باقی سے منسوب ہے۔ آپ کی باقی لڑکیاں بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے منسوب ہیں۔ جن کا بیان کرنا طوالت کلام کا موجب ہے +

حضرت خانزاں الرحمتؒ کی ایک بیٹی صالحہ نام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے ایام نیست میں پیدا ہوئی۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بھائی کی اولاد میں سے شریف محمود سے منسوب کی گئی۔ اُن کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی تھی +

شیخ بدیع الدین - آپ حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ تعالے عنہ کی دختر فرخندہ اختر صالحہؒ کے بیٹے ہیں - آپ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے مرید ہوئے - اور سلوک باطنی آنحضرتؒ سے اور نیز قیوم ثالث رضے اللہ عنہ سے حاصل کیا - حضرت قیوم ثانی کی خدمت میں ایک سال قرآن شریف کی ورق گردانی کی خدمت پر مامور رہے - آپ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے - آپکے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں +

شیخ کلیم اللہ آپ شیخ بدیع الدین کے بڑے بیٹے ہیں - آپ حضرت مروج الشریعت رضے اللہ عنہ کے مرید ہوئے - بعد میں حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ سے رجوع کیا آپ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے - آپکے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی +

محمد یونسؒ شیخ کلیم اللہ کے بیٹے ہیں - نہایت صالح اور متقی تھے - آپ کے دو فرزند محمد عاشق اور فخر الدین ہیں - جو دونوں کے دونو صالح متقی اور پرہیزگار ہیں اور شیخ نور الاحدؒ کے مرید ہیں +

علیم اللہ المشہور بہ بڈھا - بڈھا ہندی زبان میں پیر فرتوت کو کہتے ہیں - یہ لفظ دعائیہ ہے - کہ اللہ تعالے بڑی عمر کرے - آپ کلیم اللہ کے دوسرے فرزند ہیں - نہایت صالح مرد تھے - شیخ کلیم اللہ کی بیٹی حضرت صبغۃ اللہؒ کے دو پوتے محمد امام کی منسوبہ تھی +

شہاب الدین آپ شیخ بدیع الدینؒ کے دوسرے فرزند ہیں - بہت ہی صالح اور متقی تھے - ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا - حضرت مروج الشریعت کے فرزند حضرت شیخ محمد ہادی کی بیٹی سے منسوب تھے - لیکن کوئی اولاد نہ ہوئی شیخ بدیع الدینؒ کی لڑکیوں میں سے ایک صفورہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بھانجے شیخ عبد اللطیف کی منسوبہ تھیں - دوسری فخر النسا شیخ بہاؤ الدین معروف شیخ کالا سے منسوب تھیں - تیسری صالحہ عابدہ نام حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے بھتیجے شیخ عبد القادر کے فرزند شیخ غلام محمد سے منسوب تھی - حضرت خازن الرحمۃ کی دوسری بیٹی فاطمہ خواجہ محمد صادقؒ کے پوتے شیخ ابراہیم سے منسوب تھیں - اور تیسری بیٹی شرف النسا جو مریم زمان تھیں - اور جنہوں نے سلوک باطنی حضرات

قیوم ثانی و ثالث رضی اللہ عنہ کی خدمت میں انتہائی درجہ تک حاصل کیا تھا۔ حضرت مروج الشریعتہ کی منسوبہ تھیں۔ اور چوتھی بیٹی فخر النساء زینب تھیں۔ جن کی نسبت مولوی خشاہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر میں کسی کی ایمان کی سلامتی کی قسم کھا سکتا ہوں۔ تو فخر النساء کے ایمان کی کھا سکتا ہوں۔ آپ کی شادی محمد اشرف سے ہوئی تھی۔ اور پانچویں بیٹی شاکرہ کی شادی میر عبدالرحیم سے ہوئی۔ جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی۔ سید اہل اللہ اسی شاکرہ کے فرزند ہیں +

امیر خسرو۔ سید آگاہ۔ دونو سید اہل اللہ کے فرزند ہیں۔ دونو صالح متقی اور پرہیزگار ہیں۔ میر خسرو کے دو بیٹے ہیں ایک اسد اللہ اور دوسرے کا نام معلوم نہیں۔ سید اہل اللہ کی لڑکیوں کی کوئی اولاد نہیں۔ شاکرہ کے دوسرے بیٹے کی بھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شیخ محمد عبداللہ نے حضرت خاتون الرحمۃ کی اولاد کا ذکر صرف یہاں تک مجھ سے بیان کیا +

حضرت قیوم ثانی معصوم زمانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے جمیع احوال معہ آپ کے خلفاء فرزندوں اور مریدوں کے حالات کے اس کتاب کے دوسرے حصہ میں بیان کئے جائینگے +

خواجہ محمد فرخ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چوتھے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ گیارہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ اس چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی احوال اور کشف و کرامات ظہور میں آئے۔ چنانچہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ محمد فرخ کی بابت کیا لکھوں۔ کہ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا۔ اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا۔ اور یہی دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح میں دنیا سے لڑکپن میں گذر جاؤں۔ تاکہ آخرت کے عذاب سے رہائی ہو۔ مرض موت کے وقت جب لوگ بیمار پرسی کیلئے آتے تو اس سے عجیب و غریب باتوں کا مشاہدہ کرتے +

خواجہ محمد عیسیٰ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رخصت فرمائی۔ آپ کی پیدائش کے وقت

حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر ہونا چاہئے۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے فرمان کے مطابق محمد عیسےٰ نام رکھا۔ آپ کے باطنی احوال نہایت اعلےٰ درجہ کے تھے۔ آپ سے بہت سی کرامات ظہور میں آئیں +

چنانچہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ جو کرامات اور خوارق عادات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسےٰ سے ظاہر ہوئے۔ اُن کی نسبت فقط اتنا لکھنا کافی ہوگا۔ کہ وہ جواہر نفیسہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں کے کشف کی یہ کیفیت تھی۔ کہ جو لوگ سفر کو جاتے۔ آپ اُن کے رخصت ہوتے وقت ان کے پیش آیندہ واقعات بتا دیا کرتے۔ جو بعد میں بجنسہٖ وقوع میں آتے۔ مسجد میں دو زخیوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے +

خواجہ محمد اشرفؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے چھوٹے فرزند ہیں۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ حالت شیر خوارگی میں آپ سے عجیب و غریب معاملات ظاہر ہوا کرتے تھے +

حضرت شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ جیوؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ سنہ ۱۰۲۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت کے وقت حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ پر اس آیت کا الہام ہوا۔ "اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى"۔ ہم تجھے ایک یحییٰ نام لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اس اشارہ کے بموجب آپ کا نام محمد یحییٰ رکھا۔ آپ کو شاہ جیو اس واسطے کہتے ہیں۔ کہ ایک روز شاہ کمال کے پوتے شاہ سکندر نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ سے التماس کی کہ اپنا ایک بیٹا مجھے عنایت فرمائیں۔ اتفاقاً اس وقت حضرت شیخ محمد یحییٰ موجود تھے۔ آنحضرت نے فرمایا اسی کو لے لو۔ شاہ سکندر نے اپنی نسبت کا القا آپ پر کیا۔ اور فرمایا کہ انہیں شاہ کے نام سے پکارا کرو۔ اس روز سے آپ کو شاہ جیو پکارا جاتا تھا چنانچہ اس کا مفصل حال پہلے شیخ محمدؒ کے احوال میں لکھا گیا ہے +

حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ اس فرزند پر بہت ہی مہربان تھے۔

ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ سفر اجمیر سے واپس آئے لوگوں نے دو تین منزل تک آنجناب کا استقبال کیا۔ جب معلوم کیا کہ دو تین روز بعد سرہند تشریف لیجائینگے۔ تو عرض کیا۔ کہ آپ مجھے رخصت عنایت فرمائیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا کہ اتنی جلدی رخصت لینے کیا ضرورت ہے عرض کیا۔ کہ میرے سبق میں ناغہ ہوتا ہے۔ میرے ہم سبق مجھ سے بڑھ جائینگے آنجناب نے بہت شاباش دیکر رخصت فرمایا۔ آنجناب رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں محمد یحییٰ کو اس کے بھائیوں کا سا بنانا چاہتا ہوں۔ لیکن کیا کروں ایک تو اسکی عمر چھوٹی ہے۔ دوسرے اب میری زندگی میں تھوڑے دن باقی ہیں۔ آنحضرت کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف نو سال کی تھی۔ بعد ازاں اپنے بھائی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی پورا کیا۔ اور ظاہری علم بھی انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ حد سے زیادہ آپ کی رعایت کرتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے تمام خصائص کی بشارات انہیں عنایت فرمائیں حضرت شاہ جیو علیہ الرحمۃ کو علم ظاہری میں ید بیضا حاصل تھا۔

میرے (مصنف) جد بزرگوار نے کتاب موطیٰ (جو حدیث میں ہے) کی سند آپ سے کی۔ اور شاہ جیو نے شیخ عبد الحق دہلوی سے۔ اس علم میں حضرت شاہ جیو رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف نہایت اعلےٰ پائے کی ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پکے پابند تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کاربند تھے۔ دو مرتبہ حج کیلئے گئے۔ ایک دفعہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ عنہ کے ساتھ۔ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرسع سر پیچ مرحمت کرایا۔

اورنگ زیب بادشاہ نے آپکو مدد معاش کے طور پر بہت کچھ دیا ہوا تھا۔ چنانچہ آج تک سرہند میں ضرب المثل ہے "املاک ملک والملاک لیحیےٰ" آپنے سرہند میں ایک نہایت عالیشان مسجد بنوائی جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے روضہ منورہ سے شمال کی طرف تقریباً تین تیر پرتاب کے فاصلے پر ہے۔ اس مسجد کے

تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔ اس مسجد کے مقابل حوض حمام اور مدرسہ بھی تعمیر کرایا ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ میر درد باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزند خواجہ عبید اللہ عرف خواجہ کلاں کی بیٹی سے شادی کی۔ آپ کی تمام اولاد اسی خاتون سے ہے۔ آپ ۲۷۔ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ ہجری کو اس دار فانی سے رحلت فرما گئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قبہ کے محاذی مغرب کی طرف مدفون ہوئے آپ کے مرقد پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے +

شیخ ضیاء الدین مشہور بہ شیخ جیو۔ جیو ہندی زبان میں دعائیہ کلمہ ہے جس کے معنے ہیں تو زندہ رہ۔ آپ شاہ جیو کے بڑے لڑکے ہیں۔ آپ حضرت عمدۃ الاتقیا رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مرید تھے۔ باطنی سلوک آپ نے حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا حضرت حجت اللہ رضی اللہ عنہ آپ پر بہت مہربان تھے۔ طریقہ احمدیہ کی بشارات آپ کو سنائیں۔ آخری عمر میں حضرت قیوم ثالث نے خانقاہ کے اکثر کام آپ کے متعلق کر دئے تھے۔ آپ بھی انہیں دل و جان سے سرانجام دیتے۔ آخری عمر میں یہ کیفیت ہو گئی تھی۔ کہ جو شخص آپ کا اسم مبارک یاد کرتا۔ فوراً آبدیدہ ہو جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی کے پوتوں میں سے آپ نے سب سے اخیر دنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد آپ کی فرمانبردار تھی۔ آجکل تمام خلقت کا رجوع آپ کی طرف ہے۔ آپ جمعہ کے روز گھر سے نکلتے ہیں۔ اور سرہند کے تمام چھوٹے بڑے آپ کی زیارت کو آتے ہیں۔ آپ شریعت و طریقت کے پورے پورے پابند تھے۔ جب اجل قریب آگئی۔ تو آپ نے شاہجہان آباد جانیکا ارادہ کیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اس بڑھاپے میں اب سفر کرنا مناسب نہیں۔ آپ نے فرمایا اب میرے تھوڑے دن باقی ہیں۔ اور مجھے اللہ تعالےٰ کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ میں قطب وقت اور قیوم عالم کی زیارت کروں جب آپ شاہ جہان آباد پہنچے۔ تو حضرت قیوم رابع کی زیارت کر کے مریدانہ سلوک کیا۔ اور عرض کیا۔ کہ میں اس بڑھاپے میں صرف جناب کی زیارت کیلئے آیا ہوں۔ حضرت قیوم رابع رض نے بھی آپ کا بہت

کچھ ادب ملحوظ رکھا۔ کیونکہ آپ بلاواسطہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے تھے۔ بعد ازاں آپ سرہند واپس تشریف فرما ہوئے۔ تو چند روز بعد آپ کا وصال ہوگیا۔ آپ نے ۱۱۴۶ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ اپنے والد بزرگوار کے گنبد میں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں تھیں +

حسن علی معروف بہ شاہ چراغ۔ آپ شیخ ضیاء الدینؒ کے بڑے بیٹے ہیں بہت متقی صالح اور پرہیزگار آدمی تھے۔ آپ کا کلیہ تھا۔ کہ ہر روز بلا ناغہ خواہ کیسے ہی موقعات کیوں نہ ہوتے۔ عصر کے وقت بالضرور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ کے مرقد شریف کے قریب آکر بیٹھتے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے۔ آنجناب بھی آپ کی غور و پرداخت فرماتے تھے۔ آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں +

غلام یحییٰ المشتہر بہ محمدیؒ۔ آپ حسن علی کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے جد بزرگوار سے حاصل کر کے ان کی وفات کے بعد حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رجوع کیا۔ اور بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ خلافت پائی۔ آپ طریقہ احمدیہ کے بڑے پابند تھے۔ آجکل آپ کے جد بزرگوار کی خانقاہ آپ سے منور ہے۔ آپ کے باقی حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصے میں حضرت خلیفۃ اللہؒ کی خانقاہ کے بیان میں لکھے جائینگے۔ مواہب احمدیہ نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے۔ آپ کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں تھیں +

غلام نقشبندؒ۔ آپ محمدیؒ کے بیٹے ہیں۔ نہایت جوان صالح اور پرہیزگار ہیں۔ اپنے ہی والد بزرگوار کے مرید ہیں۔ شیخ محمدیؒ کی ایک بیٹی حضرت صبغۃ اللہ رحمۃ کے دو بیٹے ذا احمد سے منسوب ہے۔ اور دوسری ابھی چھوٹی ہے +

محمد باقر مشہور بہ حاجیؒ۔ آپ حسن علی رحمۃ اللہ کے دوسرے فرزند ہیں نہایت قابل جوان ہے۔ آپ کا ایک بیٹا نثار احمد ابھی بچہ ہے +

سعادت اللہ۔ آپ حسن علیؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ آزاد وضع اور بے تعلق مرد ہیں۔ حسن علی کی بیٹیوں میں سے ایک شیخ عبدالاحد کے محمد انوار سے منسوب ہے۔ اور دوسری شاہ صفت سے اور تیسری بھی اپنے ہی قبیلہ میں ہے +

شاہ احمدؒ۔ آپ شیخ ضیاء الدین یوسف کے دوسرے فرزند ہیں۔ نہایت مرد صالح اور قابل ہیں۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ آپکی صرف دو لڑکیاں ہیں۔ جن میں سے کمانی بیگم محمد باقر مذکور سے منسوب ہے۔ اور دوسری امانی بیگم شیخ محمد پارسا کے پوتے محمد نور الاسلام سے۔ شیخ ضیاء الدین یوسفؒ کی بیٹیوں میں سے نجم النساء شیخ خلیل اللہؒ کے بیٹے محمد مراد اللہؒ سے منسوب ہے۔ اور مہر النساء خواجہ محمد صادق کے پوتے محمد زکریا سے اور تیسری جیسہ شیخ عبد الاحد کے پوتے شیخ محمد زکی سے منسوب ہے۔ اور چوتھی نجیب النساء کا ایک نواسہ محمد پناہ نام ہے +

شیخ زین العابدین مشہور بہ شیخ فقیر اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت شاہ جیو رضے اللہ عنہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپنے سلوک باطنی حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمت میں رہ کر پورا کیا۔ حضرت حجت اللہ نے آپکو عمدہ عمدہ بشارات عنایت فرمائیں۔ آپکے باطنی احوال بہت عمدہ پایہ کے تھے۔ ظاہری علم بھی آپنے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اکثر لوگ آپسے ظاہری و باطنی استفادہ کرتے تھے۔ سنہ ۱۱۲۰ ہجری کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور اپنے والد بزرگوار کے قبر میں مدفون ہوئے۔ آپکی اولاد میں سے سات لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں +

شیخ نور الاحدؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپنے باطنی سلوک حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے۔ دن رات لوگوں کو نیکی کی طرف مائل کرنے کے سوا اور کوئی کام نہ تھا حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ نور الاحد ہر وقت حضرت قیوم ثالث رضے کی خدمت میں رہتے۔ آپکے دو بیٹے ہیں +

محمد برہان اللہؒ۔ آپ نور الاحد کے نور العین ہیں۔ نہایت صالح اور متقی ہیں۔ دن رات مسجد سے کام ہے۔ اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ آپکے دو بیٹے ہیں۔ صفی اللہ اور رضوان اللہ دونو ہی جوان صالح حافظ اور طالب علم ہیں۔ اور دونو شیخ محمد زکیؒ کے مرید ہیں +

محمد محفوظؒ۔ آپ شیخ نور الاحد کے دوسرے بیٹے ہیں۔ نہایت قابل زیبا اور خوش طبع ہیں۔ آپ کی ایک لڑکی ہے۔ جو شیخ فقیر اللہ کے دوسرے بیٹے رضوان اللہ سے منسوب ہے۔ آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کے مرید تھے نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔ آپ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک ضیاء الحق سے منسوب تھی۔ دوسری محمد رشد سے تیسری محمد برہان اللہ سے +

محمد روشن ضمیرؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ اپنے زمانہ کے صالح اور متقی تھے آپ حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کے مرید تھے۔ آپکے دو لڑکے ہیں اور تین لڑکیاں۔ دو نو بیٹے غلام احمد اور شیخ محمد صالح اور قابل ہیں۔ آپ کی بیٹیوں میں سے ایک محمد ابوبکر سے منسوب ہے اور دوسری حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے دہتے عبد الخالق کی منسوبہ ہے۔ یہ تینوں بچے شیخ عبد الاحد کی بیٹی کے بطن سے ہیں۔ اور حضرت خازن الرحمت رضے اللہ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ گویا یہ سعیدیہ ہیں۔ اور سعیدیہ اور شاہ جیو کی اولاد میں قدیم سے تنازع چلا آتا ہے +

ایک روز میں (مصنف کتابؒ) نے شیخ محمد سعیؒ کو کہا کہ تمہارے بھائیوں کو سعیدی لے گئے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے بھی اُن کے بدلے ان سے لئے ہیں یعنی شیخ عبد الاحد کے پوتے محمد انوار کے لڑکے جو شاہ جیو کے دہتے ہیں۔ ہم نے لئے ہیں۔ محمد انوار کے لڑکے بھی اُن میں گھل مل گئے ہیں۔ گویا وہ شاہ جیو کی اولاد ہیں۔ میں نے یہی بات مولوی فرخ شاہ کے بیٹے شیخ ضیاء اللہ کو سنائی۔ تو اُس نے کہا کہ ہم نے جو اُن سے لئے وہ اُن میں سے سب سے صالح ہیں۔ اور جو ہم میں سے انہوں نے لئے وہ سخت فاسق ہیں +

محمد درویشؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے چوتھے فرزند ہیں حضرت حجت اللہ مدظلہ کے مرید تھے۔ آپ نہایت صالح متقی اور پرہیزگار تھے آپکے دو لڑکے ہیں اور ایک لڑکی +

کمال الدینؒ۔ آپ محمد درویش کے بیٹے ہیں۔ جو ان صالح اور متقی ہیں شیخ ضیاء الدین یوسفؒ کے مرید ہیں۔ آپکے دو چھوٹے لڑکے ہیں +

وجیہ الدینؒ۔ آپ محمد درویش کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم العہد رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا میں لکھے جائینگے آپ کا ایک چھوٹا سا بیٹا سراج معصوم نام ہے۔ اور محمد درویش کی لڑکی اس کے بھتیجے سعید احمد سے منسوب ہے +

شاہ گدائےؒ آپ شیخ فقیر اللہ کے پانچویں بیٹے اور حضرت حجت اللہؒ کے مرید ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت حجت اللہ اور اپنے والد بزرگوار کی خدمتوں سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +

سعید احمدؒ۔ آپ شاہ گدا کے فرزند ارجمند ہیں۔ جوان صالح قابل زیبا اور خوش مجلس ہیں۔ اپنے باپ کے ہی مرید ہیں اور آپ کا صرف ایک لڑکا ہے +

شریف احمدؒ آپ سعید احمد کے فرزند ہیں۔ آپ کی پیشانی میں قابلیت اور صلاحیت کے آثار پائے جاتے ہیں +

ضیاء احمدؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔ علم ظاہری آپ نے انتہائی درجے تک حاصل کیا۔ اور باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت سے حاصل کیا۔ شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند ہیں۔ گوشہ نشینی اور قطع تعلق آپ کا شیوہ مرضیہ ہے۔ آپ کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں +

یحییٰ احمدؒ و زین العابدینؒ یہ دونو ضیا احمد کے بیٹے ہیں۔ دونو ہی صالح اور قابل ہیں۔ ضیا احمد کی لڑکیوں میں سے ایک کمال الدین کی منسوبہ ہے۔ اور دوسری ابھی چھوٹی ہے +

رضی الدینؒ۔ آپ شیخ فقیر اللہؒ کے ساتویں فرزند ہیں۔ بہت صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے والد بزرگوار اور چچا کے مرید تھے۔ اپنے آباء و اجداد کے طریقے پر کاربند ہیں۔ آپ کا صرف ایک بیٹا ہے +

غلام شرفؒ۔ آپ رضی الدینؒ کے جوان اور قابل بیٹے ہیں شیخ فقیر اللہ کی

لڑکیوں میں سے ایک خاتی محمد یونس سے دوسری جانی محمد معظم کے چچازاد بھائی فقیر احمد سے منسوب ہے ✤

محمد امام۔ آپ حضرت شاہ جیوؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ دنیا سے لاولد گئے شاہ جیوؒ کی بیٹی زیب النساء مشہور بہ بھی۔ شیخ عابد کی منسوبہ ہے ✤

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک رقیہ جو حالت شیر خوارگی میں فوت ہوگئیں۔ دوسری ام کلثوم جو چودہ سال کی عمر میں اس دار فانی سے چل بسیں۔ تیسری خدیجہ زمان۔ واقعی آپ اپنے وقت کی خدیجہ تھیں۔ آپ نے سلوک باطنی اپنے والد بزرگوار حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آنحضرتؒ نے آپ کو ولایت اور کمالات نبوت کے انتہائی درجہ کے حاصل ہونے کی آپ کو خوشخبری دی۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عبدالقادر کی منسوبہ تھیں۔ حضرت خدیجہ کے تین حسب ذیل بیٹے اور سات بیٹیاں ہیں ✤

غلام محمدؒ۔ آپ حضرت خدیجہ کے بیٹے اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پوتے ہیں۔ نہایت صالح اور متقی آدمی تھے۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضؓ کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپ کا صرف ایک بیٹا تھا۔ جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا ✤

شیخ عبداللطیفؒ۔ آپ حضرت خدیجہ دختر حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے فرزند ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی حضرت قیوم ثانی رضؓ سے حاصل کیا۔ بعد ازاں حضرت شیخ سیف الدین کی خدمت سے بھی استفادہ کیا۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ علم ظاہری بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ ورع و تقوع آپ کا شعار تھا شیخ عبداللطیف کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں ✤

محمد موسےٰؒ۔ آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں۔ نہایت صالح مرد تھے اپنے والد بزرگوار کے مرید تھے۔ آپ کا ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی ✤

سراج الدینؒ۔ آپ محمد موسےٰ کے فرزند ہیں۔ آپ دنیا سے لاولد گئے۔ لڑکی سے بھی کوئی اولاد نہ ہوئی ✤

شیخ عبدالحق آپ شیخ عبداللطیف کے فرزند ہیں۔ باطنی سلوک حضرت قیوم رابعؓ

کی خدمت سے حاصل کیا۔ آپکے دو بیٹے ہیں۔ امام رفیع الدین اور فدا احمد دونوں نے سلوک باطنی حضرت قیوم رابع رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے حاصل کیا۔ اُن کے حالات انشاء اللہ اس کتاب کے چوتھے حصہ میں حضرت خلیفۃ اللہ کے خلفا کے حالات میں مفصل لکھے جائینگے۔ رفیع الدین کے دو چھوٹے لڑکے ہیں۔ اور ایک لڑکی اعز النساء شیخ عبدالحی سے منسوب ہے۔ زین الدینؒ۔ آپ شیخ عبداللطیف کے تیسرے فرزند ہیں۔ نہایت صالح اور متقی تھے۔ اپنے مشائخ کے مرید تھے۔ شیخ عبداللطف کی لڑکی راشدہ حضرت مروح الشریعت کے پوتے شیخ برکت اللہ سے منسوب ہے +

حاجی فضل اللہؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی دختر فرخندہ اختر حضرت خدیجہ کے نور چشم ہیں۔ آپ نے باطنی سلوک حضرت قیوم ثانی رضؓ و حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی خدمات میں پورا کیا۔ اور حضرت قیوم رابع رضؓ سے بھی فائدہ اٹھایا۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ پہلے پہل جس شخص نے میری قیومیت کو مانا وہ حاجی فضل اللہ تھا۔ آپ نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند۔ عمل پر عزیمت اور بدعت سے سخت متنفر تھے۔ آپ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی دختر نیک اختر سے منسوب تھے جس سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہوئیں +

حسام الدینؒ۔ آپ حاجی فضل اللہ کے دوسرے لڑکے ہیں۔ آپ اعلےٰ درجہ کے پرہیزگار تھے۔ آپ کی ایک لڑکی ہے اور تین لڑکے۔ نظام الدینؒ۔ جلالؒ اور وجیہ الدینؒ۔ تینوں حسام الدین کے بیٹے ہیں۔ اور تینوں ہی صالح مرد تھے۔ لیکن تینوں لاولد۔ حسام الدین کی لڑکی نور الحق کے بیٹے سے منسوب تھی +

میر صفر احمدؒ۔ آپ حاجی فضل اللہ کے تیسرے بیٹے ہیں۔ حضرت حجت اللہؒ کے مرید اور شریعت اور طریقت کے پورے پورے پابند تھے لیکن اپنے مشائخ میں بہت مصروف تھے۔ چنانچہ حضرت عروۃ الوثقےٰ رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے حالات میں مقامات معصومی نام ایک تاریخ لکھی ہے۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کو خوب سمجھتے ہیں۔ آپکے دو لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں +

محمد معشوقؒ۔ آپ میر صفر احمدؒ کے بڑے بیٹے ہیں۔ مجذوب الاحوال ہیں۔

آپ کی صرف ایک لڑکی ہے +

نیاز احمدؒ۔ آپ میر صفا احمد کے دوسرے لڑکے ہیں۔ نہایت ہی صالح اور متقی ہیں۔ آپ اپنے نانا حضرت صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہ کے مرید ہیں۔ اور قابلیتیں بھی آپ میں اچھی ہیں۔ مثلاً تاریخ دانی۔ شعر فہمی وغیرہ۔ آپ ہر لعزیز ہیں۔ جو شخص آپ سے ملتا ہے آپ کا شیفتہ ہو جاتا ہے۔ آپ کا ایک بیٹا ہے۔ اور دو بیٹیاں +

فدائی معصوم۔ آپ نیاز احمد کے بیٹے ہیں۔ لیکن کم سن ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عمر دراز کرے۔ نیاز احمد کی دو نو لڑکیاں روشن بیگم۔ فہیم النسا چھوٹی ہیں +

میر صفا احمد کی تین لڑکیاں ہیں۔ معز النسا۔ عزیز النسا اور ہدایت النسا۔

حاجی فضل اللہ کی لڑکیوں میں سے پہلی حفصہ حضرت محمد اشرفؒ کے بیٹے شیخ روح اللہ سے منسوب ہے۔ دوسری اسماء حضرت شیخ سیف الدینؒ کے بیٹے محمد عثمان کی منسوبہ ہے۔ حضرت خدیجہ کی سات بیٹیاں تھیں۔ پہلی خاتم جیو حضرت صبغۃ اللہ کی منسوبہ تھیں۔ دوسری رشیدہ حضرت حجت اللہ سے منسوبہ تھیں۔ تیسری ام سلمہ جن کے حق میں حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کا نور چوتھے آسمان تک پہنچا ہے۔ اور اور بھی عمدہ عمدہ بشارات اُن کے حق میں فرمائی ہیں۔ محمد صادق سے منسوب تھیں۔ اُن کی صرف ایک لڑکی تھی۔ جو حضرت محمد اشرف کے بیٹے شیخ محمد جعفر سے منسوب تھی۔ چوتھی شیخ سلطان سے منسوب تھی +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بھائی کا صرف ایک بیٹا ابو الحسن نام تھا۔ جو نہایت صالح مرد تھا۔ ابو الحسن کا ایک ہی بیٹا عبد الہادی تھا۔ جو عالم جید تھا۔ عبد الہادی کے تین بیٹے تھے +

شیخ محمد عبید اللہ علیہ الرحمۃ نے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد کے سوا صرف اسی قدر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کا ذکر کیا ہے +

میں (مصنفؒ) نے اور جگہ سے تحقیق کیا ہے۔ فی الواقع آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اتنی ہی اولاد تھی۔ یہاں پر آنحضرت کی اولاد کے اسمائے گرامی درج کرنے کی یہ وجہ ہے۔ کہ اور لوگ بھی اپنے فخر کے لئے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی اولاد میں داخل ہوتے ہیں۔ چونکہ کسی نے آنحضرت کی اولاد کے حالات قلمبند نہیں کئے۔ اس لئے معلوم

نہیں ہوتا۔ کہ مدعی جھوٹا ہے۔ یا سچا۔ اس واسطے ہم نے مفصل حالات بیان کر دئے ہیں تاکہ اور کوئی غیر شخص آنحضرت رضے اللہ عنہ کی اولاد میں شامل نہ ہو سکے۔ آنحضرت کو حق تعالےٰ نے یہ شرف عطا فرمایا ہے۔ کہ آنجناب کی اولاد تمام جہان سے افضل ہے آنجناب کے وصال کو ایک سو تیس سال ہونے آئے۔ لیکن آنجناب کی اولاد میں علم فضل۔ بزرگی۔ شریعت و طریقت کی پابندی۔ ولایتی قوت۔ معرفت۔ احدیت میں ثابت قدمی حقیقت میں استقلال۔ ارشاد مستحب وغیرہ کما حقہ اب تک ہر ایک میں فرداً فرداً موجود ہے۔ اور انشاء قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہیگا۔ چنانچہ اس بارے میں خود آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مسلمانو! حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی اولاد سے دعا اور توجہ کیلئے التماس کرو۔ اور جو اُن میں سے فوت ہو گئے ہیں۔ ہر نماز کے بعد فاتحہ پڑھکر ان سے دینی اور دنیاوی مطلب کے لئے درخواست کرو۔ جو اُن میں سے زندہ ہیں اُن کی خدمت کرو۔ اور ان کی خدمت کو دونو جہان کی نیک بختی سمجھو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ تمہارے دینی اور دنیاوی کام ان کی توجہ کی برکت سے آسان کر دے۔ آنحضرت کی صرف ایک خاتون تھی یعنی شیخ سلطان کی بیٹی زہرا۔ اسی خاتون سے تمام اولاد ہوئی +

ذکر در بیان احوال بعضے از خلفا عظام و مریدان کرام حضرت خزینۃ الرحمۃ

قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ

حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفا اس قدر ہیں کہ اگر ان کے حالات کا ایک شمہ بھی لکھنا چاہے تو کئی دفتر درکار ہیں۔ ان میں سے صرف بہت ہی مشہور خلفا کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ آنجناب رح کے تمام خلفا جنہیں خلافت اور اجازت عنایت ہوئی۔ پانچ ہزار ہیں۔ بعض نے ان کی تعداد کم بتائی بعض نے زیادہ۔ خلفا مرید اور فرزندوں کے علاوہ قریباً نو لاکھ ایسے شخص ہیں۔ جو آنحضرت رح کے مرید ہوئے۔ واللہ علم بالصواب +

میر محمد نعمان بدخشی رح۔ آپ فرزندوں کے بعد آنحضرت رح کے پہلے خلیفہ ہیں آپ میر سید شمس الدین رح کے باپ ہیں۔ آپ کا وطن مالوف بدخشان ہے۔ آپ سید بزرگ

کے نام سے مشہور تھے۔ اور بدخشان کے بڑے مشہور مشائخ سے تھے۔ ۹۷۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے پیشتر امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں آپ کے والد بزرگوار کو فرمایا۔ کہ تمہارے ہاں ایک بڑا بزرگ بیٹا پیدا ہونے والا ہے۔ اس کا نام میرے نام پر رکھنا۔ جب میر صاحب ہندوستان آئے۔ تو حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے مرید ہوئے۔ حضرت خواجہ صاحب آپ پر نہایت مہربان تھے۔ جب آنجناب نے اپنے خلفا کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے حوالے کیا۔ تو اُن میں ایک یہ میر صاحب بھی تھے۔ میر صاحبؒ کو حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے میں تامل تھا۔ حضرت خواجہ نے سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ حضرت شیخ احمد اس وقت ایسا آفتاب ہے۔ جس کے سامنے ہم جیسے ہزاروں ستارے ماند ہیں۔ پھر آپ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور دیکھا جو کچھ دیکھا آپ تجدید کے ساتویں سال آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مرید ہوئے۔ اسی سال آنحضرتؒ بیمار ہوئے۔ تو احتیاطاً خواجہ محمد صادقؒ اور میر محمد نعمانؒ کو بلوا کر اپنی نسبت خاص کا القا فرمایا۔ لیکن بعد ازاں آنجناب کو صحت ہو گئی۔ پھر آنجناب نے میر صاحب کو خلافت دیکر دکن روانہ فرمایا۔ لیکن میر صاحب کے طریقے کو وہاں چنداں رواج نہ ہوا۔ کیونکہ وہاں شاہ فضل اللہ اور شاہ عیسے جیسے بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ جن کے ہزارہا مرید تھے اس لئے میر صاحب واپس آنجناب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنجناب نے دوبارہ میر صاحب کو دکن روانہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس سفر کو پہلے سفر کی طرح خیال نہ کرنا۔ واقعی اس سفر میں میر صاحبؒ سے حد سے زیادہ ارشاد ہوا۔ چنانچہ اُن کی گنت پیادے اور چار سو سوار آپ کے حلقہ میں شامل ہوا کرتے۔ دوسرے مشائخ کے مرید بھی میر صاحبؒ کی خدمت میں آنے لگے۔ لوگ اس قدر کثرت سے جمع ہونے لگے۔ کہ بادشاہ ہند نے ڈر کر آپکو دکن سے بلا کر اپنے پاس رکھا۔ آنحضرت نے میر صاحب کے اجازت نامہ میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ "آں عارف باللہ السید الکامل"۔ حتے کہ ایک دفعہ یہ مکتوب لکھا۔ کہ آج صبح خواہی نخواہی تمہاری طرف توجہ ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے کمال کا ہلال آفتاب کے مقابلہ میں کمال کا بدر ہو گیا ہے اور قضا و قدر نے جو کچھ آفتاب ہدایت میں بطور امانت رکھا تھا۔ اس تمام کا عکس اس بدر پر پڑا۔ اور کمال میں اب

کوئی اور کسر نہیں رہگئی جسب خواہ کمال حاصل ہوا ہے ہاں اتنا ہے کہ اپنی وسعت کے مطابق اس سے العکاس ہدایت لے سکیگا۔ دیر تک اس کی مثالی صورت آنکھوں کے سامنے رہی حتیٰ کہ پورا یقین ہوگیا۔ کہ یہ دولت اس خواب کا نتیجہ ہے جو تم نے دیکھا تھا۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ تمہارا فرضہ سب کا سب بیباق ہوگیا وعدہ ایفا ہوا۔ امید ہے کہ تکمیل اس کمال کے اندازہ کے مطابق ہوگی۔ اور اس گرد و نواح کے جنگل و بیابان سب تمہارے وجود شریف سے منور ہو جائینگے۔ اس علاقے کی قطبیت بھی آنجناب نے میر صاحب کو عنایت فرمائی +

خواجہ ہاشم کشمی فرماتے ہیں۔ کہ کسی ایک شخص نے میر صاحبؒ کی دعوت کی۔ آپ نے طعام کے احتیاط کے بارے میں تاکید فرمائی۔ ایک گھڑی بعد غوغا مچ گیا۔ کہ ذبح کرتے ہی برہ میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ اور ایسے سخت کہ ایک گھڑی میں گوشت سے ہڈی تک پہنچ گئے ہیں۔ میر صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ برہ حلال کی کمائی نہ تھا۔ تفتیش کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کے ایک دوست نے جو حاکم تھا رعایا سے زبردستی چھین کر بھیجا تھا +

ایک رات میر صاحب تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ اتنے میں ایک برات ڈھول۔ نقارے اور باجے گاجے کے ساتھ گاتی بجاتی آپ کے مکان کے پاس سے گذری آپ کے حضور قلبی میں جو فرق آیا۔ تو فوراً سلام پھیر سامنے پڑے ہوئے ایک برتن کو اوندھا کر دیا۔ اس کو اوندھا کرنا تھا کہ وہ برات معہ ساز و سامان غائب ہوگئی آپ پر سہو کی حالت طاری تھی۔ صبح کو رات کو الامعاملہ بھول گئے۔ اور خود حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی زیارت کیلئے سرہند روانہ ہوئے چھ مہینے آنحضرتؒ کی خدمت میں رہے۔ پھر دکن آئے تو وہاں چرچا تھا کہ برات غایب ہوگئی۔ جب آپ نے سنا تو فرمایا۔ کہ یہ میرا ہی قصور ہے۔ اٹھکر وہ برتن سیدھا کر دیا۔ برتن سیدھا کرتے ہی وہ غائب شدہ برات عین بعین نمودار ہوئی اور اسی شور و شغب سے گاتی بجاتی روانہ ہوئی +

تربیت خاں نے اپنے بیٹے سیف خاں کو میر صاحب کی نذر کیا ہوا تھا بچپن میں اس لڑکے کو چیچک نکل آئی۔ حتیٰ کہ مرنے کی نوبت آگئی۔ جب وہ میر صاحب کے

پاس لایا گیا۔ تو آپ نے وہ بیماری اپنے پر لی۔ چنانچہ اُس کے دانے آپ کے چہرے پر نکل آئے۔ لڑکے کو تو شفا ہو گئی۔ لیکن میر صاحب اس مرض سے لاچار ہو گئے۔ آخر آپ نے اسی بیماری کو ایک دیوار پر ڈالا۔ جو اسی وقت گر گئی ✤

ایک روز جناب میر صاحبؒ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا جو فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص شیخ احمد کا مقبول ہے۔ وہ میرا بھی مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ اللہ تعالےٰ کا مقبول ہے۔ اور جو شخص شیخ احمد کا مردود ہے۔ وہ میرا بھی مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مردود ہے۔ میر صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ میں آنجناب کا مقبول ہوں۔ پھر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو تیرا مقبول ہے وہ میرا مقبول ہے۔ اور جو میرا مقبول ہے وہ مقبولِ خدا ہے۔ اور جو تیرا مردود ہے وہ شیخ احمد کا مردود ہے۔ اور جو میرا مردود ہے اور اللہ تعالےٰ کا مردود ہے ✤

ایک روز میر صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ مجھے ایک مقام کی آرزو تھی اتنے میں میں ایک بلند جگہ سے گرا۔ گرنا ہی تھا کہ وہ مقام مجھے حاصل ہو گیا۔ اس شکریہ میں میں نے حلوا بنایا۔ اسی وقت مجھے الہام ہوا۔ کہ جو شخص یہ حلوا کھائیگا۔ بہشت میں جائے گا ✤

آپکا مزار اکبر آباد میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ شیخ ابو العلیؒ نے جو اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ سے استفادہ باطنی کیا میر ابو العلی صاحب جذبہ میں تو اچھے تھے لیکن ان کے طریقہ میں بدعتی امور زیادہ تھے۔ جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے طریقہ کے مخالف تھے۔ اس واسطے حضرات سرہند میر ابو العلی کے طریقہ سے خوش نہیں۔ کیونکہ وہ اپنے پیروؤں کے مخالف چلتا ہے۔ میر ابو العلی کے دو خلیفے تھے۔ ایک سید محمد کالفوی دوسرے سید جلالؒ ✤

حضرت خلیفۃ اللہ قیوم رابع رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ حضرت قیوم ثانی کے پہلے خلیفہ خواجہ محمد حنیف کابلی میر محمد نعمان کے وسیلے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس واسطے خواجہ محمد ہمیشہ میر صاحب کے شکر گذار رہے۔ اور اکثر ان کی زیارت کیلئے دکن جایا کرتے۔ ایک دفعہ حسب معمول دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ ابھی سرہند سے پہلی منزل ہی طے کی تھی۔ کہ شیخ آدم بنوریؒ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ صاحب کی عادت

تھی۔ کہ جو شخص ملتا۔ اس سے اپنے علوم معارف بیان کرتے۔ خواجہ محمد حنیف سے بھی اپنے علوم معارف کا ذکر کیا۔ پھر پوچھا کہ کدھر کا ارادہ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا وکن جاتا ہوں۔ میر محمد نعمان سے بھی ملو گے۔ کہا۔ جاتا ہی اس غرض سے ہوں کہا تو پھر ان علوم و معارف کا تذکرہ میر صاحب سے نہ کرنا۔ کہا بہتر۔ جب خلیفہ خواجہ محمد اور میر صاحب کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ تو ایک روز میر صاحب باغ کی سیر کو گئے۔ دونوں ایک ہی سواری میں تھے۔ اور بہت سے مرید ہمراہ تھے۔ میر صاحب نے خواجہ صاحب سے پوچھا کہ پہلی منزل آپ نے کہاں کی؟ کہا بنور میں پوچھا شیخ آدم سے ملاقات کی؟ کہا ہاں۔ پوچھا باہمی کیا گفتگو ہوئی تھی۔ کہا اس کے اظہار سے شیخ صاحب نے منع کیا تھا۔ میر صاحب نے فرمایا۔ اس نے اپنے معارف بیان کئے تھے۔ اور وہ یہ تھے۔ چنانچہ میر صاحب نے حرف بحرف اعادہ کر دیا۔ اور پھر سخت ناراض ہو کر فرمایا۔ کہ یہی اس کے معارف ہیں جن پر اسے اتنا ناز ہے اسے اپنی قدر و قیمت معلوم نہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ ہم حضرت مجدد الف ثانی کے حضور میں کیونکر تھے۔ وہ بڑا بڑھ چلا ہے۔ مخدوم زادوں سے برابری کرتا ہے۔ غیرت خداوندی سے نہیں ڈرتا۔ بعد ازاں میر صاحب نے اپنے مریدوں کی طرف اشارہ کیا۔ کہ یہ معارف جن پر شیخ آدم کو فخر ہے۔ میرے فلاں مرید اور فلاں یار میں ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا حالات مریدوں پر وارد ہوئے۔ اور میر صاحب بھی جذبہ میں آئے۔ جتنے آدمی ساتھ تھے سب کے سب بیخود ہو گئے۔ حتیٰ کہ گھوڑے بیل ٹٹو وغیرہ سب از خود رفتہ ہو گئے۔ دیر تک پڑے رہے۔ کسی کو اپنے آپ کی سُدھ بدھ نہ تھی۔ بعد ازاں افاقہ ہوا۔ تو میر صاحب نے وہ ذکر چھوڑا اور تذکرہ شروع کیا +

خواجہ ہاشم کشمی علیہ الرحمۃ۔ کشم بدخشان کے علاقے میں ایک شہر ہے۔ خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ آنحضرت کے محرم اسرار تھے۔ پہلے آپ میر محمد نعمان کے مرید ہوئے۔ بعد ازاں آنحضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ دن رات سفر و حضر میں آنجناب کی خدمت میں رہتے اس خدمت بابرکت سے جو کچھ حاصل کیا سو کیا سلوک کو کمالات کے انتہائی درجہ

تک پہنچایا۔ اجمیر میں جس وقت آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اپنے دونو فرزندوں کو کمالات کے انتہائی درجے پر پہنچایا۔ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ ان کے تیسرے تھے۔ آنجناب کو حکم ہوا۔ کہ اچھا اسے بھی ہم نے قبول کیا۔ اور اپنے مقربوں کا سرحلقہ بنایا۔ بعد ازدو یار ثالث ہوز داغ سیاہی دارد۔ میں یار ثالث سے مراد خواجہ ہاشم ہیں۔ حضرت خلیفۃ اللہ رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یار ثالث کی وہ سیاہی کا داغ بھی دور ہوگیا۔ اور اسے بھی قبول کر لیا +

مصنف کتاب کا قول ہے۔ کہ خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کی شان کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے۔ وہ حضرت عروۃ الوثقےٰ اور خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہما کے یار ثالث ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ آپ پر بدرجہ غایت مہربان تھے۔ حضرات سرہند کی یہ رائے ہے کہ میر محمد نعمان کے بعد خواجہ ہاشم کا درجہ ہے۔ زبدۃ المقامات برکات الاحمدیہ جو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے احوال میں لکھی گئی ہے۔ وہ خواجہ ہاشمؒ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کے اشعار مشہور و معروف ہیں۔ لیکن سب کے سب اپنے پیر کی مدح میں ہیں۔ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ کہ پیری و مریدی سے قطع نظر میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی صورت مبارک پر عاشق تھا۔ حضرت قیوم اول رضے کے وصال کے بعد آپ نے قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی طرف باطنی رجوع کیا۔ اور بہت فائدہ اٹھایا۔ جیسا کہ حسب ذیل مکتوب سے جو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے نے خواجہ ہاشم کو لکھا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے +

بھائی صاحب! آپ خوف زوال سے نجات پاکر مدلول حقیقی تک پہنچ گئے ہونگے۔ اور ہجز سے کل تک اور وہاں سے اوپر تک مل گئے ہونگے۔ اور قوسین سے اوادنےٰ تک پہنچ گئے ہونگے۔ خالص کو مخلوط سے الگ کر لیا ہوگا۔ دائرہ صباحت سے گذر کر ملاحت کو بھی ہاتھ مارا ہوگا۔ بلکہ "المرء مع من احب" "انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔ جس سے محبت کرتا ہے" کے مطابق لفظ مذکور کے مرکز تک پہنچ گئے ہونگے۔ علم سے نادانی اور گفتگو سے خاموشی تک آ گئے ہونگے۔ نفی کے معاملہ کو پس پشت ڈالکر ہمہ تن اثبات کو دیکھتے ہونگے۔ بلکہ وہاں سے مجہول الکیفیت تک پہنچے ہونگے اور وہاں قرار کیا ہوگا۔ اور خلیل سے نجیب کا رخ

کیا ہو گا۔ یہ اشارہ جو خواجہ صاحب کو ولایت ابراہیمی کی طرف کیا گیا ہے یعنی ہم تمہیں ولایت ابراہیمی سے ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے آئے۔ اور ہم نے مذکورہ بالا کمالات تک پہنچایا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کی +

میرے مصنف الدہر بزرگوار فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز خواجہ صاحب ایک مجمع میں بیٹھے تھے۔ اور اولیاے سلف کی کرامتوں کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ گذشتہ اولیا سے بہت سی کرامات ظاہر ہوتی تھیں۔ اس وقت وہ کرامتیں کسی سے ظاہر نہیں ہوئیں۔ خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ اب بھی اولیا سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر چاہیں تو اس خیمہ کو جس میں ہم بیٹھے ہیں۔ زمین سمیت کسی اور جگہ لیجائیں۔ یہ فرمایا تھا کہ وہ خیمہ مع زمین و مجلس حرکت کرنے لگا۔ حتے کہ ایک تیر کا فاصلہ طے کر چکا۔ بعد ازاں خواجہ صاحبؒ نے اسے ساکن کیا۔ اور فرمایا کہ ہمارا یہ ارادہ نہ تھا۔ کہ تو حرکت کرے۔ بلکہ ہم نے اولیا کی کرامت کی نقل کی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام حاضرین مجلس خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے آپ کا مزار برہان پور میں ہے +

شیخ ظاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ حالات باطنی بہت بلند تھے علم ظاہری بھی انتہائی درجے کا حاصل کیا تھا۔ قرآن شریف حفظ تھا۔ تجوید و قرأت سے پڑھا کرتے تھے۔ جب آپ کو خدا طلبی کا شوق دامنگیر ہوا۔ تو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چونکہ آپ شرع کے پابند تھے۔ اس واسطے آپ پیر بھی متشرع چاہتے تھے۔ چونکہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اتباع سنت میں تمام اولیا کے سردار تھے۔ اس واسطے آنجناب کی خدمت میں بڑے ذل و انکسار سے مدت تک رہے۔ حتی کہ کئی دفعہ خانقاہ کا کوڑا کرکٹ اپنے دست مبارک سے صاف کرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضے نے آپ سے علم ظاہری حاصل کیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ آخری عمر میں فرماتے تھے۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ محمد یحییٰ کو بھی حوالے کروں۔ لیکن اب شیخ صاحب کا دماغ اور سر تعلیم کے سبب کافی خرچ ہو چکا ہے شیخ صاحبؒ آنحضرت رضے سے اس قدر ڈرا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ

آنحضرت نے شیخ صاحب کو امامت کا حکم دیا۔ تو شیخ صاحب کا رنگ زرد پڑ گیا اور قرأت بڑی لکنت سے ادا کی ✤

ایک روز کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت نے صبح کے حلقہ سے اٹھ کر فرمایا کہ آج ہم نے یاروں میں سے ایک کی پیشانی پر لفظ شقی لکھا دیکھا ہے۔ تمام اصحاب ڈر گئے وہ شخص شیخ طاہر تھے۔ چنانچہ بدبختی کے آثار شیخ صاحب پر نمودار ہوئے۔ اور زنار اور تلک اختیار کیا۔ آنجناب اپنی توجہ سے انہیں راہ راست پر لائے۔ پھر وہ اسی میں مشغول ہو گئے۔ تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ آخر معلوم ہوا کہ یہ اٹل قضا ہے۔ اس واسطے آنجناب نے بارگاہ الٰہی میں خشوع و خضوع سے التجا کی۔ کہ پروردگار! مجھے لوح محفوظ کا تصرف عنایت کر۔ جناب باری نے عنایت فرمایا تو آنحضرت نے لوح محفوظ پر دیکھا کہ وہاں پر شیخ صاحب کا نام اشقیا میں درج ہے۔ آنجناب نے وہاں پر سے لفظ شقی مٹا کر سعید لکھ دیا۔ چنانچہ یہ قصہ تواریخ اور آنحضرت کے مکتوبات میں درج ہے۔ اور ان شکوک کی تردید لکھ دی ہے۔ جو اس پر وارد ہو سکتے ہیں۔ مدلل اور شافی جوابات لکھے ہیں۔ شیخ صاحب کے اجازت نامہ میں بھی یہ قصہ لکھا ہوا ہے۔ پھر شیخ صاحب نے ان مصیبتوں کے بعد سلوک ختم کر کے خلافت حاصل کی کہتے ہیں کہ عین سلوک میں یہ مصیبت نازل ہوئی تھی۔ آنحضرت نے آپ کو نقشبندیہ، قادریہ، اور چشتیہ، سلسلوں کی اجازت عنایت کر کے لاہور روانہ فرمایا۔ اور اس ولایت کی قطبیت بھی انہیں مرحمت فرمائی۔ آپ ہر سال درویشوں سمیت پاپیادہ حضرت قیوم اول کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خلقت سے قطع تعلقی اور باخدا ہونے میں آپ کو ید بیضا حاصل تھا۔ آپ کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کما کر کھاتے۔ اہل دنیا سے دور بھاگتے۔ کسی سے آشنائی نہ کرتے۔ چنانچہ والئے لاہور نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بہتیری چارہ جوئی کی۔ لیکن آپ نے نہ مانا ✤

آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مناقب جو شیخ آدمؒ نے تصنیف کئے ہیں۔ ان میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے وصال کے بعد شیخ آدم شیخ طاہر لاہوری کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ان سے سلسلہ قادریہ اور چشتیہ کی اجازت

حاصل کی۔ شیخ طاہر کا مزار لاہور میں ہے +

شیخ بدیع الدین شہباز پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ پہلے پہل آپ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ سے علم ظاہری پڑھا کرتے تھے۔ اور درویشوں کے چنداں معتقد نہ تھے۔ بلکہ نماز کے بھی اتنے بڑے پابند نہ تھے۔ ایک روز آنحضرت نے معلوم کیا۔ تو آپ سے وجہ پوچھی عرض کیا کہ اگر آنجناب توجہ باطنی سے مجھے راہ راست پر لائیں تو ممکن ہے۔ ورنہ صرف نصیحت سے کچھ نہیں بنتا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ کہ بہتر کل اسی نیت سے ہمارے پاس آنا۔ جب دوسرے روز حاضر خدمت ہوئے۔ تو آنحضرت رضے اللہ عنہ نے آپ کو خلوت میں لیجا کر ذکر قلبی کی تعلیم دی۔ اور آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اس سے آپ بیخود ہو گئے۔ لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لائے۔ دوسرے دن جب ہوش آیا تو آپ نے آنحضرت کی خانقاہ میں رہکر آنحضرت سے سلوک باطنی شروع کیا آخر اسے ختم کر کے خلافت پائی آنحضرت نے آپ کو بادشاہ ہند کے لشکر میں بھیجا۔ پھر جو کچھ شیخ صاحب کے سر پر بیتی۔ اور شیخ صاحب کی حرکات کے سبب آنحضرت سے سلوک ہوا۔ وہ پہلے مفصل لکھا گیا ہے۔ آخر آپ لشکر سے اپنے وطن سہارنپور میں آکر گوشہ نشین ہوئے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے قرآن مجید حفظ کیا۔ اور اس بڑھاپے میں ڈیڑھ مرتبہ قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آنحضرت کی خدمت میں حسب ذیل مضمون کی عرضی بھیجی۔

کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظاہر ہو کر بہت سی عنایات اس بندے کے حق میں فرمائی۔ اور عبادت کا امر فرمایا۔ نیز فرمایا "انت سراج اللہ" تو اللہ تعالےٰ کا چراغ ہے +

آنحضرت رضے اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ واقعات دل خوش کن ہیں۔ گو تاویل ہیں لیکن منور ہیں۔ چونکہ تمہیں عمل کا امر ہوا ہے۔ اس لئے جس قدر ہو سکے غنیمت ہے۔ آپ دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتے آپ کا مزار سہارنپور میں ہے +

شیخ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے

بڑے خلفا میں سے تھے۔ اور ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ اور خلافت پائی۔ چنانچہ آپ کے سلوک کی تعریف آنحضرت رضے اللہ عنہ نے خواجہ بیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھی ہے +

ایک دفعہ حضرت قیوم اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ دھلی میں سبق پڑھا رہے تھے کہ شیخ نور محمدؒ اور شیخ طاہر کے دل میں خیال گذرا۔ کہ جس طرح ہمیں معلوم نہیں اس طرح آنجناب فرماتے ہیں۔ آنحضرت نے ان کے خیال سے باطنی طور پر آگاہ ہو کر دونو کو خانقاہ سے نکال دیا۔ لوگوں نے بہتیری سفارش کی۔ لیکن بے سود۔ آخر خواجہ حسام الدینؒ نے ان کے واسطے عرض کیا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ اُن کے نفس ابھی موئے نہیں۔ یہ دونو ہر روز دن کے وقت جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے۔ اور رات کو خانقاہ کے دروازے کے باہر پڑے رہتے۔ خواجہ حسام الدینؒ نے پھر عرض کیا۔ کہ اگر حکم ہو۔ تو مسجد تلے کا مدتوں سے جمع شدہ کوڑا کرکٹ صاف کریں۔ اس سے اُن کے نفس کی رعونت بھی جاتی رہے گی۔ اور آنحضرت کی خدمت بھی ہو جائیگی۔ آنحضرت اس بات پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ان دونو جوانمردوں نے تھوڑی مدت میں سالہائے دراز کا پڑا ہوا کوڑا کرکٹ صاف کیا۔ بعد ازاں انہیں بلوا کر اُن کے حال پر مہربانی کی +

چنانچہ شیخ نور محمدؒ کو خلافت دیکر ہندوستان کے مشہور شہر بلسنہ میں بھیجدیا لیکن شیخ صاحب وہاں پہنچکر جنگلوں، غاروں اور ویرانوں میں رہنے۔ لوگوں سے دور بھاگتے جب آپ کی یہ کیفیت آنحضرتؒ نے سُنی۔ تو ایک تہدید آمیز حکم انکی طرف لکھا۔ کہ شہر میں رہو۔ آپ نے آنحضرتؒ کے ارشاد کے مطابق دریائے گنگا کے کنارے شہر کی طرف کھانس پھونس کی ایک کٹیا بنائی۔ اور ایک چھوٹی سی مسجد درست کر کے وہاں رہنا سہنا اختیار کیا۔ اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت و عبادت اور خلق خدا کی ہدایت اور ارشاد میں مشغول ہوئے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ شیخ نور محمد بڑے اولیا میں سے ہے +

شیخ حمید بنگالی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ

کے اعظم ترین خلفا میں سے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کے مرید ہونے کا حال درج ہو چکا ہے۔ جب آپ مرید ہوئے۔ تو تمام پابندیوں سمیت سلوک ختم کر کے خلافت پائی۔ آپ اس سے پیشتر وحدت وجود کے منکر تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان تمام اولیا کے منکر تھے۔ جو وحدت وجود کے قائل تھے۔ آنحضرت نے پہلے شیخ حمید کی تربیت وحدت وجود میں فرمائی۔ چنانچہ ایک روز ایک راستے جا رہے تھے۔ کہ ایک مردہ گائے کو پڑے ہوئے دیکھکر کہا۔ اے پروردگار! تو نے اپنے آپ کو کس لباس میں ڈال رکھا ہے۔ بعد ازاں آنحضرت نے شیخ صاحب کو اس مقام سے نکالا +

ملا عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک بڑے امیر نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں کونسی کرامت دیکھی۔ کہ تو اُن کا مرید ہو گیا۔ میں نے شیخ حمید کا قصہ سنا دیا +

حضرت قیوم اول نے شیخ حمید کو انہیں کے وطن کی خلافت دیکر روانہ فرمایا۔ رخصت ہوتے وقت شیخ صاحب نے عرض کیا۔ کہ مجھے آنحضرت کے پاؤں مبارک کی پاپوش عنایت فرمائیں۔ آنجناب نے آپ کی درخواست کو منظور فرمایا۔ شیخ صاحب نے اس پاپوش کو سرہند کی طرف نہ کیا۔ اور وہ آج تک ملک بنگالہ کے منگل کوٹ میں موجود ہے۔ اس علاقے کے تمام مریض اس کفش مبارک کو دھو کر وہ پانی پیتے ہیں۔ جس سے صحت کلی نصیب ہوتی ہے۔ آپ شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ آپ کا سلسلہ ملک بنگالہ میں اب تک پورے طور سے رائج ہے آپ کا مزار منگل کوٹ میں ہے +

شیخ مزمل رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے قدیمی خلفا سے ہیں۔ آپ نے آنحضرت کی بہت خدمتگاری کی۔ اور پوری پابندیوں اور شرائط سے سلوک حاصل کر کے خلافت پائی۔ آنحضرت نے آپ کے سلوک کا وصف حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ العزیز کی خدمت میں لکھا۔ نیز ایک اور کو اس بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ تمہارے لئے شیخ مزمل علیہ الرحمۃ کی صحبت کافی ہے۔ اس قسم کے عزیز الوجود شیخ گندھک کی طرح نایاب ہوتے

ہیں۔ شیخ مزمل پہاڑ کی سیر کو گئے۔ اتفاقاً ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھسلا اور تو غار میں گر کر راہی ملک بقا ہوئے۔ کیونکہ اس غار سے باہر آنا دشوار تھا اور نہ ہی آپ کے گرنے کی کسی خبر ہوئی۔ ایک روز حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ شیخ مزمل ایک غار میں پڑے ہوئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن کوئی شخص اُن کی فریاد رسی نہیں کرتا۔ ایک جنگلی نے جس نے یہ واقعہ دیکھا تھا آنحضرت کو آکر خبر دی۔ آنجناب نے شیخ صاحب کے فوت ہونے کا افسوس کیا اور فاتحہ پڑھا۔ شیخ صاحب ورع اور تقوے سے موصوف تھے +

شیخ طاہر بدخشی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے تمام شرائط کے مطابق سلوک حاصل کیا۔ اور خلافت پائی کہتے ہیں کہ آپ کو خلوت میں ہمیشہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دیتی تھی۔ لیکن شیخ صاحب ایسے سادہ لوح تھے۔ کہ جب آنحضرت علوم و معارف بیان فرماتے۔ تو آپ اس طرح آئے۔ اور نعم کہکر سر ہلاتے۔ کہ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ خوش طبعی کے طور پر فرمایا کرتے۔ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ علوم و معارف ابھی شیخ طاہر پر وارد ہوئے ہیں۔ آنحضرت نے آپ کو خلافت دیکر جونپور میں بھیجا۔ لیکن شیخ صاحب نے نشست و برخاست گفتگو اور طرح وضع ایسی اختیار کی۔ کہ لوگ انہیں ملامتی کہتے تھے۔ بہت کم لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہوا چنانچہ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں اس بارے میں لکھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا عجب سادہ لوح ہے۔ انسان کو اپنے ایمان کی فکر چاہیئے۔ ہاں اگر کوئی برائے خدا آئے تو اس کی تعلیم و تربیت کر دینی چاہیئے۔ نیز لوگوں کے دلوں کو ہاتھ میں لانے کے لئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ ملامت نہ ہو سکے اس بارے میں آنحضرت نے آپ کی طرف ایک مکتوب بھی لکھا۔ آپ سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پورے پورے پابند تھے +

مولانا یوسف سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے۔ آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ آپ آنحضرت

کے ساتھ سرہند آئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے سفارش کی تھی کہ اس کا کام ضرور سرانجام کرنا۔ اثنائے سلوک میں اجل نے آدبایا۔ آنحضرت عین نزع کے وقت تشریف لائے۔ آپ نے عرض کیا۔ کہ میرا کام سرانجام نہیں ہوا۔ آنحضرت نے آپ کے حال پر توجہ فرمائی۔ اور کام سرانجام فرمایا۔ آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کا شکریہ بجا لائے۔ سر قدموں پر رکھا۔ اور راہیٔ ملک بقا ہوئے +

مولانا احمد برکی رحمۃ اللہ علیہ۔ برک علاقہ خراسان میں ایک قصبہ ہے۔ مولانا احمد برکی علیہ الرحمۃ حضرت قیوم اوّل رضے اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ کے مرید ہونے کی کیفیت پہلے لکھی گئی ہے۔ آپ کو ایک ہفتہ میں باطنی سلوک ختم کرایا گیا۔ اور خلافت عنایت کر کے خراسان بھیجا گیا۔ ایک مکتوب میں آنحضرت نے آپ کی تعریف لکھی ہے۔ کہ مولانا کی بزرگی میرے نزدیک اظہر من الشمس ہے اس ولایت کی قطبیت بھی آنحضرت نے مولانا کو عنایت فرمائی۔ آپ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اس علاقے کے ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ کے طفیل اس علاقہ میں اس طریقہ کا پورا پورا رواج ہوا۔ ۱۰۲۶ھ ہجری میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آنحضرت نے آپ کے فوت ہونے کا بڑا افسوس کیا۔ اور فاتحہ مغفرت پڑھا +

مولانا حسن برکی علیہ الرحمۃ۔ آپ مولانا احمد کے خصوص یار ہیں۔ چنانچہ آنحضرت نے ایک مکتوب میں مولانا احمد کو لکھا تھا کہ شیخ حسن تمہارے ارکان دولت میں سے ہیں اگر تمہیں ہندوستان یا ماوراء النہر کا سفر درپیش آئے۔ تو مولانا حسن تمہارے قائم مقام ہونگے۔ بعد ازاں مولانا حسن آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے انہیں خلافت دیکر خراسان روانہ فرمایا۔ آپ اس ولایت کے بڑے مشائخ میں سے شمار ہوتے تھے +

مولانا صالح رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے مخصوص اصحاب سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں پورا کیا۔ خلافت پائی۔ اور آپ کے وسیلے سے بہت لوگوں نے فنا و بقا حاصل کی آپ فرماتے ہیں کہ میرے مرید ہونے کا باعث یہ ہوا۔ کہ میں فقرا کے پیچھے مارا مارا پھرتا

تھا۔ میں نے سرہند کی جامع مسجد میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کو دیکھکر بے اختیار آنجناب کا شیفتہ ہوگیا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لیکن ترقی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رات آنحضرت ؒ کے وضو کا غسالہ تھال میں پڑا دیکھا۔ تو فوراً پی لیا۔ پیتے ہی میرے باطنی پردے کھل گئے۔ آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے دن اور رات کے مختلف ورد و وظائف کو ایک رسالے کی صورت میں لکھا ہے +

خواجہ محمد صدیق بدخشی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ اور ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہٗ نے آنحضرت ؒ کے حوالے کیا۔ آنحضرت نے آپ پر بہت بہت مہربانیاں کیں آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کیا۔ اور خلافت پائی۔ جو مکتوب آنحضرت رضی اللہ عنہ نے مولانا صالح کو لکھا ہے اس میں خواجہ محمد صدیق کے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ مولانا محمد صدیق ولایت خاصہ سے مشرف ہوئے۔ آپ ۱۰۳۱ھ کو حج کیلئے گئے۔ اور واپس آئے۔ آپ شعر بھی اچھا کہا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کی مثنوی مشہور ہے حسب ذیل شعر اسی مثنوی میں سے ہیں ؎

بہ تنہائی چنیں میل دلم چیست	ازیں تنہا نشستن حاصلم چیست
سگم من در سگی معذور ہاشم	بدیں عذر از خلائق دور ہاشم
غلط کردم کہ سگ داند ازیں راز	کہ خود را کردہ ام نسبت بگ باز
زننگ ایں سخن افغاں برآرد	کہ بد عہدے ز ما خود را شمارد
سگاں خود صاحب خود را شناسند	بسے از ناشناسائے براسند
نہ خود را مے شناسد نے خدا را	چرا بدنام سازد خیل ما را
دریغ است کہ عمر من بسر شد	نہ از دین و نہ از کفرم خبر شد
ندانم ہر چہ ملت زیستم من	نہ سگ نے آدمی بس کیستم من

حضرت شیخ عبدالحی شادمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شادمان اصفہان کے علاقے میں توران سے اوپر کی جانب ایک قلعہ ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بشرائط پورا کرکے خلافت پائی۔ آنحضرت ؒ نے آپ کو تلنبہ بھیجا۔ جہاں پر آپ کے

قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آنحضرت نے اس علاقے کی قطبیت بھی آپ کو عنایت فرمائی۔ اس شہر کی ایک طرف شیخ نور محمدؒ تھے اور وسط میں شیخ عبدالحیؒ۔ حضرت قیوم اول رضی اللہ عنہ نے پہلے مکتوب میں لکھا ہے۔ کہ ان دو عزیزوں کا وجود اس شہر میں قران السعدین سمجھو۔ آنحضرت نے جو مکتوب شیخ نور محمد کی طرف لکھا ہے۔ اس میں شیخ عبدالحی کے حالات یوں تحریر فرمائے ہیں۔ کہ شیخ عبدالحی تمہارے شہر میں آیا ہے۔ اور تمہارے پڑوس میں بھی۔ یہ شخص عجیب و غریب علوم و معارف کا نسخہ ہے۔ اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس کافی ہیں۔ دور افتادہ یاروں کیلئے اس کی صحبت غنیمت ہے۔ کہ فوارد ہو اور نئی چیزیں لایا ہے۔ فنا و بقا بھی اس کے پاس ہے۔ اور جذبہ و سلوک بھی بلکہ فنا و بقا سے بھی پرے تک کی اُسے خبر ہے۔ اور جذبہ اور سلوک سے بھی آگے اس کا مقام ہے۔ بلکہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اس کی گذرگاہ ہے۔ مکتوبات کی بہت سے معارف غریبہ اس نے سنے اور جہاں تک ہو سکا اُس نے پوچھے۔ حاصل کئے۔ شیخ عبدالحی نے حضرت قیوم اولؒ کے مکتوبات کی دوسری جلد حضرت قیوم ثانیؒ کے حکم سے جمع کی۔

شیخ جان محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ عبدالحی کے خلیفہ ہیں نہایت عزیز الوجود مرد تھے۔ سلوک باطنی آپ نے شیخ عبدالحی کی خدمت میں ختم کیا۔ خلافت پائی۔ آپ حضرات سرہند کے طریقہ پر راسخ القدم تھے۔

شیخ عطاء اللہ علیہ الرحمۃ۔ آپ شیخ جان محمد کے خلیفہ ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا فرزند ارجمند غلام نقشبند اعلےٰ درجے کا سالک اور علم ظاہری میں اکمل تھا۔ اب غلام نقشبند کے فرزند موجود ہیں۔ جو علم ظاہری و باطنی کے ماہر ہیں خصوصاً شیخ احمد جو باپ کی بجائے سجادہ نشین ہیں۔ میں (مصنفؒ) نے آپ کو دیکھا ہے۔ آپ صاحب انکسار اور متواضع ہیں۔ شہر لکھنو میں دریا کے کنارے سکونت اختیار کی ہوئی ہے۔ طریقہ چشتیہ کا سلوک بھی قدرے حاصل کیا ہے۔

مولانا یار محمد قدیم طالقانی رحمۃ اللہ علیہ۔ طالقان بدخشان کے علاقے میں

ایک شہر ہے مولانا آنحضرت رضے اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے تھے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ختم کیا اور خلافت حاصل کی۔ آپ مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ حسن ظاہری بھی آپ کو بہت حاصل تھا۔ چنانچہ اپنے وقت میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں اپنے حسن کیلئے اللہ تعالے کا شکر گذار ہوں۔ کیونکہ جو شخص مجھے دیکھتا ہے۔ درود پڑھتا ہے۔ جب آپ حج کو گئے۔ تو آپ اس ہودج میں جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے مشرف ہوئے۔ جو عرفات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے لایا جاتا ہے۔ بیہوش ہو گئے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو رقص کرنے لگے۔ لوگ دیکھکر حیران رہگئے۔ اہل عرب کہنے لگے کہ یہ عجمی مجنوں ہو گیا ہے۔ مولانا یہ شعر پڑھنے لگے ؎

گرایں لیلےٰ از خیمہ بیروں شود بسا کوہ و صحرا کہ مجنوں بود

مولانا یار محمد جدید طائفانی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مخصوص خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضے کی خدمت میں پورے طور پر حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ نے آنحضرت رضے کے مکتوبات کی پہلی جلد جمع کی ہے +

شیخ بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے کے قدیمی اصحاب سے ہیں۔ آپ سترہ سال آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ سلوک باطنی بدرجہ کمال حاصل کر کے خلافت پائی۔ علوم ظاہری اور دیگر علوم مثلاً تاریخ وغیرہ میں کامل دسترس تھی۔ حضرات القدس نام کتاب آپ ہی کی تصنیف ہے اس میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے فرزندوں اور خلفا کے حالات مفصل مندرج فرمائے ہیں۔ علاوہ ازیں سنوات الاتقیا جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے زمانے تک کے تمام حالات درج کئے ہیں تصنیف فرمائی۔ اور بھی بہت سی کتابیں تالیف کیں +

مولانا قاسم علی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ آنحضرت رضے کے معتبر یاروں میں سے ہیں آپ ان اشخاص میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ بیرنگ قدس سرہ العزیز نے آنحضرت رضے

کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

شیخ عبدالہادی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے آنحضرتؒ کے حوالے کیا۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے سلوک کی تعریف آنحضرتؒ نے حضرت خواجہ صاحبؒ کی خدمت میں لکھی +

شیخ یوسف برکی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے درج ہو چکا ہے۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں پورا کر کے خلافت حاصل کی۔ شریعت و طریقت کے بڑے پابند تھے۔ اور اکثر شہر جالندھر میں رہتے تھے +

سید محبت اللہ مانک پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوری سے خلافت حاصل کی۔ بعد ازاں میر محمد نعمانؒ کی خدمت میں رہے۔ پھر میر صاحب کی وساطت سے آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہاں سلوک باطنی پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرتؒ نے آپ کو خلافت دیکر آپ کے وطن مانک پور کی طرف روانہ فرمایا۔ لیکن آپ کے وطن میں آپ کے رشتہ داروں نے سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اس بارے میں آپ نے آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عرضی لکھی۔ کہ مجھے کسی اور جگہ بھیجا دیا جائے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے پھر آپ کو الہ آباد بھیجدیا۔ یہاں آپ کو قبولیت حاصل ہوئی۔ اور بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپکا مزار الہ آباد میں ہے +

حاجی خضر افغان رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مقبول ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت کی خدمت میں پورا کر کے خلافت پائی آپ دن رات گریہ و زاری میں مشغول رہتے۔ آپ صاحب مواجید و ولولہ تھے بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ اُن میں سے ایک شیخ آدم بنوریؒ بھی ہیں۔ یہ ابتدا میں حاجی خضر افغان کے مرید تھے۔ بعد ازاں حاجی صاحب انہیں آنحضرت کی خدمت میں لائے۔ سرہند کے باہر ایک گاؤں میں رہے۔ پھر چند روز بعد آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک روز آنحضرتؒ نے شیطان سے پوچھا کہ کیا تجھے

ہمارے یاروں پر بھی تصرف ہے۔ عرض کیا۔ نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ عزیمت سے رخصت پر لے آتا ہوں۔ لیکن حاجی خضر پر اتنا بھی قابو نہیں +

شیخ احمد دینیؒ۔ آپ پہلے شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ کے خلیفہ تھے۔ بعد ازاں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ نے آپ کو میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے کیا۔ مدت تک میر صاحبؒ کے ساتھ رہے۔ پھر آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس دفعہ آنحضرت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے خلافت عنایت فرمائی۔ آپ نہایت مستقیم الاحوال تھے +

شیخ کریم الدین حسن ابدالی رحمۃ اللہ علیہ۔ حسن ابدال لاہور اور کابل کے درمیان ایک گاؤں ہے۔ شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بڑے خلفا سے ہیں۔ آپ نے سلوک باطنی آنحضرت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہکر پورے طور پر حاصل کیا۔ آنحضرتؒ نے آپ کو خلافت عنایت فرمائی۔ آپ سے اس طریقہ کو بہت کچھ رواج ہوا۔ چنانچہ ہزارہا آدمی آپ کے مرید ہوئے۔ اس ولایت میں آپ کا طریقہ اب تک شائع ہے۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ آپ پر ازبس مہربان تھے۔ آخری عمر میں جب آنحضرتؒ نے خلوت اختیار فرمائی۔ تو وہاں کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن شیخ کریم الدینؒ کو حکم تھا کہ بے روک ٹوک آیا کریں۔ شیخ اسحاق نام ایک عالم جو ملک سندھ کا مقتدا تھا شیخ صاحب کا مرید ہوا۔ اس واسطے اس ملک کے تقریباً تمام باشندے آپ کے مرید ہو گئے۔ مرید ہونے کے بعد شیخ صاحبؒ نے پوری اکیس دفعہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ ہر دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شیخ صاحب پر خاص عنایت فرماتے۔ شیخ صاحب نے اس بارہ میں ایک عرضی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت لکھی۔ آنحضرتؒ نے تصدیق وقعات میں ایک مکتوب آپکی طرف تحریر فرمایا +

مولانا عبد الواحد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بھی ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہیں حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

کے حوالے کیا تھا۔ آپ عبادت و مراقبہ بکثرت کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے ایک عالم سے پوچھا۔ کہ بہشت میں نماز ہے یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ سنکر آپ نے ٹھنڈا سانس لیا۔ اور رو دئے۔ کہ وہاں بغیر نماز کیونکر زندگی بسر ہوگی۔ آپ نے آنحضرت کی خدمت میں سلوک باطنی ختم کرکے خلافت پائی۔ آنحضرت نے آپ کو بخارا بھیجدیا۔ آپ وہاں جاکر ایک مسجد میں بیٹھ گئے۔ مسجد کا خادم سختی سے پیش آیا۔ آپ کو وہاں بیٹھنے نہ دیتا تھا۔ اسی رات خواجہ بہاؤالدین نقشبندؒ نے اس شہر کے قاضی کو خواب میں فرمایا۔ کہ فلاں مسجد میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا خلیفہ عبدالاحد ہمارا مہمان ہے۔ اگر اپنی سعادت چاہتے ہو۔ تو اس کی خدمت کرو۔ صبح قاضی صاحب نے اپنا خواب تمام بڑے آدبوں سے بیان کیا۔ لوگ آکر مولانا عبدالاحد کو اپنے گھر لیگئے اور مرید بن گئے +

مولانا امان اللہ علیہ الرحمۃ۔ آنحضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے کامل خلفا سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ آنحضرت رضے اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل کیا اور خلافت پائی۔ سنہ ۱۰۳۱ ہجری میں حج کیلئے گئے۔ آپ کبھی کسی سے کچھ نہ لیتے۔ رشتہ دار اور دولت مند آپ کو کچھ دینے کیلئے بہت منت و سماجت کرتے لیکن آپ پھوٹی کوڑی کے روادار نہ تھے۔ ٹاٹ پہن سر پاؤں سے ننگے بیت اللہ شریف کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے مدینہ پہنچے۔ بعد ازاں حضرات انبیا علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کیلئے شام گئے۔ اور وہیں آپکا وصال ہوگیا +

مولنا امان اللہ فقیہ علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے نہایت ہی مستقیم الاحوال خلیفہ تھے +

شیخ داؤد سالکی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے خلیفہ اور صاحب انکسار و نیستی تھے +

شیخ سلیم بنوری علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے اکمل خلفا سے تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

شیخ محمد چہری علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے اجل خلفا سے تھے۔ آپ نے باقاعدہ سلوک باطنی آنحضرتؒ کی خدمت میں

رہکر حاصل کیا اور خلافت پائی۔ ہزارہا لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے مشہور خلیفہ تھے۔ سب سے پہلے جس شخص کو آنحضرتؐ نے خلافت عطا فرمائی وہ آپ ہی تھے +

شیخ نور محمد نہاری علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی۔ تیسری جلد کا آخری مکتوب آپ کے نام لکھا گیا ہے جس میں مرض موت کے وقت حضرت غوث الثقلین رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے شعر کی جو شرح بیان فرمائی مندرج ہے +

صوفی فرمان قدیم علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے خلیفہ ہیں۔ صاحب حال و ذوق تھے۔ اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند تھے

مولنا صادق کابلی علیہ الرحمۃ۔ آپ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے کامل خلفا سے تھے مستقیم الاحوال تھے۔ آپ سے لوگوں کو باطنی علم کے بہت کچھ فوائد پہنچے + مولنا ہشم خادم علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرت کے مخصوص خلفا سے ہیں آنحضرتؐ کی خدمت خاص آپ کے سپرد تھی۔ اس واسطے آپ کا لقب خادم ہوا آنحضرتؐ آپ پر بہت مہربان تھے۔ سلوک باطنی ختم کر کے خلافت پائی +

مولنا غازی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی کی طرف سے اجازت حاصل تھی۔ اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

صوفی فرمان جدید۔ آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے مخصوص یاروں میں سے تھے آپ بھی خلافت سے مشرف ہوئے +

سید باقر سارنگپوری علیہ الرحمۃ۔ آپ آنحضرتؐ کے قدیم الخدمت ہیں۔ آپ کو آخری عمر میں خلافت عطا ہوئی +

مولنا فرخ حسین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ آنحضرتؐ کے قدیم خلفا سے ہیں آپ نے حسب قاعدہ سلوک آنحضرتؐ کی خدمت سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ آپ کے مرید ہونے کا باعث پہلے بیان ہو چکا ہے +

مولنا صفر احمد رومی علیہ الرحمۃ۔ آپ روم کے بڑے اجل مشائخ سے تھے پھر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور باطنی سلوک پورا کر کے خلافت

پائی - آپکے مرید ہونے کا قصہ بھی پہلے بیان ہو چکا ہے - آپ کی لڑکی حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی منکوحہ تھی - حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی موجودہ اولاد اسی خاتون سے ہے +

مولنا حمید احمدی علیہ الرحمۃ - آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے کامل اصحاب سے ہیں - سلوک باطنی حاصل کر کے خلافت پائی +

حاجی حسین ؒ - آنحضرت رضے اللہ عنہ کے خلیفہ اور صاحب خوارق ظاہرہ وکرامات باہرہ تھے +

شیخ عبدالرحیم پھرکی ؒ - آپ آنحضرت رضے اللہ عنہ کے اکمل خلفا سے تھے - صاحب انکسار و نیستی اور قوی جذبہ تھے +

خواجہ محمد اشرف کابلی رحمۃ اللہ علیہ - آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالے عنہ کے خاص اصحاب میں سے تھے - آنحضرت ؒ نے آپ کو فنائے تم کی خوشخبری دی - آپ نے سلوک باطنی انتہائی مقام تک حاصل کیا +

مولنا حاجی محمد زکی علیہ الرحمۃ - آپ حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کی مخصوص یاروں میں سے تھے - سلوک باطنی مقام ولایت کی انتہا تک ختم کیا +

مولنا عبدالغفور سمرقندی - آپ حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رض کے اجل اصحاب سے تھے - آپ نے آنحضرت ؒ سے باقاعدہ اور مکمل سلوک حاصل کیا +

حافظ محمود گجراتی علیہ الرحمۃ - آپ بھی حضرت قیوم اول رضے اللہ عنہ کے معتبر یاروں سے ہیں - آنحضرت ؒ نے آپ کو مقام ولایت کے انتہائی درجہ کی خوشخبری عنایت فرمائی تھی +

خواجہ کلاں، خواجہ عبداللہ ؒ و خواجہ خورد عبیداللہ ؒ - دونو صاحب حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے فرزند ارجمند ہیں حضرت خواجہ صاحب ؒ ان دونو مخدوم زادوں کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں لائے اور فرمایا کہ ان پر توجہ کرو - آنحضرت ؒ نے ان دونو عزیزوں پر ایسی توجہ کی کہ اسی وقت اس توجہ کا اثر ظاہر ہوا - حضرت خواجہ صاحب ؒ کے وصال کے بعد جب دونو عزیز بالغ ہوئے - تو سرہند میں آنحضرت ؒ

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابھی سرہند سے باہر ہی تھے۔ کہ آنحضرتؒ نے کہلا بھیجا۔ کہ اگر والد بزرگوار کی وصیت کے مطابق آتے ہو۔ تو آؤ۔ اور اگر اپنی پیرزادگی کے لحاظ سے آتے ہو۔ تو میں پیرزادگی والے آداب و استقبال بجالاؤں۔ دونوں نے عرض کر بھیجی کہ ہم مرید ہونے کے لئے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے انہیں بڑی عزت سے خانقاہ میں رکھا۔ اور سلوک ختم کرکے خلافت عنایت فرمائی۔ خواجہ خورد پیر پر آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی نظر عنایت زیادہ تھی چنانچہ اپنی نسبت خاص کا القا بھی فرمایا +

حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ خواجہ خورد کے حق میں فرماتے تھے۔ کہ وہ محمدیؐ مشرب ہے۔ محبوب ہے۔ خواجہ خورد نے ظاہری علم بھی بدرجہ کمال حاصل کیا پہلی جلد کا دو سو چھیالیسواں مکتوب جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مسائل اجتہادیہ مندرج ہیں۔ اور جو تمام مکتوبات سے لمبا ہے۔ خواجہ خورد محمد عبید اللہ کے نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات کی پہلی جلد کا مکتوب ۵۵ جو وجود باری کے مسئلہ کی تحقیق میں لکھا گیا ہے۔ وجود باری کو حکماء عین ذات کہتے ہیں اور متکلمین زائد کہتے ہیں۔ اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اس سے اور ہی مراد لیتے ہیں۔ اور جس میں تعین وجود اور تعین حسی کا بیان ہے وہ بھی بڑا لمبا چوڑا مکتوب خواجہ خورد ہی کے نام لکھا گیا ہے +

جن لوگوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے بڑے خلفا تھے۔ اُن میں سے ہر ایک کا نام آنحضرتؒ نے مکتوبات اور فنا و بقا، ولایت، قرب، معرفت حضرت احدیت کی بشارات لکھی ہیں ہر ایک کا مفصل حال لکھنا موجب طوالت ہے۔ اس واسطے مجملاً بیان کیا گیا ہے آنحضرت کے تمام خلفا کے حالات لکھنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ بہت سے خلفا اس وقت گذر گئے اس وقت صرف چند ایک مشہور خلفا کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں +

شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ۔ بنور، سرہند سے بارہ کوس کے فاصلہ پر ایک قصبہ ہے شیخ صاحب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے بڑے خلفا میں سے

تھے۔ آپ ہندوستان کے بڑے مشہور شیخ ہیں۔ پہلے حاجی خضر افغان کے مرید تھے پھر انہیں کے وسیلے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت سے مشرف ہوئے ملا بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ "حضرات القدس" میں لکھتے ہیں کہ شیخ آدم ماں کی طرف سے سید ہے لیکن اُن کا دادا پٹھان تھا۔ القصہ جب شیخ صاحب حاجی خضر کی خدمت میں احوالات عالیہ اور واردات متعالیہ حاصل کر چکے۔ تو جو کچھ حاجی صاحب کے پاس تھا وہ انہوں نے القا کر دیا +

میرے مصنف رحمۃ اللہ علیہ) جد بزرگوار کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ حاجی خضر کے بیٹے نے مجھے کہا۔ کہ جب میرے والد بزرگوار نے نسبتہائے علیہ عطا فرمائیں۔ تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ جو کچھ میرے پاس تھا۔ میں نے سب تمہیں پلا دیا۔ اس سے زیادہ میرے پاس نہیں۔ اب میں تمہیں بحر زخار کے پاس لے چلتا ہوں پھر حاجی صاحب شیخ صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی عالم پناہ خانقاہ میں لائے۔ یہاں پر پھر جو کچھ ملا سو ملا +

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے خلیفہ حاجی صاحب کی خدمت میں حالات عالیہ سے مشرف ہوا۔ اور اپنے حالات ان سے عرض کئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے زیادہ مجھے خود حاصل نہیں۔ اب تم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی محفل قصوے و فرودہ علیا پر حاضر ہو جاؤ۔ سو میں حاجی صاحب کی اجازت سے قبلہ دستان حضرت مجدد الف ثانی کی عرش نشان آستان پر حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات خدمت اقدس میں عرض کئے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ شروع شروع کے حالات ہیں۔ ابھی دہلی دور ہے۔ مجھے خیال آیا کہ شائد مجھے مرید ہونے کا شوق دلاتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا کمال ہوگا۔ لیکن چونکہ میرا اعتقاد اچھا تھا۔ اس واسطے میں آنحضرت کی خدمت میں مشغول رہا۔ مدت بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ جو کچھ مجھے اویسی رحمانی محبوب ربانی خلیفہ صمدانی مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت سے حاصل ہوا۔ اس کے مقابلہ میں سابقہ حالات واردات میں ابتدا ہونے کی قابلیت بھی نہ تھی۔ چند ماہ بعد مجھے خلوت میں بلا کر ارشاد و خلافت کی اجازت عنایت فرمائی۔ اور بنور جانیکے لئے حکم فرمایا۔ میں نے محض جناب کی

تعمیل ارشاد کے طور پر چند ایک آدمیوں کو طریقہ کی تعلیم دی۔ لیکن میرا دل مسند نشین اور مشیخیت پر مائل نہ تھا۔ جب کچھ مدت بعد میں حاضر خدمت ہوا۔ تو آنحضرت نے میرے دلی ارادے سے بذریعہ نور باطنی واقف ہو کر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ تم سے ضرور پوچھے گا۔ تم نے باوجود قدرت ہدایت اپنے آپ کو معاف رکھا ہے جب آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاکیداً فرمایا۔ تو میں نے مجبوراً یہ کام سرگرمی سے شروع کیا +

شیخ صاحب "نکات الاسرار" میں لکھتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جن کی ایک توجہ ہمارے ہزار سالہ سلوک سے بہتر ہے جب میں کمالات کے انتہائی مقامات پر پہنچا۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تمہیں یہ کمالات نصیب ہوئے۔ جو اس وقت کسی کو کم نصیب ہونگے۔ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ مجھے حاصل ہے سب جناب کی توجہ مبارک کے طفیل حاصل ہے۔ چنانچہ اجمیر میں مجھے خدمت محمدی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مامور فرمایا۔ اجمیر ہی میں حقیقت قرآنی کی بشارت عنایت فرمائی۔ سرہند میں مجھے خلافت سے مشرف فرمایا۔ جب آنحضرت کا وصال ہو گیا۔ تو ہم مہجوروں کے سینے پر داغ حسرت چھوڑ گئے۔ غسل کے وقت آنحضرت سے خوارق عظیمہ کا ظہور ہوا۔ اکثر یاروں نے آنحضرت کے وصال کے بعد آنجناب کو اپنے ساتھ نماز باجماعت ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ میں آنحضرت رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد دو سال تک آنجناب کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔ اور کمالات کا تتمہ آنحضرت کے روضہ مبارک سے اس طرح حاصل کیا جیسے کوئی زندگی حالت میں کرتا ہے۔ جیسے زندگی میں آنحضرت سے فیض حاصل ہوتا تھا۔ بجنسہٖ آنجناب کے وصال کے بعد آنجناب سے ہوا +

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آنحضرت رضی اللہ عنہ کے مناقب میں شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ (حاجی خضر افغان) نے آنحضرت کے خلیفہ شیخ طاہر لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے بعض کمالات اخذ کئے۔ چنانچہ قادریہ اور چشتیہ طریقہ ان سے اخذ کیا"

القصہ شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کو قبولیت عامہ و تامہ نصیب ہوئی۔ چنانچہ ہر طرف سے طالبوں کے گروہ پر گروہ آتے اور آپ کے مرید ہوتے۔ اور مشاہدات سے مشرف ہوتے۔ اور آپ کے خلیفہ بنکر مسند ارشاد اور تکمیل پر بیٹھتے آپ کے خلفا سینکڑوں کی تعداد میں ہیں۔ اور شریعت کی پابندی میں مشہور ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کے طریقہ سبحانی اور سلسلہ رحمانی کے ارکان ہیں۔ خود شیخ صاحب بھی صاحب استقامت ورع اور تقوے تھے۔ امر معروف اور نہی منکر آپ کا پسندیدہ شیوہ تھا۔ آپ کے مرید لاکھ سے بھی زیادہ ہیں شیخ صاحب بادشاہوں سے وہ سلوک کرتے تھے۔ جو شائد کوئی غلاموں سے بھی نہ کرتا ہوگا۔ آپ کی نظر میں اعلےٰ ادنےٰ چھوٹا۔ بڑا۔ وضیع شریف سب ایک تھا۔ بلکہ آپ کی مجلس میں امرا کی مٹی زیادہ پلید ہوا کرتی تھی +

چنانچہ ایک وزکا ذکر ہے۔ کہ بادشاہ ہند کا وزیر سعد اللہ خاں آپ کی زیارت کیلئے آیا۔ لیکن آپ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ آپ کی خانقاہ میں باورچی لوگ باوضو کھانا پکایا کرتے۔ اور برابر بانٹا کرتے +

شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے خواب میں دیکھا کہ حکمت کا چراغ روشن ہے اور جس طاق میں رکھا ہے۔ اس کی چھت پختہ ہے۔ جب میری والدہ نے یہ خواب میرے والد بزرگوار کو بتایا۔ تو انہوں نے یہ تعبیر فرمائی۔ کہ تمہارے ہاں ایک نورانی لڑکا ہوگا +

نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ کہ آنحضرت ؐ نے اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کچھ چیز نکالکر عنایت فرمائی۔ کہ اسے کھالو۔ جسے میرے والد بزرگوار نے کھالیا۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئی۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطیہ سے ہے +

میرے (مصنف) جد امجد کو اکب دریہ میں لکھتے ہیں۔ کہ حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ فرماتے تھے کہ شیخ آدم ولایت کے انتہائی مقام تک پہنچا ہے۔ اور حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ تنزیہات کے شروع تک

پہنچ چکا ہے لیکن شیخ صاحب کے مرید آپ کے حق میں اس قدر افراط بلکہ غلو سے کام لیتے ہیں۔ جس قدر رافضی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں۔ چنانچہ شیخ صاحبؒ کو آنحضرت رضے اللہ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے ہیں۔ حتیٰ کہ آنحضرتؐ کے فرزندوں سے بھی وہ خدا سے نہیں ڈرتے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ امام معصوم ربانی پر جو قیوم ثانی اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ولیعہد اور وحی مطلق ہیں شیخ صاحب کو ترجیح دیتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے اپنے عین حیات میں اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور فرزندوں کے بعد اول خلیفہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ علیہ کو قرار دیا۔ چنانچہ یہ باتیں آنحضرتؒ نے خود مکتوبات میں مفصل و مشرح بیان فرما دی ہیں۔ اور مکتوبات کی تینوں جلدیں آنحضرت رضے اللہ عنہ کی زندگی میں جمع ہوئیں +

حضرات القدس، اور برکات الاحمدیہ تاریخیں جن میں آنحضرت رضے اللہ عنہ اور اُن کے خلفا اور ان کی اولاد کے حالات درج ہیں۔ ان میں بھی صاف طور پر لکھا ہے۔ اور اُن کے مصنف بھی آنحضرتؒ کے خلفا ہیں۔ بلکہ حضرات القدس، تو آنجنابؒ کے سامنے تصنیف ہوئی ہے۔ اس کتاب میں جہاں پر آنحضرتؒ کے مناقب کا ذکر ہے وہاں پر صاف لکھا ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضؒ نے اپنے فرزندوں کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا ہے۔ اور قطب الاقطاب اور قیومیت کا عہدہ حضرت معصوم ربانی عروۃ الوثقیٰ کو عنایت فرمایا ہے۔ اسی جگہ پر یہ بھی لکھا ہے کہ ہمارے شیخ حضرت معصوم ربانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی جا بجا سمجھتے ہیں۔ اور بہت ادب و تواضع سے پیش آتے ہیں مریدانہ سلوک کرتے ہیں۔ اور اُن کے حلقہ میں بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تمام مریدوں کو چھوڑ کر اکیلے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اپنے مریدوں کو کہا کرتے تھے کہ میں ایک اُمّی آدمی ہوں۔ اور مخدومزادہ کی خدمت میں علم ظاہری بھی ہے اور علم باطن بھی۔ جو شخص طالب ہو ان کی خدمت میں حاضر ہو۔ اگر مجھ سے شرم کرتا ہے تو اس کی سفارش کرتا ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحبؒ نے اپنے بعض مریدوں کو تربیت کیلئے حضرت معصوم ربانی کی خدمت میں چھوڑا۔ میں نہیں جانتا کہ شیخ صاحبؒ کے

سلسلہ والے پھر کس دلیل سے شیخ صاحب کو آنحضرت کے فرزندوں کے برابر یا ان سے افضل سمجھتے ہیں ؎

ترسم ایں قوم کہ بردر دکشاں میخندند بر سر کار خرابات کند ایماں را

لیکن بات یہ ہے کہ یہ لوگ حقیقت کی معرفت سے محروم ہیں۔ اور وہ اس واسطے کہ وہ حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کے منکر ہیں۔ کیونکہ اُن کا منکر ہونا گویا حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کا منکر ہونا ہے اور یہ خبر بذریعہ تواتر ہمیں موصول ہوئی ہے۔ کہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے اپنے تمام کمالات حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کو عنایت فرمائے۔ پس جو شخص کسی اور کو حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ پر ترجیح دیتا ہے۔ وہ صریحاً حضرت مجدد الف ثانی رضے کا منکر ہے۔ اور آنحضرت کا منکر ہونا ایمان کی مضرت ہے۔ اگر مخالفین یہ کہیں کہ چونکہ شیخ صاحب ہمارے پیر ہیں۔ اس واسطے ہم انہیں حضرت عروۃ الوثقیٰ سے افضل جانتے ہیں۔ تو اس کی وہی مثال ہے۔ کہ چشتیہ و قادریہ وغیرہ سلسلوں کے سید جن کا سلسلہ مریدی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے کہیں کہ ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس واسطے باقی تین خلفاء سے ترجیح دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے جد اور پیر ہیں۔ یہ بات بعینہٖ رافضیوں کے قول کی طرح ناقابل شنید اور باطل ہے کوئی شخص قیوم کی برابری نہیں کر سکتا۔ قیومیت کا ماننا واجب ہے۔ کیونکہ قیوم کو کمالات نبوت کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اور کمالات نبوت کا انکار دینی نقصان کا باعث ہے۔ اس واسطے اصحاب کا منکر ہونا دین و ایمان کے نقصان کا موجب ہے۔ کیونکہ تمام اصحاب کمالات نبوی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہرہ ور تھے۔ بعد ازاں کمالات نبوت پوشیدہ ہو گئے۔ ہزار سال بعد پھر ان کمالات کا ظہور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ پر ہوا۔ اسی واسطے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند ایک حدیثیں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف میں فرمائی ہیں۔ چنانچہ ان احادیث کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے کمالات نبوت کی تعریف اور ان کے ظہور اور وصف قیومیت کا بیان حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے مکتوبات میں مفصل مندرج ہے ✦

شیخ آدہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک لاہوری مخلص نے شیخ صاحب کو لاہور میں آنے کی تکلیف دی۔ ان دنوں بادشاہ ہند بھی لاہور میں تھا۔ شیخ صاحب اس مخلص کی دعوت کو قبول کر کے پانچہزار پٹھانوں سمیت لاہور کی طرف روانہ ہوئے جب سرہند پہنچے۔ تو مریدوں کا لشکر باہر چھوڑ کر اکیلے اپنے پیر بزرگوار حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ اور آنجناب رح کے فرزندوں کے مزار کی زیارت کیلئے شہر میں آئے جب آنجناب رح کے فرزند حضرت عروۃ الوثقیٰ اور حضرت خازن الرحمۃ رضے اللہ عنہ کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے۔ تو عرض کیا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں جا کر طریقہ علیہ احمدیہ کی اشاعت کروں۔ آنجناب اس بارے میں توجہ فرمائیں اور استخارہ کریں حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے اسی وقت اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ اس شخص کے جانے سے طریقہ کی سبکی ہو گی۔ دوسرے دن جب شیخ صاحب نے اس بارے میں جواب مانگا۔ تو حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے توجہ نہ فرمائی۔ اور خاموش رہے۔ لیکن حضرت خازن الرحمت رح نے فرمایا کہ جو کچھ شیخ صاحب نے دل میں نیت کی ہے اس کے برعکس ظاہر ہوا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں لیکن شیخ صاحب نے اس بات کا خیال نہ کیا اور لاہور روانہ ہوئے۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ شیخ صاحب رح سے ناراض ہو گئے۔ کیونکہ اول تو شیخ صاحب رح نے کہا تھا۔ کہ بادشاہ ہند کے لشکر میں طریقہ احمدیہ کی اشاعت کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے اس واسطے کہ انہوں نے آنجناب رح کے فرمان پر عمل نہ کیا۔ شیخ صاحب اپنے آپ کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے تمام خلفا سے افضل جانتے تھے اور خیال کرتے تھے کہ مجھے حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی پرواہ نہیں۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے بے پرواہ بنا دیا ہے۔ مجھے کسی اور کی ضرورت نہیں اور جو کمال میرے نصیب میں تھا۔ وہ مجھے عنایت فرما دیا گیا ہے۔ پھر میں کسی کی التجا کیوں کروں۔ حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ شیخ صاحب رح کی یہ باتیں سن کر ناراض تھے۔ جب اس سفر میں شیخ صاحب سرہند کے قریب پہنچے۔ تو حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ نے ملا بدرالدین علیہ الرحمۃ کو شیخ صاحب رح کے پاس بھیج کر دریافت فرمایا کہ کیا تم نے یہ باتیں کہی ہیں۔ انہوں نے صاف انکار کیا کہ میں نے نہیں کہیں جنہوں نے یہ باتیں حضرت

قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے عرض کی تھیں۔ انہوں نے اس کے ثبوت میں گواہ پیش کئے شیخ صاحبؒ نے آکر حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ سے معافی مانگی اور عرض کیا۔ کہ میں جناب کو حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی بجائے سمجھتا ہوں۔ اور اپنے پیر کا قائم مقام جانتا ہوں۔ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر خاموشی اختیار کی۔ اور شیخ صاحب کو کچھ نہ فرمایا۔ لیکن چونکہ شیخ صاحب کو اپنے کشف پر پورا بھروسا تھا۔ اس واسطے حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ اس سے آنحضرت رضی اللہ عنہ اور بھی خفا ہو گئے کہ اول تو اُسے پوچھنا نہیں چاہتے تھا۔ اور اگر پوچھا تھا۔ تو اس پر عمل کرنا چاہئے تھا۔ القصہ جب شیخ صاحب لاہور پہنچے تو بہت لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ ہر روز افغانستان سے تین تین چار چار ہزار پٹھان شیخ صاحبؒ کی زیارت کیلئے آتے آپ کے پاس اس قدر خلقت آتی۔ کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں سے گذرنا مشکل تھا۔ جب بادشاہ نے سُنا کہ لاہور میں ایسا شیخ آیا ہے تو اُسے دیکھنا چاہا۔ اس مطلب کیلئے پہلے ملک العلما مولوی عبدالحکیم اور اپنے وزیر سعد اللہ خاں کو بھیجا جب وہ شیخ صاحبؒ کے پاس آئے۔ تو شیخ صاحبؒ نے انہیں خلوت میں آنے کی اجازت نہ دی وہ خلوت کے باہر خانقاہ میں بیٹھے رہے دیر بعد جب آپ خلوت سے نکلے۔ تو پھر بھی اُن کی چنداں پرواہ نہ کی۔ مولوی صاحب اور وزیر دونو جید عالم تھے جب علمی مباحثہ شروع ہوا۔ تو شیخ صاحب اول تو ان کی باتوں کو سنتے نہ تھے۔ اور اگر سنتے بھی تو جواب اور طرح ہی کا دیتے۔ مولوی صاحب نے شیخ صاحب سے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے بعض معارف جو علم کلام کے متعلق تھے اور آنحضرتؒ کے چند ایک اجتہادیہ مسائل پوچھے شیخ صاحب نے اُن کا جواب کسی اور وقت پر ٹال دیا۔ صرف آنحضرتؒ کے دو تین تصرفات اور بزرگی کا ذکر کیا۔ بعد ازاں خود مولوی صاحبؒ نے ان معارف کی تحقیق بیان فرمائی۔ اور کہا۔ کہ شیخ صاحبؒ! جہاں سے آپ نے یہ کمالات حاصل کئے ہیں۔ میں نے بھی اسی بارگاہ سے کسب سلوک کیا ہے میں بھی آنحضرت رضی اللہ عنہ کا منظور نظر تھا۔ میں تو آپ کو اپنی جنس سمجھ کر آیا تھا ورنہ کوئی ضرورت نہ تھی۔ سعد اللہ خاں سے بھی شیخ صاحب سرد مہری سے پیش آئے۔ دونو شیخ صاحب سے رخصت ہو کر بادشاہ کے پاس گئے۔ تو سعد اللہ خاں نے بادشاہ کو

کہا۔ کہ یہ جاہل ہے۔ پٹھان بہت اکٹھے کر رکھے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہیں فتنہ و فساد برپا کرے۔ لیکن مودی صاحب نے اس بارے میں بادشاہ سے کچھ نہ کہا۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ والا معاملا شیخصاحب پر بھی وارد ہوا۔ یعنی وزیر نے چغلی کھائی۔ یہ باتیں سنکر بادشاہ کا مزاج شیخصاحب کی طرف سے منحرف ہوگیا۔ لیکن چونکہ بادشاہ خود حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مرید تھا۔ اس واسطے شیخصاحب کو کوئی تکلیف نہ دی۔ صرف اتنا حکم دیا کہ شیخصاحبؒ حج کو چلے جائیں۔ شیخصاحب کی نیت پہلے ہی سے حج کی تھی۔ بادشاہ کے کہنے سے حج کیلئے روانہ ہوئے۔ آپکے مریدوں نے کہا کہ ایسے وقت میں تصرف کا اظہار کرنا چاہیئے۔ شیخصاحب نے فرمایا کہ بادشاہ میرا ہم پیر ہے۔ میں اس پر تصرف نہیں کرونگا۔ نیز اس طریقہ پر بادشاہ کا حق ہے۔ جب اس بادشاہ کے باپ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو تکلیف دی۔ تو اس نے آنجناب کی رہائی کیلئے بڑی کوشش کی۔ علاوہ بریں حضرت مخدوم زادہ یعنی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ کا باطن مبارک اس کا حامی ہے۔ ایک روز حضرت عروۃ الوثقےٰ رضی اللہ عنہ سرہند کے باہر ایک باغ میں محل کی چھت پر بیٹھے تھے کہ دور سے ایک ڈولی معہ بہت سے آدمیوں کے نمودار ہوئی۔ ایک گھڑی بعد ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ کہ شیخ آدمؒ آرہے ہیں۔ اگر حکم ہو تو حاضر خدمت ہو جائیں۔ حضرت خازن الرحمت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلا لاؤ۔ شیخصاحبؒ نے حاضر خدمت ہو کر آداب قیومیت بجا لانے کے بعد معافی مانگی۔ کہ انسان سہو و خطا کا پتلا ہے۔ اگر مجھ سے سہو و خطا سرزد ہوئی ہو جس سے جناب کی خاطر عاطر پر ملال آگیا ہو۔ تو للہ معاف فرماویں۔ پہلے حضرت خازن الرحمت رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے معاف کیا۔ بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقےٰ نے بھی معاف فرمایا۔ اور حج کی اجازت عنایت فرمائی۔ شیخصاحبؒ دکن کی راہ حجاز پہنچے۔ عرب میں بھی آپ کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔ جب آپ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر بہت سی عنایات فرمائیں اور فرمایا یا ولدی انت فی جواری۔ بیٹا! تم میرے پڑوس میں ہو۔ نیز فرمایا۔ یَا اٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ اے آدم! معہ اپنی بیوی جنت میں رہو سہو۔ یہ اس بات کا اشارہ تھا۔ کہ شیخصاحبؒ مدینہ میں فوت ہوں۔ واقعی ایسا ہی ہوا

کہ شیخ صاحبؒ نے مدینہ میں وفات پائی اور حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گنبد مبارک کا سایہ شیخ صاحبؒ کے مرقد پر پڑتا ہے آپ کا مزار عرب میں شیخ الہدیٰ کے مقبرہ کے نام سے مشہور ہے۔ "یاقوت احمر" نام کتاب میں حضرت مروج الشریعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔ کہ جب حضرت قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ رضی اللہ عنہ حج کیلئے تشریف لے گئے تو اس وقت شیخ ادہ رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو چکے تھے۔ جب کبھی آنجناب اس بقعہ میں تشریف لیجاتے۔ تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک کھڑے رہتے اور فاتحہ پڑھتے اور ان پر بہت بہت مہربانی کرتے اور ان کی مدد کرتے۔ حضرت قیوم رابع خلیفۃ اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب حضرت عروۃ الوثقیٰ کے بعد حضرت قیوم ثالث حجۃ اللہ دو دفعہ حج کیلئے گئے۔ تو شیخ صاحبؒ کی قبر پر دیر تک ٹھیر کر فاتحہ پڑھتے شیخ صاحبؒ سے کرامات کا بہت کچھ ظہور ہوا۔ حتےٰ کہ چند مرتبہ مُردوں کو بھی زندہ کیا۔ آپ بنود سے سرہند میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لئے پاپیادہ آیا کرتے۔ تین کوس سے ننگے پاؤں چلکر آتے۔ ایک روایت یہ بھی ہے۔ آپ بنور سے ہی ننگے پاؤں روانہ ہوتے۔ اور جنگل سے مٹی کے ڈھیلے لیکر انہیں اپنے چہرے اور داڑھی سے صاف کر کے اہل خانقاہ کے استنجے کیلئے لاتے +

اب ہم شیخ ادہ نبوریؒ کے خلفا کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کی نسبت خود شیخ صاحب نے نکات الاسرار میں فرمایا ہے۔ کہ مجھے تہجد کے بعد الہام ہوا کہ اگر خواجہ قطب الدینؒ اور شیخ فرید الدین اور نظام الدین قدس سرہم العزیز اس وقت ہوتے تو مشیخیت چھوڑ میرے مریدوں سے آکر فیض حاصل کرتے +

میر علیم اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ شیخ آدم بنوریؒ کے خلیفہ ہیں نہایت متشرع اور سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے سخت پابند تھے۔ کہ اولیائے گذشتہ میں اُس کی مثال محال ہے۔ حتیٰ کہ جب آپ نے اپنی لڑکی کی شادی کرنی چاہی۔ تو عرب میں جاکر تحقیق کیا۔ کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے جہیز میں کون کونسی چیزیں دی تھیں۔ بعینہٖ اسی قسم کی چیزیں آپ نے بھی دیں۔ ایک رات اورنگ زیب بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ جناب

رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے۔ بادشاہ نے وہ رات اور وہ تاریخ لکھ رکھی۔ چند روز بعد میر علیم اللہؒ کے فوت ہونے کی خبر پہنچی۔ تو تاریخ ملانے سے معلوم ہوا کہ آپ اسی رات فوت ہوئے جس رات بادشاہ نے وہ خواب دیکھا تھا۔ آپ نے حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی صحبت کا شرف بھی حاصل کیا تھا +

سید محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ میر علیم اللہ کے بیٹے ہیں۔ آپ بھی والد بزرگوار کی طرح سنت نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پکے پیرو اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند تھے۔ ایک روز آپ نے صبح کی نماز کے بعد آسمان کی طرف دیکھکر فرمایا۔ کہ آج جہان میں کوئی بڑا حادثہ ہونے والا ہے۔ چند روز بعد حضرت قیوم رابع رضے اللہ عنہ کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت کا وصال ٹھیک اسی تاریخ کو ہوا۔ جب سید محمدؒ نے فرمایا تھا۔ کہ آج جہان پر مصیبت عظیم نازل ہونے والی ہے +

محمد صابر علیہ الرحمۃ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے پوتے ہیں۔ آپ اپنے جد بزرگوار کی قبر پر رہتے ہیں۔ اور اُن کے چچا سید احمد شہر میں ہیں۔ محمد صابر اپنے جد بزرگوار کے طریقہ پر چلے ہیں۔ آپ نے حضرت عروۃ الوثقیٰ رضے اللہ عنہ کے فرزند حضرت محمد صدیق رضے اللہ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے +

شیخ زینؒ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے خلیفہ مستقیم الاحوال ہیں۔ بعض آدمیوں نے آپ سے فوائد حاصل کئے۔ اب آپکا صرف ایک بیٹا گل محمدؒ نام ظاہری علم میں اچھا ہے اُس نے سلوک باطنی بھی اپنے باپ سے حاصل کیا ہے +

عبدالحلیمؒ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے مخصوص یاروں میں سے ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں +

ابوالقاسمؒ۔ آپ میر علیم اللہؒ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت متشرع اور صاحب حال تھے۔ آپنے حضرت قیوم ثالث رضے اللہ عنہ کی صحبت بھی حاصل کی ہے +

شیخ سلطانؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ فنا و بقا میں راسخ قدم تھے +

محمد عمرانؒ۔ آپ شیخ سلطانؒ کے فرزند ہیں۔ اپنے باپ کے طریقے پر کاربند تھے +

شیخ الہدےؒ۔ آپ شیخ سلطان کے خلیفہ ہیں۔ بڑے پٹھان مشائخ سے تھے۔ پہلے آپ حافظ سعد اللہ وزیر آبادی کے مرید تھے۔ بعد ازاں شیخ سلطان کے پاس آئے۔

شیخ صاحبؒ نے آپ کا نام پوچھا۔ تو کہا۔ الہدا۔ شیخ صاحب نے کہا اللہ تعالےٰ کی ہدایت تم پر ہو۔ یہ کہتے ہی شیخ الہدا پر احوال کشف ہوئے یہ شیخ الہدا مستقیم الاحوال تھے۔ اور باطنی توجہ اور تصرف بھی اچھا تھا۔ بہت سے پٹھانوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا۔ اور عجیب وغریب حالات پیدا کئے شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں اجازت دی ✣

محمد ریاضؒ۔ آپ شیخ الہداؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ سلوک باطنی شیخ عبدالاحدؒ سے حاصل کیا۔ پھر دل جان سے طریقہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں مصروف ہوئے۔ اپنے ذکر وشغل میں مشغول ہیں۔ میں (مصنفؒ) نے ان کی زیارت کی ہے فی الواقعہ آپ کی حالت اچھی ہے۔ حضرات سرہند کے طریقہ احمدیہ کے خوب پابند ہیں ✣

حاجی عبداللہ کوہاٹیؒ۔ آپ حاجی بہادر کے نام سے مشہور رہیں۔ کوہاٹ کابل کے گرد ونواح میں ایک شہر ہے حاجی بہادر شیخ آدمؒ کے معتبر یاروں سے تھے۔ سلوک باطنی اپنے شیخ کی خدمت میں حاصل کر کے خلافت پائی۔ بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اور آپ سے باطنی استفادہ کیا ✣

حاجی یار محمد پائینیؒ۔ پائین کابل کے گرد ونواح میں ایک گاؤں ہے حاجی صاحب شیخ آدمؒ کے بڑے خلفا سے تھے۔ سلوک باطنی انتہائی درجے شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ طریقہ احمدیہ کے پابند ہیں۔ آپ کا مزار بھی پائین میں ہے جنگل کے تمام درخت آپ کے مزار کی طرف جھک کر سجدہ کرتے ہیں ✣

دوست محمدؒ۔ آپ حاجی یار محمد کے بھائی اور مرید ہیں واقعی آپ عزیز الوجود مرد ہیں ✣

میر علی اکبرؒ۔ آپ دوست محمد کے خلیفہ اور طریقہ احمدیہ۔ شریعت اور طریقت کے پکے پابند ہیں ✣

شیخ مامونؒ۔ آپ حاجی محمد کے یار ہیں۔ طریقہ احمدیہ کے پورے پورے پابند ہیں ✣

اخون محبتؒ۔ شیخ مامون کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں ✣

شیخ سعدی لاہوریؒ۔ آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں احوال باطنی کے پکے ہیں ✣

شیخ یحییٰؒ۔ آپ شیخ سعدیؒ کے خلیفہ ہیں۔ نہایت صاحب استقامت و

کرامت تھے۔ استغراق اور غیب بھی اچھا رکھتے تھے +

محمد عمرؒ۔ آپ شیخ یحییٰؒ کے مرید و مختار اور شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے + حافظ سعد اللہ وزیر آبادیؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ سنت نبویؐ کے پکے پابند اور طریقہ احمدیہ پر ثابت قدم تھے +

اخون احمدؒ۔ آپ حافظ صاحبؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند ہیں + اخون سعادتؒ۔ آپ اخون احمد کے خلیفہ ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر ورع و تقوے آپ کا شعار تھا پہلے آپ اخون احمد کے خلیفہ ہوئے۔ بعد ازاں جب وہ ناراض ہوئے۔ تو آپ نے شیخ سلطان کے بیٹے محمدؒ سے سلوک حاصل کیا +

شیخ امید علیؒ۔ آپ شیخ آدم کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے +

شیخ نورؒ۔ آپ اخون درویزہ کے فرزند اور شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ سلوک باطنی شیخ صاحب سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ حضرات سرہند کے طریقہ کے پابند ہیں +

شیخ عربؒ۔ آپ شیخ نورؒ کے مخصوص مرید ہیں۔ شیخ عرب یار اخون عبدالحکیم فرماتے تھے کہ شیخ عرب بہت مستقیم الاحوال تھے۔ صبح شام حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات کے درس میں مشغول رہتے تھے +

شیخ فتح محمدؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں + شیخ میاں دادؒ۔ آپ شیخ فتح محمد کے خلیفہ ہیں صاحب استقامت و کرامت تھے۔ جذبہ بھی قوی تھا۔ بہت سے لوگوں نے آپ سے باطنی استفادہ کیا +

شیخ عبدالرسولؒ۔ آپ شیخ میاں داد کے فرزند ہیں۔ سلوک باطنی آپ نے اپنے والد اور شیخ امید علیؒ دونوں سے حاصل کیا۔ طریقہ احمدیہ کے پابند تھے +

غلام نقشبندؒ۔ آپ شیخ عبدالرسولؒ کے فرزند ہیں۔ اپنے والد کی طرح شریعت اور طریقت کے پابند ہیں +

محمد ظاہرؒ۔ آپ شیخ عبدالرسول کے دوسرے فرزند ہیں۔ اپنے وقت کے ایک مشہور عالم تھے۔ اپنے والد کے مرید تھے +

محمد طاہرؒ - آپ شیخ عبد الرسولؒ کے تیسرے فرزند ہیں - آپ بھی اپنے عہد کے بڑے جید عالم تھے - چنانچہ معقول و منقول اور فروع و اصول کے جامع تھے - علوم دینیہ میں آپ کو خاص دسترس تھی - آپ نے بہت سی کتابوں پر حاشیئے اور شرحیں لکھی چنانچہ کتاب مسلم کی شرح نہایت خوبی و وضاحت سے لکھی اور اُس کے اکثر مسائل بطور تصنیف بطریق فردیت بیان فرمائے آپ اپنے والد کے مرید تھے +

شیخ عثمان شاہجہان پوریؒ - آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں - جب بہادر خاں نے شاہجہان پور بنانا چاہا - تو شیخ آدم سے جن کا وہ مرید تھا - عرض کیا - آپ اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیں کہ اس شہر میں بود و باش اختیار کرے - تاکہ اس کے قدم کی برکت سے شہر آباد ہو جائے - شیخ آدمؒ نے شیخ عثمان کو اس کے ساتھ کیا - تب سے شیخ عثمانؒ نے شاہجہان پور میں رہنا اختیار کیا - آپکا مزار بھی وہیں ہے - آپ کی اولاد بھی اسی شہر میں رہتی ہے - آپ کے فرزندوں میں سے ایک کو میں (مصنفؒ) نے دیکھا ہے - جس کا نام محمد طاہر تھا اور جو نہایت عزیز الوجود تھا +

شیخ حبیبؒ - آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں - نہایت مستقیم الاحوال تھے +

حافظ عبد الغفورؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں +

حافظ محمد مرادؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں - طریقہ احمدیہ کے پابند ہیں +

اخون نعیم کاملؒ - آپ بھی ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں ورع و تقوے آپکا شعار تھا - میر ویس کا بیٹا سلطان محمود قندھاری جو ایران کا بادشاہ ہو گیا تھا - آپکا مرید تھا +

حاجی ولی خانؒ - آپ اخون نعیمؒ کے خلیفہ تھے - جب محمود نے ایران پر چڑھائی کرنی چاہی - تو اخون صاحب سے درخواست کی کہ جناب بھی میری مدد فرمائیں - اخون صاحب نے اپنی جگہ حاجی ولی خانؒ کو اُس کے ساتھ کیا +

شیخ عبد الرحیم و شیخ محمد رضاؒ - دونو شیخ آدم کے معتبر خلفا سے ہیں نہایت

مستقیم الاحوال تھے۔ صاحب کرامت خوارق تھے۔ اپنے وقت کے مشہور مشائخ خیال کئے جاتے تھے۔ حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اُن کی بہت تعریف کی ہے اب اُن کا سلسلہ بہت جاری ہے۔ اُن کے مرید ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ اُنکی اولاد کا سلسلہ دو جگہ پر ہے۔ ایک پُرانی دلی میں دوسرا شاہجہان آباد کے قریب پہلدت نام قصبہ میں +

شیخ ولی اللہؒ۔ آپ شیخ عبدالرحیمؒ کے فرزند ہیں۔ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع اور شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ عموماً پہلت میں رہتے ہیں +

حاجی شریفؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے خلیفہ ہیں۔ شریعت اور طریقت کی پابندی اور ورع و تقوے میں مشہور تھے +

شیخ عبدالنبیؒ۔ آپ حاجی شریفؒ کے خلیفہ ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوئے۔ لاہور کا حاکم بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا بہت لوگوں نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔ بلکہ خلافت حاصل کی اس وقت شیخ آدمؒ کے طریقہ میں شیخ عبدالنبی جیسا اور کوئی نہیں۔ شریعت اور طریقت کے سخت پابند ہیں۔ آپ کے یار بھی مستقیم الاحوال ہیں +

شیخ بایزیدؒ۔ آپ شیخ آدمؒ کے مشہور خلفاء سے ہیں۔ سلوک باطنی باقاعدہ شیخ سے حاصل کر کے خلافت پائی۔ شریعت اور طریقت کی پابندی آپکا پسندیدہ رویہ تھا آپ کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ ہزارہا لوگ مرید ہوئے۔ امر معروف اور نہی منکر آپکا شعار تھا چنانچہ ایک روز جامع مسجد میں آپنے بادشاہ کو کہا تو نے اپنے لڑکیوں کو کیوں بٹھا رکھا ہے۔ کیوں اُن کا نکاح نہیں کرتا۔ شائد تو اپنے آپ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑا خیال کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا اب میں ضرور اُن کا نکاح کر دونگا حضرت قیوم رابع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ بایزید کی وفات کے بعد اُن کے مزار پر خلقت کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے۔ کہ دہلی کے اولیا مثل خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے مزار پر بھی اتنا ہجوم نہیں ہوتا +

شیخ فیروز خواجہ مکیؒ۔ آپ ایک واسطہ سے شیخ آدمؒ کے مرید ہیں۔ نہایت مستقیم الاحوال تھے +

خواجہ محمد امین بکی ؒ - آپ شیخ آدم ؒ کے خلیفہ ہیں - آپ نے بیس سال تک شیخ صاحب کی خدمت کی طریقہ علیہ احمدیہ پر نہایت ہی مستعدی اور استقامت سے کاربند تھے - حضرت قیوم ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت سے بھی مشرف ہوئے آپ نے ایک کتاب لکھی ہے - جس میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ - آنحضرت ؒ کے خلفاء و فرزندوں کے حالات خصوصاً شیخ آدم کے حالات نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں - بلکہ اس کتاب کی تصنیف سے اصل غرض شیخ آدم کے حالات کا لکھنا تھا ضمناً آنحضرت رضے اللہ عنہ اور اُن کے فرزندوں اور خلفاء کے بھی حالات لکھے ہیں +

حافظ محمد شفیع ؒ - آپ ایک بسط حال سے شیخ آدم ؒ کے خلیفہ ہیں - محمد رحیم ؒ جو جوانی زمانے کے جید عالم تھے - فرماتے ہیں کہ میں لڑکپن میں تحصیل علم میں مشغول تھا - تو اکثر حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا - حافظ صاحب ؒ نے مجھے نگاہ لطف سے دیکھا - جب میں نے اُستاد کی خدمت میں جا کر سبق پڑھنا چاہا - تو مجھ پر ایک خاص حالت طاری ہوئی - جس کی کیفیت میں اس وقت کچھ نہ سمجھ سکا - لیکن میرے اُستاد جنہوں نے بزرگوں کی خدمت کی تھی - مجھ سے پوچھنے لگے - کہ تم پر کس بزرگ کی نظر عنایت ہے - جب سن تمیز کو پہنچا اور فقراء کی خدمت میں آنے جانے لگا - تو اس وقت مجھے مذکورہ بالا حالت کی کیفیت اور مجھ پر نگاہ لطف کرنے کی غرض معلوم ہوئی +

ذکر بیان مشائخ و علماء و شعراء و ملا طین کہ ہمعصر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ بودہ اند

شاہ سکندر قادری ؒ - آپ شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں - انہیں کے حق میں حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ نے فرمایا ہے - کہ آفتاب پر تو بے تکلف نگاہ ڈال بھی سکتے ہیں لیکن شاہ کمال ؒ کے پوتے شاہ سکندر ؒ کے قلب پر بسبب نور کی شعاعوں کے نگاہ ڈالی نہیں جا سکتی - حضرت غوث اعظم رضے اللہ عنہ نے جو درجہ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے واسطے چھوڑا تھا - وہ شاہ سکندر ؒ نے ہی آنحضرت ؒ کو پہنچایا جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے +

شاہ فضل اللہ برہانپوریؒ۔ آپ اپنے وقت کے مشہور شیخ اور حضرت مجدد الف ثانی کے ہمعصر تھے۔ نہایت مستقیم الاحوال۔ صاحب کرامات ظاہرہ و خوارق باہرہ تھے۔ آپ نے بھی آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کی قیومیت کا اقرار کیا تھا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے +

شاہ عیسےٰ برہانپوریؒ۔ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور شیخ تھے۔ آپ نے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے تمام کمالات کو برضا و رغبت قبول کیا +

شیخ نظام نارنولیؒ۔ ہندوستان کے مشہور شیخ اور آنحضرتؒ کے ہمعصر تھے +

شیخ نظام تھانیسریؒ۔ آپ شیخ جلال تھانیسریؒ کے خلیفہ اور آنحضرتؒ کے ہمعصر تھے۔ نہایت صاحب تصرف و کرامات تھے۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے دو تین مکتوبات آپ کے نام تحریر فرمائے ہیں +

شاہ قاسم سلیمانیؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے ہمعصر نہایت عزیز الوجود اور صاحب جذبہ قوی تھے۔ آپ سے اَن گنت کرامات ظاہر ہوئیں۔ خلقت کا رجوع آپ کی طرف بہت تھا۔ حتیٰ کہ بادشاہ نے ڈر کر آپ کو قلعہ چنار میں قید کر دیا۔ وہیں آپ نے وفات پائی اور وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں شمار ہوتے تھے +

خواجہ خاوند محمود لاہوریؒ۔ آپ ماوراء النہر کے بزرگ زادوں میں سے ہیں۔ لیکن لاہور میں آکر سکونت اختیار کی اور یہیں وفات پائی۔ اب آپ کا مزار لاہور میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ آپ کے حق میں فرماتے ہیں کہ خواجہ خاوند محمود خواجہ زادہ ہیں۔ اور جذبہ موروثی انہیں حاصل ہے۔ چنانچہ اس کا حال تجدید الف قیومیت کے نویں سال میں لکھا گیا ہے +

شاہ فتح اللہ سنبھلیؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر اور شیخ سلیم چشتیؒ کے خلیفہ اور بہت عزیز الوجود ہیں +

سید میر کشاہ بلخیؒ۔ آپ بلخ کے بڑے مشائخ سے تھے۔ جب آپ نے حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ارشاد کا شہرہ سنا۔ تو بے اختیار ہو کر آنحضرتؒ کی خدمت

میں عرضی لکھی۔ جس میں آنحضرت رضے اللہ عنہ کے کمالات کا اقرار اور طلب توجہ غائبانہ کی التماس مندرج تھی +

میر مومن بلخیؒ۔ آپ خراسان کے مشائخ اکابر سے تھے۔ آنحضرت رضؓ کے غائبانہ مرید ہوئے۔ آپ کا مفصل حال تجدید الف کے بائیسویں سال میں لکھا گیا ہے +

مولوی عبدالحکیم سیالکوٹیؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر بلکہ مرید تھے۔ معقول منقول اور فروع و اصول کی تمام متداولہ کتابوں پر آپ کے حاشیئے ہیں اور آپ نے اُن کی شرحیں لکھی ہیں۔ بلکہ آپ کی شرح بغیر ان کتابوں کے مسائل کا حل نہیں ہو سکتا۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے مفصل لکھا گیا ہے +

مولوی عبدالحق دہلویؒ۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر اور ہندوستان کے بڑے مشہور اور جید عالم تھے۔ مدارج النبوت، جذب القلوب، دیار المحبوب، تاریخ مدینہ، تکمیل الایمان، شرح مشکوٰۃ وغیرہ کتابیں آپ ہی کی تصنیف ہیں۔ آپ نے اپنے بیٹے کو حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجکر پوچھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر اتنے فدا تھے اس میں بعید کیا تھا۔ آنحضرت رضے اللہ عنہ نے اس کا مفصل جواب لکھکر عنایت کیا۔ چنانچہ اس کا ذکر بھی تجدید الف کے اکیسویں سال میں لکھا گیا ہے۔ مولوی صاحبؒ اس جواب کو دیکھکر دنگ رہ گئے۔ آنحضرت رضے اللہ تعالےٰ عنہ کے معتقد اور آپ کے کمالات کے مقر ہوئے +

مولنا جمال لاہوری تلوئیؒ۔ آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر اور مرید تھے۔ ہندوستان کے بڑے جید عالموں میں شمار ہوتے تھے۔ بلکہ جب اکبر کے وزیر ابوالفضل نے تفسیر بے نقط لکھنے کیلئے تمام علماے ہندوستان کو بلایا۔ تو اُن میں مولنا جمالؒ اول نمبر پر تھے۔ آپ کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے +

مولنا حسن قبادانیؒ۔ آپ خراسان کے بڑے جید عالم اور حضرت مجدد الف ثانی رضے اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ آنحضرت رضؓ کے غائبانہ مرید ہوئے +

مولنا نوکیؒ آپ ماوراالنہر کے بڑے علما سے تھے۔ اور آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے۔ آپ نے جب آنحضرت رضے اللہ عنہ کے کمالات اور کلام کو سنا۔

تو بہت معتقد ہوئے اور غائبانہ مرید ہو گئے۔ چنانچہ ان دونو عالموں کے مرید ہونے کا حال پہلے لکھا گیا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے وقت میں عرفی، ظہوری، شیدہ، طالب، کلیم، طالب املی، شوکت بخاری، اور قاسم انوری وغیرہ شعرا تھے۔ قصائد عرفی اور ساقی نامہ ظہوری مشہور ہیں۔ ساقی نامہ کے حسب ذیل دو قطعے مجھے (مصنف) پسند آئے۔ قطعہ ؎

اگر خامہ چوں لب نمی پر کند — گذر بر خیابان مسطر کند
حروف و نقطہ جملہ از بوے ہم — سیہ مست رفتند بر روے ہم

قطعہ

خبر دہ زیکے رنگی دوستاں — کہ بودند چوں گل دریں بوستاں
چمن را تر و تازہ آراستند — چو شبنم نشستند و برخاستند

کلیم کی ایک غزل بھی پسند آئی۔ جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

ہنوز اندک شعور دارم ز من مگذر
بچشم مست خود تکلیف دہ ایں جام خالی را

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالے عنہ کے عہد میں حسب ذیل بادشاہ تھے۔ ہندوستان میں جلال الدین اکبر بادشاہ تھا۔ آنحضرت رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی ابتدا اسی بادشاہ کے عہد میں ہوئی۔ اور انتہا اس کے بیٹے جہانگیر کے عہد میں ہوئی۔ اکبر دین سے مرتد ہو گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے اور جہانگیر بھی آخری عمر میں آنحضرت رضی اللہ تعالے عنہ کا مرید ہوا۔ آنحضرت نے اسے نجات و مغفرت کی خوشخبری سنائی۔ تو ران میں ان دنوں عبداللہ خان اوزبک حکمران تھا۔ وہ بھی غائبانہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کا مرید تھا۔ ایران میں اس وقت شاہ عباس کی حکومت تھی۔ جو شیعہ مذہب تھا۔ عبداللہ خان اوزبک شاہ تو ران نے حضرت قیوم اوّل رضی اللہ تعالے عنہ کے حکم سے شاہ عباس والئے ایران سے جنگ کی۔ کیونکہ اُسے مذہب سنت و جماعت پر لانا چاہتا تھا جس میں شاہ عباس کو شکست ہوئی۔ چنانچہ یہ سارا قصہ تجدید الف کے

ساتویں سال میں مفصل لکھا گیا ہے ٭

الحمد للہ الذی ھدانا لھذا وما کنا لنھتدی

لولا ان ھدانا اللہ لقد جاءت

رسل ربنا بالحق

٭

قصیدہ

در شان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

از نتائج طبع حافظ فتح محمد فاروقی دہلوی حنفی قادری چشتی نظامی فخری نیازی المتخلص بہ حقیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہوا ہوں جب سے دیوانہ مجدد الف ثانی کا
میں ہوں مشہور مستانہ مجدد الف ثانی کا

چلو اے تشنگان بادۂ وحدت پیو چل کر
رواں ہے فیض میخانہ مجدد الف ثانی کا

وہ فاروقی نسب ہیں مشرب اُن کا نقشبندی ہے
طریقہ ہے شریفانہ مجدد الف ثانی کا

وہ شمع دین احمد ہیں اور احمد نام ہے اُن کا
دل عالم ہے پروانہ مجدد الف ثانی کا

محبت جن کو اہل اللہ سے ہوگی وہی دل سے
سنا کرتے ہیں افسانہ مجدد الف ثانی کا

سلاسل چار ہیں جو سب کے سب آپس میں یکدل ہیں
نہیں ہے کوئی بیگانہ مجدد الف ثانی کا

خودی سے دور ہے ہر دم رہا کرتا ہے وہ بے خود
پیا ہے جس نے پیمانہ مجدد الف ثانی کا

خدا اور مصطفےٰ کا اور وہ ہے اصحاب کا پیرو
بجا لاوے جو فرمانا مجدد الف ثانی کا

حقیر اہل قیامت سب کہینگے دیکھ کر مجھ کو
وہ دیکھو آیا دیوانہ مجدد الف ثانیؒ کا

تمام شد